بچوں کی جنسی ہراسانی
پاکستانی قوانین اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

<u>مقالہ نگار</u>

محمد قاسم مغل

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

اگست، ۲۰۲۲ء

بچوں کی جنسی ہراسانی

پاکستانی قوانین اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

مقالہ نگار

محمد قاسم مغل

یہ مقالہ ایم فل علومِ اسلامیہ کی جزوی تکمیل کے لیے پیش کیا گیا ہے

ایم فل اسکالر علومِ اسلامیہ

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

اگست، ۲۰۲۲ء

© محمد قاسم مغل، ۲۰۲۲ء

بسم الله الرحمن الرحيم

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد فیکلٹی آف سوشل سائنسز

منظوری فارم برائے مقالہ و دفاع مقالہ

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انہوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالہ کے دفاع کو جانچا ہے، وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف سوشل سائنسز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالہ بعنوان: __بچوں کی جنسی ہراسانی، پاکستانی قوانین اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں__

Child Sexual Harassment in the light of Pakistani Law & Islamic Teachings

نام ڈگری: ایم فل علوم اسلامیہ

نام مقالہ نگار: محمد قاسم مغل

رجسٹریشن نمبر: MP-F۱۸-IS-۴۰۰

ڈاکٹر سید عبد الغفار بخاری
(نگران مقالہ) ______________________ دستخط نگران مقالہ

ڈاکٹر نور حیات خان
(صدر، شعبہ علوم اسلامیہ) ______________________ دستخط صدر، شعبہ علوم اسلامیہ

پروفیسر ڈاکٹر خالد سلطان
(ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز) ______________________ دستخط ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز

بریگیڈیئر سید نادر علی
(ڈائریکٹر جنرل، نمل) ______________________ ڈائریکٹر جنرل، نمل کے دستخط

تاریخ: ______________________

حلف نامہ فارم

(Candidate declaration form)

میں **محمد قاسم مغل** ولد خالد محمود مغل

رول نمبر: MP-F۱۸-IS-۴۰۰ رجسٹریشن نمبر: ۱۶۳۷ MPhil/IS/F۱۸

طالب علم، ایم فل، شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز (نمل) اسلام آباد حلفاً اقرار کرتا ہوں کہ مقالہ

بعنوان بچوں کی جنسی ہراسانی، پاکستانی قوانین اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Child Sexual Harassment in the light of Pakistani Law & Islamic Teachings

ایم فل علوم اسلامیہ کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے سلسلہ میں پیش کیا گیا ہے، اور **ڈاکٹر سید عبد الغفار بخاری** کی نگرانی میں تحریر کیا گیا ہے، راقم الحروف کا اصل کام ہے، اور یہ کہ مذکورہ کام نہ تو کہیں اور جمع کروایا گیا ہے، نہ ہی پہلے سے شائع شدہ ہے اور نہ ہی مستقبل میں کسی بھی ڈگری کے حصول کے لئے کسی دوسری یونیورسٹی یا ادارے میں میری طرف سے پیش کیا جائے گا۔

نام مقالہ نگار: **محمد قاسم مغل**

دستخط مقالہ نگار: ____________

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

(ABSTRACT)ملخصِ مقالہ

Child Sexual Harassment in the light of Pakistani Law & Islamic Teachings

The article discusses the issue of child sexual harassment and sexual abuse and also describes the various forms of sexual harassment and sexual abuse and its causes, as well as the punishments in light of Islamic teachings and Pakistani laws. I have mentioned that child sexual offenders should be found, as well as issues that hinder the punishment of perpetrators of sexual abuse Statistics on child sexual abuse in Pakistan and the impact of child sexual abuse on children and other members of society are mentioned in some detail, as well as the last chapter on child sexual abuse. The issue of how remediation and prevention are possible is expressed in the light of Sharia teachings and social teachings and mentions all the factors that can be followed to protect children from sexual abuse. Along with Finally, Sharia, legal and social proposals for the prevention of sexual harassment and sexual abuse were mentioned, which, if implemented, could eliminate this fistula from society.

فہرستِ عنوانات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱.	منظوری فارم برائے مقالہ ودفاع مقالہ	I
۲.	حلف نامہ(Declaration)	Ii
۳.	ملخص مقالہ (Abstract)	Iii
۴.	فہرست عنوانات(Table of Contents)	Iv
۵.	رموز او قاف (Acronyms)	Vi
۶.	اظہار تشکر(Acknowledgements)	Vii
۷.	انتساب(Dedication)	Viii
۸.	مقدمہ	Ix
۹.	**باب اول: جنسی ہراسانی، اقسام اور ممکنہ صورتیں**	۱
۱۰.	فصل اول: جنسی ہراسانی کا مفہوم	۲
۱۱.	فصل دوم: جنسی ہراسانی کی اقسام	۱۳
۱۲.	فصل سوم: جنسی ہراسانی کی ممکنہ صورتیں	۲۳
۱۳.	**باب دوم: جنسی ہراسانی: اعداد، وجوہات اور اثرات**	۳۴
۱۴.	فصل اول: جنسی ہراسانی، اعداد و شمار	۳۵
۱۵.	فصل دوم: جنسی ہراسانی کی بنیادی وجوہات	۴۳
۱۶.	فصل سوم: جنسی ہراسانی کے معاشرے پر اثرات	۵۷
۱۷.	**باب سوم: جنسی ہراسانی کی سزا شرعی و قانونی تناظر میں**	۶۳
۱۸.	فصل اول: جنسی ہراسانی کی شرعی سزا	۶۴
۱۹.	فصل دوم: جنسی ہراسانی کی قانونی سزا	۸۳
۲۰.	فصل سوم: جنسی ہراسانی کی سزا کے نفاذ میں مسائل	۸۹

۲۱.	**باب چہارم: جنسی ہراسانی کا تدارک**	۹۸
۲۲.	فصل اول: شرعی تعلیمات سے تدارک	۹۹
۲۳.	فصل دوم: پاکستانی قوانین سے تدارک	۱۰۷
۲۴.	فصل سوم: معاشرتی تعلیمات سے تدارک	۱۲۲
۲۵.	نتائج	۱۳۶
۲۶.	سفارشات	۱۳۷
۲۷.	فہرست آیات	۱۳۹
۲۸.	فہرست احادیث	۱۴۰
۲۹.	فہرست اعلام	۱۴۲
۳۰.	فہرست اماکن	۱۴۳
۳۱.	فہرست مصادر و مراجع	۱۴۵

رموزاوقاف

(Acronyms)

اس مقالے میں درج ذیل رموزاوقاف کو استعمال کیا گیا ہے۔

١. { } : قرآنی آیات کی نشاندہی کے لئے۔

٢. (( )) : احادیث کے لئے۔

٣. ”—“ : اقتباسات کے لئے۔

۴. ص: صفحہ نمبر کے لئے۔

۵. (:) : قرآن مجید کی سورۃ اور آیت کے درمیان تفریق کے لئے۔

٦. ھ: سن ہجری کے لئے۔

۷. ء : سن عیسوی کے لئے۔

٨. / : کتاب کی جلد اور صفحہ کے درمیان تفریق کے لئے۔

اظہارِ تشکر

الحمدلولیه والصلوة علی نبیه وعلی اله واصحبه المتادبین بادابه اما بعد!

اوّلاً میں اللہ رب العزت کا شکر گزار ہوں کہ جس نے اس موضوع پر تحقیق کرنے کی طاقت و توفیق بخشی۔ ثانیاً میں اللہ تعالی کے حکم "أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ"(سورت لقمان) کی تعمیل کرتے ہوئے اور پیغمبر کائنات حضرت محمد ﷺ کے فرمان "مَن لا یشکرُ النّاسَ لا یشکرُ اللهَ"(سنن ابو داوٗد) کا مصداق بننے کے لئے اپنے والدین اور جملہ اساتذہ بالخصوص میرے نگرانِ مقالہ **ڈاکٹر سید عبد الغفار بخاری** (ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ نمل، اسلام آباد) کا مشکور ہوں، جنہوں نے انتہائی دیانت داری اور محنت کے ساتھ ضروری علمی اور فنی مہارت سے میری راہنمائی فرمائی۔ اس کے علاوہ میں صدر شعبہ علومِ اسلامیہ نمل پروفیسر ڈاکٹر **نور حیات خان** اور ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز محترم ڈاکٹر **خالد سلطان** صاحب کا دل کی گہرائیوں سے ممنون ہوں۔

میں اپنے **بہن، بھائی، زوجہ اور گھر کے دیگر افراد** کا بے حد شکر گزار ہوں جو ہمہ وقت جانی اور مالی قربانی کے لیے تیار رہے اور ہر مشکل گھڑی میں میرا ساتھ دیا۔ علاوہ ازیں لائبریری کے عملے اور دوستوں بالخصوص ابرار صدیقی، مفتی شکیل احمد، مفتی حسن احمد، ایڈووکیٹ حسنین اعوان اور ساحل ادارہ اور اسکی انتظامیہ خصوصاً محترمہ اسراء غزل کا احسان مند ہوں جنھوں نے اس کاوش کے دوران میرے ساتھ بھرپور تعاون کیا، اللہ تعالی ان سب کو دنیا اور آخرت میں اس کا بہترین بدلہ اور خیر کثیر عطا فرمائے۔ آخر میں اللہ کے حضور دعا گو ہوں کہ میری اس ادنیٰ کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین!

محمد قاسم مغل

ایم فل علوم اسلامیہ

انتساب

واجب الاحترام والدین

اور

تمام اساتذہ کرام کے

نام

جن کی دعائیں اور تربیت میری زندگی کا سرمایہ ہیں۔

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تعارف موضوع (Introduction of the topic)

نبی کریم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں اقوام عالم کو جو عالمی منشور دیا اس میں یہ ارشاد فرمایا تھا کہ تمہاری جان، مال، عزت و آبرو کی حرمت ایسے ہی ہے جیسے کہ آج کے دن کی حرمت ہے۔(صحیح بخاری) کیونکہ دنیا میں کوئی بھی معاشرہ اگر ترقی کرتا ہے تو وہ افراد کی اعلیٰ اقدار اور ان کی بہترین اصولوں پر تربیت کی وجہ سے ہی ترقی کرتا ہے یا تنزل کا شکار ہو کر رو بہ زوال ہوتا ہے تو بھی اس میں اس پہلو کا منفی رویہ سامنے آنے کی وجوہات کار فرما ہوتی ہیں۔ معاشرہ اس وقت تک سکون کا سانس نہیں لے سکتا جب تک اس معاشرے میں رہنے والے افراد کی جان، مال، عزت، آبرو، محفوظ نہ ہو۔ عصرِ حاضر میں بچوں کو مختلف طریقوں سے ہراساں کرنے اور ان کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنانے کے واقعات میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے، لہٰذا معاشرے کو پر امن بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اس میں ہر قسم کی اخلاقی و معاشرتی برائیوں کو پنپنے سے روکا جائے اور ان کے لئے خاطر خواہ کوششیں کی جائیں ورنہ اخلاقی اور معاشرتی برائیاں جنم لیں گی۔

موضوع کی ضرورت واہمیت(Need & Importance of the topic)

گزشتہ کئی سالوں سے ملک عزیز پاکستان میں بچوں کی جنسی ہراسانی کے واقعات میں بے حد اضافہ ہوا ہے، جب کہ پچھلے چند سالوں میں رونما ہونے والے واقعات نے تو ہر ذی عقل کو سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ یہ واقعات کیوں رونما ہو رہے ہیں ؟ان کی تعداد روز بروز کیوں بڑھ رہی ہے ؟ چونکہ پاکستان میں بھی بہت سے بچے جنسی درندگی کا شکار ہو چکے ہیں لھذا اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ پاکستانی معاشرے کی اخلاقی حالت روز بروز مزید خراب ہوتی جا رہی ہے۔ گزشتہ سال ۲۰۲۱ میں بچوں کے حقوق کیلئے کام کرنے والی تنظیم 'ساحل' کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں بچوں کے اغوا کے ۱۳۰۳ کیس سامنے آئے ہیں۔ کم سن بچوں سے جنسی زیادتی کے ۳۸۵۲ واقعات سامنے آئے ہیں پچھلے سال کی نسبت ان واقعات کی شرح ۳۰ فیصد زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بحیثیت محقق یہ ضروری ہے کہ ان سوالوں کے جواب، تلاش کئے جائیں کہ یہ واقعات ایک اسلامی معاشرے میں رونما ہونے کی وجوہات کیا ہیں اور ان کا سدباب کیسے ممکن ہے۔

مقاصد تحقیق (Importance of the topic)

- جنسی ہراسانی کی مختلف صورتوں کا تجزیہ کرنا۔
- اسلامی تعلیمات اور پاکستانی قوانین کی روشنی میں جنسی ہراسانی کی سزاؤں کا جائزہ لینا۔
- بچوں سے جنسی زیادتی کے بڑھتے ہوئے واقعات کی وجوہات اور اسباب تلاش کر کے اسلامی و معاشرتی تعلیمات سے تدارک کرنا۔

بنیادی سوالاتِ تحقیق(Research Questions)

۱۔ جنسی ہراسانی کیا ہے اور کن طریقوں سے جنسی طور پر ہراساں کیا جاتا ہے؟

۲۔ جنسی ہراسانی کی وجوہات اور اسباب کونسے ہیں؟

۳۔ جنسی ہراسانی کا اسلامی اور معاشرتی تعلیمات سے تدارک کیسے ممکن ہے؟

۴۔ شرعی اور پاکستانی قوانین میں جنسی زیادتی کی کیا سزا ہے ؟

تحدید موضوع(Limitation & Delimitations)

پاکستان میں ہونے والے بچوں سے جنسی زیادتی کے واقعات کے اسباب اور وجوہات تلاش کر کے اسلامی اور معاشرتی تعلیمات سے ان کا تدارک کرنا۔

وجہ انتخاب (Selection of Reason)

موجودہ دور میں تیزی سے بڑھتے ہوئے بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس موضوع کا انتخاب کیا گیا ہے۔

موضوع تحقیق پر سابقہ کام کا جائزہ(Literature Review)

مقالہ جات:

Child Abuse Prevention in International Law :A Comparative Study with Islamic Law PhD Thesis by Usman Rafiq from IIUI in ۲۰۱۸.

اردو آرٹیکلز

۱۔ ذرائع ابلاغ کے معاشرے پر منفی اثرات فرزانہ شاہین، ڈاکٹر سید باچا آغا

۲۔ پاکستان میں بچوں پر جنسی تشدد اور فقہ السیرۃ کی روشنی میں تدارک، ڈاکٹر سعدیہ گلزار

۳۔ ابلاغِ عامہ کا دینی اقدار اور بچوں پر نفسیاتی اثرات، ڈاکٹر سید باچا/ فرزانہ شاہین

عربی آرٹیکلز

ا۔ التحریش الجنسی فی القانون الجنائی والفقہ الاسلامی، انیس حسیب السید المحاوی

انگریزی آرٹیکلز

٤- **CHILD PROTECTION IN PAKISTAN LEGISLATION & IMPLEMENTATION** by SANA YOUNUS AND AYESHA CHACHER (PJNS)٦, ٢٠١٨

عربی کتب

ا۔ ابن قیمؒ، الجواب الکافی، لمن سال عن الدواء الشافی

۲۔ ذم اللواط، حافظ ابی بکر

۳۔ الفقہ الجنائی فی الاسلام، دکتور امیر عبد العزیز

۴۔ ذم الھوی، ابن جوزی

۵۔ التشریع الجنائی الاسلامی مقارنا بالقانون الوضعی

اردو کتب

ا۔ بد چلنی اور جنسی بے راہ روی سے بچوں کی حفاظت کیسے کریں، حافظ عبد الجبار

۲۔ حقوق انسانی کی آڑ میں، متین خالد

اسلوب تحقیق (Research Method & Methodology)

اس مقالے کا اسلوب تحقیق تجزیاتی ہے۔

قرآن وحدیث سے استفادہ کیا گیا ہے۔

- اس کے علاوہ مختلف اردو، عربی، انگریزی کتب اور جدید ذرائع انٹرنیٹ، مکتبہ شاملہ، ای لائبریری، اخبارات، مختلف ویب سائٹس اور اسلامک ریسرچ ایپلیکیشنز سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔
- حوالہ جات کے لئے جامعہ نمل کا منتخب کردہ شکاگو فارمیٹ اپنایا گیا ہے۔

باب اول

جنسی ہراسانی، اقسام، اور ممکنہ صورتیں

فصل اول: جنسی ہراسانی کا مفہوم

فصل دوم: جنسی ہراسانی کی اقسام

فصل سوم: جنسی ہراسانی کی ممکنہ صورتیں

فصل اول:

جنسی ہراسانی کا مفہوم

جنسی ہراسانی تعریف:

جنسی ہراسانی دو لفظوں کے مجموعے سے مرکب ہونے والی اصطلاح ہے، جس میں جنس، کے ساتھ اضافت کی "ی" لگانے سے جنسی بن گیا اور دوسرا لفظ ہراسانی ہے۔ یوں یہ دو الگ الگ الفاظ سے مرکب شدہ ایک قانونی اصطلاح بن چکی ہے، علاوہ ازیں اسی مفہوم کو ادا کرنے کے لیے انگریزی زبان میں HARASSMENT SEXUAL کی ترکیب سے یہ مفہوم ادا کیا جاتا ہے یا بسا اوقات جنسی ہراسانی کے لیے محض ہراسمنٹ کا لفظ بھی بولا جاتا ہے۔ جب کہ لغوی اعتبار سے ان دونوں الفاظ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

جِنس:

جنس بالکسر، یعنی، جِنس اصلاً عربی زبان کا لفظ ہے اور بطور اسم مستعمل ہے۔ اردو زبان و بیان میں اس کا استعمال در اصل عربی زبان ہی سے ماخوذ ہے اور اصلی حالت اور اصلی معنی میں ہی مستعمل ہے۔ ۱۹۶۲ء میں اردو ادب میں "شکار نامہ" میں اس کا استعمال ملتا ہے۔ اس کی جمع، جنسیں، یائے مجہول کے ساتھ اور اجناس بھی جمع استثنائی کے طور پر مستعمل ملتی ہے، ایسے ہی بعض زبان و بیان کے شناور غیر نداء جمع جِنسوں بھی استعمال کرتے ہیں۔ (۱)

مفہوم و استعمال:

لفظِ جنس کا مفہوم مختلف فنون کے ماہرین کے ہاں مختلف ہے۔ اردو دان طبقے کے نزدیک اس کا مفہوم "قسم، طرح" کا ہے۔ کلیات تراب، میں اس کا اولین استعمال اسی مفہوم میں کچھ یوں کیا گیا:

"یاں دعا ہر طرح کی ہے واں دوا ہر جنس کی
یہ ہے گھر درویش کا اور وہ ہے گھر عطار کا" (۲)

علمِ ریاضی کے ماہرین کے نزدیک جِنس، سے مراد، درجہ، یا ایک قسم کی مقداریں، وزن، یا طول ہے۔ اس کا استعمال علم الہندسہ، میں یوں استعمال کیا گیا:

"یہ ضروری ہے کہ نسبت میں جن دو مقداروں کا مقابلہ کیا جائے وہ ایک ہی جنس کی ہوں۔ (۳)

---

(۱) اردو لغت، ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی، ج۶، ص:۶۶۷، ناشر، قومی تاریخی ادبی ورثہ، ڈویژن، حکومت پاکستان، تاریخ اشاعت، ۱۹۸۴

(۲) حوالہ سابقہ

(۳) اُصول علم ہندسہ، منشی ذکاء اللہ، ص:۱۳۴، مطبع، مرتضوی، دہلی، سن اشاعت، ۱۸۷۱

کہانی نویسوں کے ہاں یہ لفظ جنس، نسل، نوع اور ذات کے مفہوم میں بھی مستعمل ہے۔ الف لیلیٰ کے داستان نویس رقمطراز ہیں:

"جب اسے یقین آ گیا کہ میں بھی اسی کی جنس سے ہوں تو وہ خوش ہو گیا۔"(۱)

اہل مناطقہ کے ہاں لفظِ جنس کا مفہوم وسیع ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جنس سے مراد ایسی کلی ہے جس کے تحت بہت سی انواع آتی ہوں، اور انواع کے تحت، اصناف، اور صنف کے تحت بہت سے افراد آتے ہوں۔(۲)

لیکن ہماری اس بحث میں جنس سے مراد SEX یعنی نر اور مادہ یا مذکر و مونث اور ان کی آپسی و باہمی قربت کی فطری خواہش سے جنم لینے والا تعلق ہے۔

ہراسانی یا ہراساں کرنا:

جنسی ہراسانی کی اصطلاح کے لیے دوسرا لفظ ہراساں کرنا بھی مستعمل ہے۔ لفظ ہراساں، ہراسانی ہی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے "ہراساں" فارسی زبان کا لفظ ہے جو کہ اسم مستعمل ہے۔ اور ڈر، پیدا شدہ اندیشہ، یا پیش آمدہ خطرہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔(۳)

بسا اوقات اس کا استعمال، خوف کے ساتھ واؤ عاطفہ لگا کر بھی کیا جاتا ہے اور اردو زبان و بیان میں اسکا استعمال کثرت سے ملتا ہے۔ اور خوف و ہراس کی ترکیب کے ساتھ یہ لفظ سابقہ مفہوم یعنی اندیشہ، ڈر، کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔

"نومبر ۶۸ میں شروع ہونے والی دہشت گردیاں اور خوف و ہراس مسلسل جاری تھے۔"(۴)

اسی طرح لغوی اعتبار سے ہراساں، ہراسانی اردو ادب اور زبان و بیان کی اصطلاحات میں مندرجہ ذیل معنوں میں مستعمل ملتا ہے۔

۱. ساتھ چھوڑ دینا
۲. نااُمیدی
۳. کم کرنا
۴. خوف

---

(۱) اُردو لغت، ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی، ج۶، ص: ۲۶۷

(۲) تیسیر المنطق، عبد اللہ گنگوہی، مولانا، ص: ۲۱، ناشر، مکتبۃ البشریٰ، کراچی، ۲۰۰۹

(۳) اُردو لغت، ڈاکٹر رؤف پاریکھ، ج ۲۱، ص: ۲۶۷، ناشر، قومی تاریخی ادبی ورثہ، ڈویژن، حکومت پاکستان، تاریخ اشاعت، ۲۰۰۷

(۴) میرے لوگ زندہ رہیں گے لیلی خالد کی آپ بیتی، ناشر محمد جمیل نبی، طابع بختیار پرنٹر، لاہور

٥. دہشت

٦. ڈراہوا

٧. ذلت

ان معانی میں لفظ ہراساں کثیر الاستعمال ہے[1]۔علاوہ ازیں یہ لفظ اور بھی چند غیر معروف معنوں میں مستعمل ملتا ہے۔

جنسی ہراسانی اصطلاحی مفہوم:

اپنے وسیع تر مفہوم کے اعتبار سے جنسی ہراسانی کی تعریف آسان الفاظ میں یوں کی جائے گی کہ "کسی شخص کا اپنے ہم جنس یا مخالف جنس فرد سے ایسا ناپسندیدہ سلوک یا رویہ اختیار کرنا یا اُس نوعیت کے حالات پیدا کرنا جس کے سبب کوئی بھی مرد، عورت، بچے یا معاشرے کے دیگر افراد خود کو ناگواری، شرمندگی اور خوف وہراس کی حالت میں سمجھنا شروع کردیں یا اس رویہ کے سبب ان کو ذہنی خوف کی کیفیت حاصل ہو ۔"[2]

یو۔کے ،انٹرنیشل سوسائٹی جو جنسی ہراسانی کی روک تھام کے لئے کام کرتی ہے ، انہوں نے جنسی ہراسانی کو مختلف اقسام سے تعبیر کیا ہے اُن کے نزدیک جنسی ہراسانی بنیادی طور پر تین قسم کی ہے ا۔جسمانی ۲۔ جذباتی ۳۔ جنسی ،باقی تمام اقسام ان کے ذیل میں بیان کی جاتی ہیں اور انہی کی ذیلی تقسیم میں کسی نہ کسی قسم کے تحت ان کو درج کیا جاتا ہے اور یہ تقسیم قرین وقیاس کے اعتبار سے بھی قابل قبول ہے کیونکہ درحقیقت جنسی ہیجان جب نتیجہ خیز معنی یا اپنی منطقی انجام تک پہنچتا ہے تو وہ جنسی ہراسانی یا ہراسمینٹ کی ان تین اقسام سے باہر نہیں ہو سکتا۔اس تعریف کو مدنظر رکھتے ہوئے انگریزی میں اسے یوں بیان کیا جائے گا۔

١.PHYSICAL

It is to cause physical harm or failure to protect child or women from harm .this may include by many kinds like , shaking , hitting ,throwing , scalding ,burning, poinsoning ,suffocating, or drowning, this physical harm may also be cause by a parent , gurdian , care take, or a stranger person .[3]

٢. SEXUAL

It is about sex, sexual abuse and harassment consists of encouraging a child or women or forcing him to involve in sort of sexual activities. This include physical contact including both penetrative or non penetrative or sexual act such as kissinig

---

(١)فیروز اللغات اردو جامع، نیا ایڈیشن، مرتبہ الحاج مولوی فیروز الدین، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ،لاہور، ۲۰۱۰ء، ص ۱۴۳۷

(٢)روزنامہ جنگ، خواتین کا جنگ، فاروق احمد انصاری، ۱۹ اکتوبر ۲۰۱۹

(٣) See child protection fact sheet, the definitions and signs of child abuse and harassments (UK national society for the prevention of child abuse ٢٠٠٩)p ١٢.selvakumar md , svishanker publisher and distributers ٢٠١٤)p.١٥٧

or intercourse and also include non.contact activities such as watching sexual activities.(۱)

۳. EMOTIONAL

Emotional abuse or harassment is the persistent emotional maletreatment of a women or child such as to cause severe and persistent advers effect on the child s emotional development.this is may involve inappropriate expectations imposed on children beyond the child age or development capability as well as limitation of exploreation.(۲)

ان تعریفات کا خلاصہ قریباً ہماری سابقہ تعریفات کے قریب المفہوم ہی ہے کہ جنسی ہراسانی بنیادی طور پر تین صورتوں میں منحصر ہے اور یہ انحصار بحیثیت ابتدا کے ہے بعد ازاں مختلف زاویئے جو سامنے آتے ہیں وہ انہی تینوں یعنی:

۱. جنسی ہراسانی
۲. جذباتی ہراسانی
۳. جسمانی ہراسانی

کے اندر ہی یا ان کے ضمن میں کسی جگہ بیان کیے جائیں گے، یا اُن کے اُصول وضوابط بھی اسی ترتیب پر طے کئے جائیں گے۔ نیز جنسی ہراسانی کی باقی اقسام کو انہی کی ذیلی قسم کے طور پر زیر بحث لایا جائے گا کہ وہ ان اقسام میں سے نوعیت کے اعتبار سے کس کے ذیل میں آئے گی۔

جنسی ہراسانی کی انگریزی تعریف:

اردو کی طرح انگریزی زبان میں بھی جنسی ہراسانی دو الفاظ سے مرکب ہے۔ ۱۔ **"جنسی"** جس کے لیے انگریزی میں کئی الفاظ مستعمل ہیں۔ Sexual, Relating to sex, Generic ، جنسی اعضا Sexual Organs، جنسی بھوک Sex-Starvation, Sexual or Cornel desire, lust ، جنسی کج روی Sexual aberration جنسی کشش Sex Appeal ۔(۳)

۲۔ **"ہراسانی"** اس کے لیے بھی انگریزی زبان میں کئی الفاظ مستعمل ہیں ہراس ہو تو اس کے لیے Harassment, Fear, Terror, Disappointment, Dispair کا لفظ استعمال ہو گا۔ ہراس زدہ ہو تو

---

(۱) child protection fact sheet, the definitions and signs of child abuse and harassments,...p,۱۵۷.۱۵۸

(۲) See child protection fact sheet, the definitions and signs of child abuse and harassments (UK national society for the prevention of child abuse ۲۰۰۹)p ۱۲.selvakumar md , svishanker publisher and distributers ۲۰۱۴)p.۱۵۷

(۳)۔ اوکسفورڈ اردو انگریزی لغت، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، ۲۰۱۳ء، مولفین ایس ایم سلیم الدین، سہیل انجم، مدیر اعلیٰ روؤف پاریکھ، ص ۴۳۰

اور Stricken- Terror Alarmed کا لفظ استعمال ہو گا اور لفظ ہراساں ہو تو معنی ہو گا Terror Strickan۔ Disappointed۔[۱]

انگریزی میں جنسی ہراسانی کی اصطلاحی و قانونی تعریف:

harassment" means any unwelcome sexual advance, request for sexual favors or other verbal or written communication or physical conduct of a sexual nature or sexually demeaning attitudes, causing interference with work performance or creating an intimidating, hostile or offensive work environment, or the attempt to punish the complainant for refusal to comply to such a request or is made a condition for employment.[۲]

ترجمہ: ہراساں کرنے کا مطلب ہے کوئی ناپسندیدہ جنسی پیش رفت، جنسی احسانات کی درخواست یا دیگر زبانی یا تحریری مواصلات یا جنسی نوعیت کا جسمانی طرز عمل یا جنسی طور پر ذلیل کرنے والے رویے، کام کی کارکردگی میں مداخلت کا سبب بننا یا خوفزدہ کرنے والا، معاندانہ یا ناپسندیدہ کام کا ماحول پیدا کرنا، یا شکایت کنندہ کو ایسی درخواست کی تعمیل سے انکار پر سزا دینے کی کوشش یا ملازمت کے لئے شرط بنائی گئی ہے۔

عربی زبان میں جنسی ہراسانی کی تعریف

عربی لغت میں جنسی ہراسانی کی لیے **التحرش الجنسی** کا لفظ بولا جاتا ہے

"التحرش"کا معنی ہے۔

۱۔ انسان اور شیر کا کسی جانور کو بہکانا تاکہ اسکو سینگ سے پکڑ کر گرایا جاسکے۔

۲۔ ایک معنٰی یہ ہے کہ فساد کرنا یا ایک دوسرے کو بہکانا۔

۳۔ امام جوہری نے تعریف کی ہے کہ اسکا معنی ہے قوم یا کتوں کا فتنہ کے لیئے اکسانا۔

۴۔ اور معجم وجیز میں ہے کہ **حرش الدابۃ** سے مراد ہے جانور کا جلدی میں اپنی پیٹھ لکڑی یا اس جیسی چیز کے ساتھ رگڑنا۔

اور "الجنس" کا معنی ہے ہر شئ کی ایک قسم۔ اسکی جمع اجناس اور جنوس آتی ہے۔

"التحرش: التحرش من الحرش، والتحريش بمعنى إغراؤك الإنسان والأَسد ليقع بقرنِه، وحرش بينهم: أَفسد وأغرى بعضهم ببعض، وقال الجوهري: التحريش الإغراء بين القوم وكذلك بين الكلاب، وجاء في المعجم الوجيز: حرشه حرش;: خدشه، وحرش الدابة: حك ظهرها بعصا أو نحوها لتسرع الجنسي الجِنْسٌ الضربَ من

---

(۱)۔ او کسفورڈ اردو انگریزی لغت، ص ۴۳۰

(۲)۔ Section ۲(h) of the Act, ۲۰۱۰

كل شيءوالجمع أجناس وجنُوس ِوالجنْس َأعم من النوع ومنه المجانسة َ والتجنِيس"[١]

التحرش الجنسي کا اصطلاحی مفہوم۔

عربی زبان میں جنسی ہراسانی کی مختلف تعریفات کی گئی ہیں ا۔ معجم وجیز میں لکھاہے کہ اس سے مراد ہے مرد وعورت کے درمیان قائم ہونے والا ہوس بھرا تعلق یا ہر وہ عمل ہے جو جنسی خواہش کا حصول چاہتا ہے، اور اس مفہوم سے یہ واضح ہے کہ جنسی ہراسانی کی اصطلاح کا مطلب لالچ، فتنہ، جوش، دھوکہ، رگڑ، کھر دراپن، احتجاج، اشتعال انگیزی اور بدعنوانی ہے۔

وجاء في المعجم الوسيط: الجنس هو اتصال شهواني بين الذكروالأُنثى فهو كل فعل يسعى لتحقيق رغبة جنسية، ومن هذه المعاني يتضح أن لفظ التحرش الجنسي يقصد به الإغواء والإغراء والإثارة والخديعة والاحتكاك والخشونة والتهييج والتحريض والإفساد۔[٢]

٢۔ مرد کا عورت یا عورت کا مرد کے خلاف صادر ہونے والا قولاً یا فعلاً ایسا رویہ جس میں دوسرے کی خواہش کے بغیر جوش وجذبہ شامل ہو جو عمومی اخلاق و آداب کے برخلاف ہے۔

ذلك السلوك القولي أو الفعلي الصادر من الذكر ضد الأنثى أو العكس وينطوي على الإثارة بأي شكل من الأشكال دون رغبة الآخر الذي يقبل أو يرفض ذلك التصرف أو السلوك الذي يشكل في نفس الوقت خرق; للأخلاق العامة والآداب.

٣۔ ہراساں کرنے والے کی جانب سے جان بوجھ کر ایسا رویہ اپنانا جس میں زیادتی کا شکار ہونے والے شخص کی مرضی کے بغیر اسے جنسی، نفسیاتی، بدنی یا اخلاقی تکلیف دی جائے۔ اور عورتوں کے ساتھ اس قسم کے واقعات پیش آنا کسی بھی جگہ ممکن ہے چاہے عوامی مقامات پر جیسے کام کی جگہ، تعلیمی ادارے، سڑک اور ذرائع نقل وحمل یا یہاں تک کہ نجی جگہوں پر جیسے گھر میں یا خاندانی ماحول میں رشتہ دار یا ساتھی کی جانب سے۔

سلوك جنسي متعمد من طرف المتحرش غير مرغوب به من قبل ضحية المتحرش حيث يسبب إيذاءا جنسي; ونفسي; أو بدني; أو حتى أخلاقي; بالنسبة للضحية، ومن الممكن أن تتعرض له الأنثى في أي مكان سواء كان في الأماكن العامة۔ كمكان العمل والمؤسسة التعليمية والشارع والمواصلات۔ أو حتى في الأماكن الخاصة۔ كالمنزل أو داخل محيط الأسرة والأقارب أو الزملاء

---

(١) جریمۃ التحریش الجنسی فی القانون الجنائی والفقہ الاسلامی العدد الرابع والثلاثون الجزء الرابع، انیس حبیب السید المحلاوی، ص ٢٩٣

(٢) حوالہ سابقہ

۴۔ایک تعریف یہ کی جاتی ہے کہ بغیر رضامندی کے دوسرے شخص سے جنسی خواہش اور جارحیت رکھنا، اور ایسا فعل جان بوجھ کر ایک فرد کی طرف سے انجام دیا جاتا ہے جس کے پاس جنسی رجحان "شہوت" ہے جو مختلف سمعی، بصری یا علامتی طریقوں سے شہوت پوری کرنا چاہتا ہے، اور بعض اوقات ایسا براہ راست جسم کو چھو کر اور جسمانی قربت حاصل کر کے بشمول جنسی جوش یا جنسی لذت کی تسکین کے لیے بھی کیا جاتا ہے۔

والتعريف بهذا الشكل يجمع بين الرغبة الجنسية والعدوان من طرف إلي طرف أخر بغير تراض، وهو عمل واعي مقصود يقوم به فرد ما عنده نزعة جنسية "شهوة "يريد بأساليب مختلفة سماعية أو بصرية أو رمزية، وحتى في بعض الأحيان جسدية مباشرة مثل الملامسات والتقارب الجسدي يبغي منها إثارة جنسية أو إشباع للذته الجنسية

۵۔ایک تعریف یہ کی گئی ہے کہ اس سے مراد ہے عورت کی مرضی کے بغیر اسکے جنسی جذبات ابھارنے کی کوشش کرنا خواہ چھو کر ہو، کلام سے ہو، ٹیلیفون پر بات چیت کر کے ہو یا چیٹ رومز میں ہو۔

محاولة استثارة الأنثى جنسي دون رغبتها ويشمل اللمس أو الكلام أو المحادثات التلفونية أو غرف المحادثات

۶۔یا اس سے مراد جنسی نوعیت کا وہ سلوک ہے جو ملازم، کارکن، نوکرانی یا طالب علم کے ساتھ اسکی رضا اور رغبت کے بغیر کیا جاتا ہے۔

ذلك السلوك الذي يتم عندما تتعرض أو تخضع الموظفة أو العاملة أو الخادمة أو الطالبة لسلوك له طابع جنسي لا ترغب فيه ولا ترحب به(۱).

جنسی ہراسانی کی عملی کیفیت:

جنسی ہراسانی یا harrassment کی مذکورہ بالا تعریفات اور تقسیم سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ جہاں یہ صورت حال اپنی قباحت وشناعت کے اعتبار سے بہت بری ہے وہیں یہ ایک ایسی کیفیت ہے جو ہیجان کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور انجام کے اعتبار سے مختلف افراد اسے مختلف طور پر انجام دے کر خود کو تسکین کا سامان مہیا کرتے ہیں، دراں حالیکہ یہ ایک ایسی کیفیت کا نام ہے جس سے متاثرہ فرد کے ہوتے ہوئے دوسرے افراد پر امن نہیں رہ سکتے۔ یہ کیفیت یا تو ماحول کے تاثر سے کوئی بھی حساس فرد محسوس کر سکتا ہے، یا اسے کوئی صاحب فہم بتلا سکتا ہے کہ فلاں فرد کی حرکات ایسی ہیں کہ ان سے ممکنہ حد تک خود کو محفوظ رکھنا ضروری ہے وگرنہ کسی قسم کی ناروا صورت حال پیدا ہو سکتی ہے۔ بالفاظِ دیگر کسی بھی شخص کو یہ باور کروانا کہ وہ ایسی صفات والے کسی انسان کی موجودگی میں پر امن طور پر

---

(۱)۔ جریمۃ التحریش الجنسی فی القانون الجنائی والفقہ الاسلامی: ص، ۲۹۳

۲۹۳۱)

نہیں رہ سکتا، یا پر سکون اور قابلِ اطمینان حالت و کیفیت میں نہیں رہ سکتا، کسی بھی وقت کچھ بھی ممکن ہے یہ جنسی ہراسانی ہی کی ایک شکل ہے۔ جنسی ہراسانی کی اس قسم کی صورت حال حسبِ حال و مقام مختلف ہوتی ہے اس میں زبانی طور پر ہراساں کرنا یا زیادتی کرنا، یعنی ایک پر سکون اور اطمینان بخش ماحول میں زبان کے ذریعے ہراساں کرنا مثلاً جنسی گفتگو، بیہودہ گوئی، نازیبا الفاظ، خواتین کے اعضا مستورہ کا تذکرہ کرنا بھی زبانی جنسی ہراسانی میں داخل ہے ۔جہاں یہ اخلاقی اعتبار سے ممنوع اور ناپسندیدہ ہے وہیں بحیثیت مسلمان شریعتِ اسلامی نے ابتداءً ہی اسے ناپسندیدہ قرار دیا ہے اور ایسا " سداً للذريعه "(١) کیا ہے یہ اصطلاح اپنے مفہوم کے اعتبار سے شرعی احکام میں بہت بنیادی حیثیت کے حامل ہے۔ شریعت اسلامی کے بنیادی ماخذ یعنی قرآن و سنت، اجماع، قیاس میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں ہم یہاں دو مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں جو اولین ماخذ شریعت، قرآن اور حدیث نبوی ﷺ سے اخذ کی ہیں۔

پہلی مثال سد اًللذریعہ:

قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾(٢)

ترجمہ: اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہماری جانب نظر فرمائیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

مذکورہ آیت کے مفہوم کو سمجھنے سے پہلے " سداً للذريعة "کی اصطلاح کو سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں برائی اور قبیح چیزوں سے روکا ہے وہیں پر خالق ارض وسمانے برائی کے جانب جانے والے راستے سے بھی منع کیا ہے۔ خود برائی تو قبیح ہے ہی لیکن جو راستے برائی کی جانب لیجانے والے ہیں اُن سے بھی بچنے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا "لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا" اب فی نفسہ راعنا کہنے میں حرج نہیں تھا لیکن یہود کی غلط مراد کی وجہ سے اور برائی کا سبب بننے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مومنین کو بھی اس لفظ سے رسول اکرم ﷺ کو بلانے

(١) سد اًللذریعہ، اُصول فقہ کی اصطلاح ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ: ُان اسباب ووسائل کا انسداد (روکنا) ہے جو ظاہراً و اصلاً تو جائز و حلال ہوں مگر امورِ نافرمانی، مفاسد ونقصان کی طرف لے جانے کا ذریعہ بنیں۔ اگر یہ واقعتاً اہم ذریعہ بن جائیں تو معصیت و فساد کے انسداد کے باعث انہیں بھی شریعت ناجائز و حرام قرار دیتی ہے۔ عبد الکریم زیدان، لکھتے ہیں: سد ذرائع سے مراد وہ ذریعے ہیں جو اپنی ذات میں تو مباح اور جواز کی حیثیت رکھتے ہوں، لیکن ان سے حُرمت کے دروازے کُھل جانے کا خطرہ ہو اور وہ افعال مفسد اشیاء تک پہنچانے والی ہوں اس لیے شریعتِ مطہرہ ایسی چیزوں سے روکتی ہے۔ (الوجیز فی اصول الفقہ، عبد الکریم زیدان، ص:۱۲۹، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ۲۰۰۴)

(٢) سورۃ البقرۃ (۲:۱۰۴)

سے منع کر دیا اور فرمایا کہ یوں کہا کرو کہ حضور ﷺ ہماری جانب بھی نظر کرم فرمائیں یا توجہ کریں۔ لہذا یہ بات واضح ہو گئی کہ برائی کے ساتھ ساتھ برائی کے اسباب سے روکنا بھی شرعی حکم ہے۔

دوسری مثال سداًللذریعہ:

نبی کریم ﷺ سے بھی " **سداً للذريعة** " کے باب میں مختلف روایات منقول ہیں۔ خود حضور ﷺ ایسا کوئی عمل جو جواز کے قبیل سے ہوتا لیکن اس کے کرنے سے لوگوں میں نارسائی کے سبب فساد پھیلنے کا اندیشہ ہوتا تو نبی کریم ﷺ اُس جواز والے عمل سے اجتناب ہی فرماتے اور اسے بہتر سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری جہاں اس حدیث کو ذکر کرتے ہیں وہیں اس باب کا نام یوں رکھتے ہیں:

"باب من ترک بعض الإختيار مخافة أن يقصر فهم بعض الناس عنه فيقعوا في أشد منه"

"یہ باب اس شخص کے متعلق ہے، جس نے بعض اختیاری چیزوں کو اس لیے چھوڑ دیا کہ بعض لوگوں کی عقلیں اس کو سمجھنے سے قاصر ہوں گی تو نتیجتاً وہ کسی بڑے شر میں مبتلا ہو جائیں گے"۔

" قَالَ لِي ابْنُ الزُّبَيْرِ كَانَتْ عَائِشَةُ تُسِرُّ إِلَيْكَ كَثِيرًا فَمَا حَدَّثَتْكَ فِي الْكَعْبَةِ قُلْتُ قَالَتْ لِي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَا عَائِشَةُ لَوْلَا قَوْمُكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِكُفْرٍ لَنَقَضْتُ الْكَعْبَةَ فَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ بَابٌ يَدْخُلُ النَّاسُ وَبَابٌ يَخْرُجُونَ فَفَعَلَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ "(۱)

مجھ سے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تم سے بہت باتیں چھپا کر کہتی تھیں، تو کیا تم سے کعبہ کے بارے میں بھی کچھ بیان کیا، میں نے کہا ہاں مجھ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا تھا کہ اے عائشہ! اگر تیری قوم دور جاہلیت کے ساتھ قریب نہ ہوتی بلکہ پرانی ہو گئی ہوتی (ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا یعنی زمانہ کفر کے ساتھ) قریب نہ ہوتی تو میں کعبہ کو توڑ دیتا اور اس کے لیے دو دروازے بنا دیتا۔ ایک دروازے سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے دروازے سے باہر نکلتے، بعد میں ابن زبیر نے یہ کام کیا۔

مذکورہ روایت میں صاف واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک اختیاری کام کو یعنی بیت اللہ کی از سر نو تعمیر کے لیے اسے منہدم کرنے کو اس لیے چھوڑ دیا کہ بعض نو مسلم جن کے دلوں میں کعبے کا ایک تشخص اور تقدس ہے ان

---

(۱) الجامع الصحیح البخاری، محمد بن اسماعیل، البخاری، مکتبہ رحمانیہ اقراء سینٹر اردو بازار لاہور، رقم الحدیث: ۱۲۶، ج ۱ / ص ۸۴

کے لیے یہ بات ناقابل برداشت اور ناگوار ہوگی۔ قریش کعبے کا بہت احترام کرتے تھے اس لیے آپ ﷺ نے اسے منہدم کرنے کا ارادہ ترک کر دیا حالانکہ ایسا کرنا عمل جواز کے قبیل سے تھا اور کوئی ممانعت بھی نہیں تھی۔

اس قسم کے تمام اُمور سے منع کرتے ہوئے بنیادی طور پر گناہ کرنے سے قبل ہی اس کے ذریعہ اور سبب کو ہی ممنوع رکھا حالانکہ وہ سبب اور ذریعہ فی نفسہ جواز کا حکم رکھتا تھا لیکن چونکہ وہ آگے چل کر کسی گناہ اور مفسد کا سبب بنتا تو شریعت نے پہلے ہی اس سے روک دیا تاکہ بعد کی نوبت ہی نہ پیش آئے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((قال رسول الله ﷺ:" المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، والمؤمن من أمنه الناس على دمائهم وأموالهم" --------- ويروى عن النبي ﷺ، أنه سئل أي المسلمين أفضل؟ قال:" من سلم المسلمون من لسانه ويده۔))[۱]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" :مسلمان (کامل) وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ (کے شر) سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، اور مومن (کامل) وہ ہے جس سے لوگ اپنی جانوں اور اپنے اموال کو محفوظ سمجھیں"

اسی طرح بنیادی اور اُصولی طور پر معاشرے کے افراد کی اخلاقی قدروں اور تربیتی نکتہ نظر سے ان روایتوں کے علاوہ بہت سی دیگر روایات میں نبی کریم ﷺ نے معاشرے کی تشکیل میں افراد کی کردار سازی کے پیش نظر ایسے لوگوں کو معاشرے کا بہترین فرد شمار کیا جن کے ہاتھ وزبان سے دوسرے انسان (تکلیف اور نقصان سے) محفوظ رہیں چاہیں وہ زبانی ہو یا جسمانی ہو۔ اسی طرح ایک روایت میں یہی مضمون قدرے الگ انداز اور اس اخلاقی اصول اور قدر کے پیش نظر زیادہ وضاحت سے آپ ﷺ نے بیان فرمایا ہے جب کسی موقع پر ایک شخص نے کھڑے ہو کر نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ کس شخص کا اسلام سب سے بہتر ہے؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَسْلَمُ الْمُسْلِمِيْنَ إِسْلَامًا مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ))[۲]

"وہ شخص سب سے بڑھ کر مسلمان ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔"

ان احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جس معاشرے کی بنیاد رکھی اور اپنی تربیت اور وحی الٰہی کے توسط سے اس کی تشکیل کی وہ اخلاقیات، اور انسانی اقدار کی اعلیٰ بنیادوں پر مشتمل تھا جہاں انسانیت کو فطری بنیادوں پر امن وسکون کی ضمانت دی گئی تھی اور ہر انسان کو اس عہد اور قانون کا پابند کیا گیا کہ نہ وہ

(۱) جامع الترمذی، ابو عیسیٰ ترمذی، اقراء قرآن کمپنی، طبع ۱۴۳۱ھ، حدیث نمبر: ۲۶۲۷، ج۲: ص۹۰

(۲) صحیح ابن حبان، ص:۵۴۴، رقم الحدیث، ۱۹۳، بیروت، ۱۹۸۸

کسی کی حق تلفی کرے اور نہ کسی کے جان ومال اور آبرو کے خلاف زیادتی کا مرتکب ہو۔ یہ دونوں چیزیں اسلام نے پوری صراحت کے ساتھ حرام قرار دی ہیں۔ لہذا کسی راسخ العقیدہ مسلمان سے یہ اُمید ہی نہیں ہو سکتی کہ وہ اِن ہراسانی والے افعال کو کرنے کی سعی کرے گا اور اپنے کسی بھائی سے بد ظن ہو گا یا اُس کی چغلی کھائے گا یا غیبت کرے گا یا اُس کا مال ہتھیانے اور اُس کے جسم وجان کو غلط نگاہ سے یا برے اور بیہودہ افعال کے ارادے اور نیت سے نوچنے کی کوشش کرے گا۔ کیونکہ حقیقی مسلمان تو قرار ہی اسے دیا ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے لوگ محفوظ رہیں گے اور وہ ان کے امن اور سکون کا باعث بنے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے 'سلامتی' اور 'امان' کے الفاظ یہاں ایمان واسلام کی رعایت سے استعمال فرمائے ہیں اور اِس طرح نہایت خوب صورتی کے ساتھ اِس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ خدا کو ماننے اور اپنے آپ کو اُس کے حوالے کر دینے کے بعد کوئی شخص اُس کے بندوں کو نقصان پہنچانے کے درپے نہیں ہو سکتا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلام کا تصور امن اور تصور بقائے انسانیت بلاشبہ مضبوط اور پختہ بنیادوں پر استوار ہے جو ہر طرح سے انسانیت کی بقاء اور مامون رہنے کو اولین ترجیح دیتا ہے، اور اُن کے لیے اُصول وضع کرتا ہے جس میں سراپا تحفظ، امن، انسانیت، سکون، چین، طمانینت، اور تحفظ جان سرِ فہرست ہیں۔

فصلِ دوم:

جنسی ہراسانی کی اقسام

جدت کے تقاضوں نے انسانی زندگی کا رخ یکسر ہی بدل ڈالا، وہ انسان جو کبھی جذبات کا پیکر اور رافت و رحمت کا داعی تھا جدید مشینی زندگی نے اسے ہوس کا اسیر بنا دیا جو اولاً تو جدید آلات سے غلط استفادہ کرتا ہے پھر اسے عملی طور پر سرانجام دینے کے لیے اپنے اطراف میں موجود ان لوگوں کی طرف رجوع کرتا ہے جن کے ساتھ شرعاً و قانوناً اس کا اس نوعیت کا تعلق روا نہ تھا۔ سو انسانوں کی ایسی قسم جب رفتہ رفتہ سامنے آئی تو ان سے ہراسانی کی بھی جدید صورتوں نے جنم لیا۔ وہ جہاں تھے جس پیشے سے وابستہ تھے جس ماحول میں تھے وہاں کی رسوم و حدود کے اندر ہی ایسے لوگوں نے ہراسانی، خوف وڈر کی فضا مختلف انداز سے پیدا کرنا شروع کر دی جس سے اطراف کے لوگ خوفزدہ ہونا شروع ہو گئے۔ اب جب کہ جنسی ہراسانی تمام ممالک اور اقوام کا یکجا مسئلہ بن چکی ہے۔ چاہے یورپ ہو یا پاکستان کے مضافاتی علاقے، گنجان آباد ہوں، یا غیر گنجان آباد تمام علاقوں میں جنسی ہیجان اور ہراسانی اب ایک جیسی ہے۔ جنسی ہراسانی یا ہراسمنٹ کیا ہے؟ پاکستان کے قانون اور عالمی اخلاقیات کے حساب سے دیکھیں تو کسی بھی خاتون کو اس کی مرضی کے خلاف چھونا، اخلاق سے گری گفتگو کرنا، علیحدگی میں ملنے پر مجبور کرنا، امتحان میں کامیابی یا انٹرویو میں پاس کرنے کے لیے جنسی ہراسانی کی شرط رکھنا، کام کی جگہ پر اپنی پوزیشن کو برقرار رکھتے ہوئے کسی کو جنسی تعلقات پر مجبور کرنا جنسی ہراسانی کہلاتا ہے۔ لیکن ہمیں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ جنسی طور پر ہراساں کرنا بہت ہی پیچیدہ موضوع ہے۔ آج کے جدید اور تیزی سے بدلتے اس دور میں اس کی واضح حدود مقرر کرنا بہت مشکل ہے۔

بنیادی طور پر جب جنسی ہراسانی یا ہراسمنٹ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے مراد جسمانی طور پر جنس آخر کو اپنی جانب زبردستی راغب کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ ایک رائے یہ بھی ہے کہ چونکہ یہ ایک طے شدہ یا اُصولی معاملہ تو نہیں کہ اس کی بھی خاص صورت و شکل یا قسم موجود ہو یہ کثیر الوقوع ہمہ جہت معاملہ ہے جو روزانہ کی بنیاد پر ایک نیا روپ اختیار کر لیتا ہے اپنے افراد کے بدلنے سے ہراسانی کی شکلیں بھی بدل جاتی ہیں۔ اگر ہم چھوٹے بچے یا بچیوں کی بات کریں تو اُن کے ساتھ تعلیمی اداروں میں یا اگر بطور لیبر کہیں کام کر رہے ہیں تو ان کی کام والی جگہ پر مختلف حیلوں بہانوں سے اُن کو چھونا، پاس بلانا، شانے یا پشت پر ہاتھ رکھنا، بری نظروں سے گھورنا، یہ ساری صورتیں ہراسانی کی ہیں جو انجام کے اعتبار سے زیادتی کی صورت میں واضح ہوتی ہیں۔ یہی حال خواتین اور دیگر اصناف کا بھی ہے ان کے دفاتر، ملازمت کے مواقع، اور افسروں سے ملنے کے اوقات میں ہراسانی کی یہ صورتیں مختلف ہو جاتی ہیں جن کی

نپی تلی کوئی تعریف یا خاص قسم بیان کرنا یا طے کرنا ممکن نہیں ہے۔ مثال کے طور پر ایک خاتون اپنی دوست کا قصہ بیان کرتے ہوئے تحریر کرتی ہیں:

"میری ایک دوست سے بات ہوئی جو کہ ایک بہت نامور سرکاری ادارے میں بہت اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں۔ وہ کہنے لگیں کی بعض اوقات ہراسانی کا یہ واقعہ ایسے وقوع پذیر ہوتا ہے کہ ہم خود بھی فوراً سے واضح نہیں ہو پاتیں کہ ہمارے ساتھ کیا ہوا ہے۔ مثلاً کہ ایک صاحب جو آپ سے عمر میں بھی زیادہ ہیں اور مرتبے میں بھی بہتر ہیں، وہ بات کرتے کرتے ایک دم آپ کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیں گے۔ اب آپ ان کی عمر کے احترام اور اس بے ساختہ حرکت کو سمجھنے کے عمل سے ہی گزرتی رہ جائیں گی اور نہ تو آپ کو ردعمل کا وقت ملے گا اور نہ ہی یہ سمجھ آئے گی کہ یہ ایک معصوم دوستانہ بے تکلفی تھی یا پھر درپردہ ایک مکروہ حرکت اور پھر وہ صاحب بات مکمل کر کے شانے سے ہاتھ ہٹا کر آگے بڑھ جائیں گے۔ اس حرکت کے غلط ہونے کا نہ تو کوئی ثبوت ہو گا اور نہ ہی کسی کو سمجھانے کا طریقہ مگر یہ ایک شدید ناخوشگوار تجربہ ہو گا۔"(۱)

یہی صورت حال اور اس جیسی دیگر شکلیں معاشرے کے دیگر افراد کے حوالے سے بھی اسی انداز سے سامنے آتی رہتی ہیں جن میں کم عمر بچوں، بچیوں، کو اپنے سے بہت بڑی عمر کے افراد کی طرف سے ہراسانی کا سامنا ہوتا ہے لیکن کہیں احترام کے دامن میں چھپ کر، کہیں کسی ادارے کا استاد ہوتے ہوئے خوف کی فضا پیدا کر کے اور کہیں عزیز رشتہ دار ہونے کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس نوعیت کی ہراسانی کی جاتی ہے جس کا وقوع تو ہو جاتا ہے لیکن کسی ذی شعور کے فہم میں یہ بات نہیں آتی کہ ہراسانی اس نوعیت کی بھی ممکن ہے۔ کیونکہ عموماً اس مرتبہ پر فائز افراد سے اس طرح کا ردعمل معاشرتی طور پر متصور ہی نہیں ہوتا۔ اور والدین یا سرپرست جنہیں محافظ ورہنما اور استاد سمجھتے ہیں معاشرے کے انہی افراد کی جانب سے اس قسم کی ہراسانی کا واقع ہونا بطور نتیجہ سامنے آتا ہے۔ بنیادی طور پر معاشرے میں کسی خاتون بچے یا معاشرے کے کسی دیگر فرد کو درج ذیل طریقوں سے ہراساں کیا جاسکتا ہے۔

ا۔ ناپسندیدہ جنسی پیش رفت:

جنسی ہراسانی کی اس قسم میں جنس مخالف، مذکر و مونث، میں ایسی پیش رفت جو ناپسندیدہ ہو یعنی جنس آخر کو زبردستی، یا لالچ دے کر، یا کسی قسم کے معاملات میں اس طرح اُلجھا کر جس سے اس فرد کا نکلنا ممکن نہ ہو، چاہے وہ تعلیمی نوعیت کی لالچ یا زیادہ نمبروں کی پیشکش ہو یا دفتر میں ترقی کے لیے بلا کر ترقی کو جنسی پیش رفت پر موقوف کرنا، یا بچوں اور بچیوں کو ان کی من پسند چیز کی لالچ یا کسی کمزوری کا بار بار خوف دلانا جس سے وہ ناچاہتے ہوئے بھی اس پیش

(۱) جنسی ہراسانی، حقوق نسواں، مریم نسیم، ہم سب، https://www.humsub.com.pk/۲۹۳۷/maryam-nasim-۲۹/?__cf_chl_managed_tk_

رفت کا شکار ہو جاتے ہیں یہ تمام صورتیں ایک ایسی جنسی پیش رفت کی دلیل ہیں جن میں جنس آخر کی حیثیت محض ایک مجبور فرد کی ہے جس نے وہ کام نہ کیا تو مد مقابل سزا کا حق دار بنا تا ہے۔

۲۔ نظروں کے ذریعے جنسی ہراسانی:

یہ جنسی ہراسانی کی ایک انتہائی قبیح صورت ہے جس میں مخالف جنس کو بار بار گھور کر دیکھنا اور اس کے جسمانی خد وخال کا ایسی باریک بینی سے جائزہ لینا جس سے جنسی اور جسمانی خوف کی علامت دل میں پیدا ہونے لگے اور انسان دوسرے انسان سے خود کو غیر محفوظ سمجھنا شروع ہو جائے۔ یہ واحد قسم ہے جو ہمہ وقت ہی معاشرے کے وہ افراد جو گھناؤنی اور قبیح سوچ و فکر کے حامل ہیں ان سے سرزد ہوتی رہتی ہے۔چونکہ نظر ہی وہ پہلا سبب ہے جو جسمانی ہراسمنٹ کی قبیح ترین شکل کو وجود دینے کا سبب بنتا ہے اس اعتبار سے یہ جنسی ہراسانی کی قباحت کے اعتبار سے سخت بری صورت ہے۔ اسی وجہ سے شریعت اسلامی میں اللہ تعالیٰ نے اس نتیجہ خیز ہراسانی کے سبب کو قابو میں رکھنے کا حکم ابتدا ہی سے دیا ہے تاکہ عفت وعصمت کی حفاظت برقرار رہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾(۱)

ترجمہ: "مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ اُن کے لیے بہت ستھرا ہے بے شک اللہ کو اُن کے کاموں کی خبر ہے۔"

یہ پہلا اور واضح حکم ہے جو کسی بھی بڑی برائی کا سبب بننے سے روکتا ہے جو جنسی ہراسانی کا بنیادی نکتہ آغاز ہے اور یہاں سے ہی غلط سوچ اور رویے ذہنوں میں راسخ ہوتے ہیں۔ انسانی فطرت ہے کہ وہ جس چیز کو دیکھتا ہے اسے جاننے اور پانے کی کوشش وسعی کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ مذہبی تعلیمات نے اس کی فطری خواہشات کو پورا کرنے کے جائز اسباب اور راستے متعین کئے ہیں اور غیر معروف اور سماج میں نفرت کا باعث بننے والے ہر فعل کی اور اس کے اسباب کی مذمت کی ہے۔ قرآن مجید نے جہاں مذکر یعنی مردوں کو گھورنے اور تاڑنے کی جنسی ہراسمنٹ سے منع کیا اور رکاوٹ لگائی ہے وہیں دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے خواتین کو بھی یہی حکم دیا جس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ ہراسمنٹ صرف ایک خاص جانب سے ہی ممکن نہیں بلکہ بسا اوقات یہ جانب آخر سے بھی ممکن ہے لہٰذا جو حکم مردوں کو دیا ویسا ہی خواتین کے متعلق ارشاد فرمایا:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾(۲)

---

(۱) سورۃ النور (۲۴:۳۰)

(۲) سورۃ النور (۲۴:۳۰)

ترجمہ:"اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے۔"

ان دونوں آیتوں کے مفہوم پر اگر غور کیا جائے تو جہاں ہراسانی کی اس قبیح قسم کی شناعت کی وضاحت اور بنیاد کا پتہ چلتا ہے وہیں یہ احساس بھی ہوتا ہے کہ ان بنیادی تعلیمات اوران کے مآل سے انحراف کرکے پوری انسانیت اس کا خمیازہ اور نقصانات بھگت رہی ہے۔اسی طرح شارع یعنی نبی کریم ﷺ نے بھی ہراسانی کی اس بنیاد کی بیخ کنی کرتے ہوئے اور ہراسانی کے اس ذریعہ کو ختم کرنے کی تعلیم دیتے ہوئے مختلف احادیث میں اس امر کی وضاحت کی ہے کہ گھورنے اور ہراسانی کی ابتدا بننے والی چیز بے نگاہی یا غلط نظر سے خود کو محفوظ رکھو۔

آپ ﷺ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((عن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه، عن النبي ﷺ، قال:" إياكم والجلوس على الطرقات، فقالوا: ما لنا بد، إنما هي مجالسنا نتحدث فيها، قال: فإذا ابيتم إلا المجالس فاعطوا الطريق حقها، قالوا: وما حق الطريق؟ قال: غض البصر، وكف الأذى، ورد السلام، وامر بالمعروف، ونهي عن المنكر))[۱]

"’ تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو‘‘صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ!راستوں میں بیٹھے بغیر ہمارا گزارہ نہیں، ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ارشاد فرمایا: ’’اگر راستوں میں بیٹھے بغیر تمہیں کوئی چارہ نہیں تو راستے کا حق ادا کرو۔‘‘ صحابہ کرام نے عرض کی:راستے کا حق کیا ہے؟ ارشاد فرمایا’’ : نظر نیچی رکھنا۔تکلیف دہ چیز کو دُور کرنا۔ سلام کا جواب دینا۔ نیکی کی دعوت دینا اور بُرائی سے منع کرنا۔‘‘

اسی مضمون کو حضرات ابن بریدہ اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں کہ:

((قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ))[۲]

"رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ اے علی: ایک نظر کے بعد دوسری نظر عورت پر مت ڈالنا، کیونکہ تیرے لیے پہلی نظر تو جائز ہے، لیکن دوسری نظر تیرے لیے ہرگز جائز نہیں۔"

(۱)الجامع الصحیح البخاری، باب افنیۃ الدور والجلوس فیہا والجلوس علی الصعدات، رقم الحدیث :۲۴٦۵، ج:۱، ص ۴۳۳

(۲)سنن أبي داود، سجستانی، سلیمان بن اشعث، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، رقم الحدیث:۲۱۴۹، ج ۱/ ص ۳۰۹

ان دونوں روایات میں بھی حضور ﷺ نے معاشرتی اخلاقیات کو نہایت آسان الفاظ میں ذکر کرتے ہوئے برے فعل کی بنیاد ہی کو ختم کرنے کا کہا ہے جہاں وہ فعل گھناؤنا ہے وہیں اس کے اسباب بھی جو اس تک پہنچاتے ہیں ان کی بھی شناعت بیان کرتے ہوئے فرمایا راستے میں بیٹھنے سے اجتناب کرو اور اگر ممکن نہیں کسی وجہ سے تو پھر نظریں نیچی رکھو تاکہ دوسرے تمھاری نظروں کے پس پردہ نیت کی شناعت سے محفوظ رہیں۔

۳۔ جسم کو اطراف سے چھونے کے ذریعے ہراساں کرنا:

جنسی ہراسانی کی اس قسم کی قباحت وشناعت بھی سب سے زیادہ ہے کیونکہ اس صورت میں جسمانی حرکات و سکنات کے ذریعے کوئی بھی فرد اپنے ردِ عمل کا اظہار کرتا ہے۔ جس کی ابتدا گھورنے اور نظروں کے ذریعے سے ہوتی ہے۔ اب وہ نتیجہ خیز انجام تک دوسرے فرد کو چھونے یا اس کے جسم کے مخصوص مستور اعضا کی جانب التفات کرنے سے ہوتی ہے۔ بچوں اور کم سن بچیوں کے حوالے سے بھی یہی معاملہ پیش آتا ہے ان کے اعضائے مخصوصہ کو چھونا، پیش قدمی کرتے ہوئے ان سے الصاق یا باہمی ملاپ کرنا، یہ سب جنسی ہراسانی کی قبیح شکل ہے۔ اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں سابقہ صفحات میں ہم نے اس کی ایک مثال تفصیل سے ذکر کی تھی جس میں ایک دفتر کا مالک اپنی ملازمہ خاتون کے کندھے کے قریب ہاتھ رکھ کر کچھ دیر کھڑا رہ کر بات چیت کرتا ہے اور بظاہر یہ جتلاتا ہے کہ وہ دفتری اُمور زیر بحث لا رہا ہے جبکہ خاتون ملازمہ اندر ہی اندر شدید تذبذب کا شکار تھی کیونکہ خاتون کے لیے کسی مرد کا یوں چھونا جنسی ہیجان اور جنسیت واشتہاء کے ساتھ ہی ممکن ہے اگرچہ بظاہر یہ ایک روزمرہ کا معمول ہی کیوں نہ ہو۔ اس قسم کی بہت سی دیگر مثالیں ہمارے گردونواح میں موجود ہیں۔

۴۔ مختلف جنسی تبصروں، پیغامات، صوتی پیغام، تصاویر کے ذریعے ہراساں کرنا:

موجودہ دور میں جنسی ہراسانی کی تیز اور سب سے زیادہ پریکٹس کی جانے والی صورت انٹرنیٹ کے ذریعے سے جنسیت کو پروان چڑھانے والی چیزیں اور ایپس ہیں جن کے فوائد کی نسبت نقصانات زیادہ ہیں اور ان نقصانات میں سے اہم ترین نقصان یہ ہے کہ ان چیزوں کا سبب بننے والے آلات ہر شخص کی پہنچ میں ہیں جو اس کا اہل ہے وہ بھی استعمال کر رہا ہے اور جو نااہل ہے وہ بھی مکمل آزادی سے ان کو استعمال کر رہا ہے، جس کے نتیجے میں صوتی پیغامات کے ذریعے جنسی ہراسانی کی تعداد بڑھتی ہی جا رہی ہے، پھر ان پیغامات کو ایک مخصوص گروپ جمع کر کے دیگر سوشل میڈیا ویب سائٹس پر نشر کرتا ہے جس کے ذریعے جنسی ہیجان میں مزید اضافہ ہوتا ہے اور معاشرتی رویوں میں عدم توازن پیدا ہونے کی وجہ سے بدامنی عام ہوتی ہے، عزت و عصمت کا تحفظ نہ ہونے کی وجہ سے لاقانونیت پروان چڑھتی ہے۔

۵۔ جنسی طرف داریاں:

جنسی ہراسانی کی اس تعریف کے تحت وہ تعلقات ہیں جو کسی خاص فرد یا کسی خاص صنف سے اس کی کسی ذاتی مجبوری کے بدلے میں طلب کیا جائے یا اس کو کسی کے مد مقابل لا کر اعلی مقام و عہدہ، زیادہ مالی معاونت، مراعات کا لالچ دے کر اپنی طرف داری کا اس طور پر یقین دلایا جائے کہ وہ جنسی تسکین کے لیے خود کو پیش کرے۔ یہ بھی جنسی ہراسانی کا ایک برا اور قبیح راستہ ہے جس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ طلبا و طالبات کو زیادہ نمبروں کے حصول کا لالچ، بچوں کو ان کی پسندیدہ چیز کا لالچ دے کر جنسی طرف داری کے لیے رضامند کیا جانا عمومی معاملہ ہو چکا ہے۔

٦۔ جنسی نوعیت کی دیگر زبانی یا جسمانی ہراسانی:

اس قسم کی جنسی ہراسانی میں بیک وقت کسی فرد، بچے یا بچیوں میں سے کسی کو ہراساں کرنا شامل ہے جسے زبان و جسم سے ہراساں کیا گیا ہو۔ اس کی عملی صورت ازدحام و بھیڑ والی جگہوں پر خواتین اور چھوٹے بچوں کے ساتھ عموماً پیش آتی ہے، یا عمومی ذرائع نقل و حمل میں سوار ہوتے وقت یہ صورت سامنے آتی ہے۔ بظاہر اس میں ملوث فرد خود سے غیر ارادی طور پر یہ فعل سرزد ہونے کے جذبات کا اظہار کر رہا ہوتا ہے لیکن دراصل یہ جنسی ہراسانی کا ایک بدترین مجموعہ ہے۔ ایک خاتون بلاگر اپنا ذاتی تجربہ و مشاہدہ تحریر کرتے ہوئے اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ اس نوعیت کی جنسی ہراسانی کتنی اذیت ناک ہے وہ لکھتی ہیں:

> " یہ بات بھی قابل غور ہے کہ بسوں میں سفر کرنے والی خواتین میں طالبات، گھروں میں صفائی کرنے والی عورتیں اور دفاتر میں کام کرنے والی خواتین شامل ہیں۔ میرے لیے پبلک ٹرانسپورٹ میں سفر کرنا کسی اذیت سے کم نہیں ہوتا۔ چاہے وہ بس ہو، چنگچی، رکشہ یا آن لائن رائڈ سروسز۔ چند روز قبل میں آن لائن ٹرانسپورٹ سسٹم کے رکشے میں سفر کر رہی تھی۔ سفر شروع ہوئے چند ہی منٹ ہوئے تھے کہ ڈرائیور نے سگریٹ سلگا لی۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً رکشے میں مختلف زاویوں سے لگے ہوئے شیشوں کو وہ مستقل آگے پیچھے کر کے اپنی نظروں سے جنسی ہراسانی کی کوشش کرتا رہا۔ غرض کہ ایک گھنٹے کا سفر اکتاہٹ، پریشانی، کوفت اور ذہنی اذیت میں طے ہوا۔ پبلک ٹرانسپورٹ میں سفر کرنے کی ذہنی اذیت صرف رکشوں تک ہی محدود نہیں ہے۔ بسوں میں خواتین کو اس سے بھی زیادہ ابتر حالات میں سفر

کرنا پڑتا ہے۔ جہاں کنڈکٹر اور ڈرائیور سمیت مرد مسافر خواتین کو جنسی ہراسانی کا نشانہ بناتے ہیں۔"(۱)

۷۔ ملازمت، تعلیم، یا کسی اور نوعیت کی لالچ دے کر ہراساں کرنا:

اس قسم کی مختصر تعریف و توضیح ہم سابقہ صفحات میں کر چکے ہیں یہاں یہ وضاحت ہے کہ اس قسم کی جنسی ہراسانی میں ملوث افراد میں سے کسی حد تک جانب آخر کی تلویث بھی پائی جاتی ہے یا اس کی رضامندی بھی متصور ہوتی ہے اس کی ظاہراً وجہ یہ ہے کہ اس کو کسی آفر، کسی بدلے کے عوض، یا کسی معاوضہ کا لالچ دے کر راضی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یا کسی عہدے کا وعدہ اور بدلے کی امید پر اس کی یقین دہانی کے نتیجے میں یہ معاملہ وقوع پذیر ہوتا ہے۔

۸۔ جنسی ہیجان پر مبنی تبصرے:

جسمانی جنسی ہراسانی کے علاوہ، کسی شخص کی جنس کے بارے میں ناگوار تبصرے کر کے یا جنسی نوعیت کے زبانی برتاؤ میں شمولیت اختیار کر کے معاندانہ جائے کار تخلیق کرنا بھی غیر قانونی ہے۔ کام کرنے کا معاندانہ ماحول کسی مخصوص صنف کے بارے میں لطیفے، بدزبانی یا ناشائستہ یا تحقیر آمیز تبصرے کر کے پیدا کیا جا سکتا ہے۔ ہراسانی کا جنسی نوعیت کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ اس میں کسی صنف کے بارے میں ناگوار تبصرے بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، بالعموم خواتین کے بارے میں ناگوار تبصرے کر کے اُن کو ہراساں کرنا غیر قانونی ہے۔ اور بہت سے ممالک میں اس نوعیت کی ہراسانی سے متعلق قوانین بنانے کی تحریک زور پکڑ چکی ہے(۲)، جس میں کسی صنف کو چاہے بچے ہوں، چھوٹی بچیاں ہوں، یا صنفِ نازک خواتین ہوں، کو اس قسم کی جنسی ہراسمینٹ سے تحفظ دینے اور بچانے کے لیے قانون بنائے جا رہے ہیں جن میں یہ طے کیا جا رہا ہے کہ اس قسم کی جنسی ہراسانی کی روک تھام اور اس کی عملی شکلوں کی مکمل وضاحت کر دی جائے جس میں یہ بیان ہو کہ اس صورت میں کی جانے والی حرکات، گفتگو، تبصرے

---

(۱) پبلک ٹرانسپورٹ اور جنسی ہراسانی ،فاطمہ شیخ bloger ۲۰۲۱/۴/۹, https://www.dw.com/ur/%D9%BE%D8%A7%DA%A9%D8%B3%D8%AA%D8%A7%D9%86-%D8%B1%D8%B9%D9%-%DA%A9%D9%84%D8%A8%D9%BE%D8% Date, ۲۰۲۱/۹/۱۲ء

(۲) نیو یارک میں ۱۹۶۴ کے بنے ہوئے قانون برائے شہری حقوق کے عنوان VII ٹائٹل (VII ، ۱۹۶۳ کے قانون برائے مساوی ادائیگی میں ترمیم کر کے ایک شق (EPA) ، ریاست نیویارک کے قانون برائے انسانی حقوق (NYSHRL) ، اور نیویارک شہر کے قانون برائے انسانی حقوق (CHRL) کے تحت نیویارک کے رہائشیوں کا جنسی ہراسانگی سے تحفظ کیا جاتا ہے۔ جنسی ہراسانگی ایک جرم بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر ممالک اس بابت اپنے ہاں قوانین میں ترمیم و اضافہ کر رہے ہیں جن میں عام شہری کے حقوق میں اس بات کا تحفظ بھی شامل کیا جا رہا ہے جس میں اسے جنسی ہراسمنٹ سے مکمل تحفظ کی یقین دہانی قانونی طور پر کروائی جائے گی۔

، جن میں جنسی ہیجان، اور کسی خاص صنف کی ذات، اور خدوخال، بیان کئے ہوں وہ قابلِ گرفت ہوں گے اور ان کے کرنے والے کو طے شدہ سزادی جائے گی۔ یہ اس حوالے سے خوش آئند بات ہے کہ اس سے قبل جنسی ہراسانی کی ان شکلوں کو محض معاشرتی رویے، تہذیبی اتار چڑھاؤ، اور شخصی آزادی جیسے عنوانات کے تحت درست سمجھا جاتا تھا ، لیکن رفتہ رفتہ یہ احساس غلط ثابت ہوا کہ یہ جنسی تسکین کے الگ نوعیت کے ذریعے ہیں لہٰذا ان کو بھی ممانعت کے باب میں درج کرکے انسانیت کا تحفظ کیا جائے۔

۹۔ کسی فرد کی جنس کے بارے میں ناگوار تبصرے:

جنسی ہراسانی کی اس صورت کا تعلق کسی فردِواحد کی ذات، جسمانی ساخت، بناوٹ، اور مخصوص جنس (مخنث) سے ہے جسمیں ان سب کی جسمانی ساخت کو لے کر ناپسندیدہ تبصرے جن میں جنسی ہیجان، جنسیت کو بڑھاوا دینے والے الفاظ، کو بار بار بیان کرنا یا اس فرد کو مختلف انداز سے یہ باور کروانا کہ یہ ناپسندیدہ تبصرے اس کی ذات سے متعلق ہیں، یہ بھی جنسی ہراسانی کی ایک مکروہ قسم ہے۔ خصوصاً معاشرے کا وہ طبقہ جو حساس ہے یعنی خواتین اور بچے اور چھوٹی بچیاں ان کے لیے یہ صورتحال انتہائی خطرناک ہے بعض اوقات تو اس قسم کی جنسی ہراسانی سے بہت سے لوگ ذہنی مریض اور ڈپریشن کا شکار ہوجاتے ہیں اور بعض خواتین کو اس صورت حال کے پیش نظر تعلیم و نوکری چھوڑ کر گھر بیٹھنا پڑتا ہے یہ سارا معاملہ اس قسم کی جنسی ہراسانی کے سبب پیش آتا ہے۔

۱۰۔ Quid pro quo کی اصطلاح:

Quid pro quo ایک لاطینی اصطلاح ہے جس کا مطلب ہے "بدلے کے طور پر کچھ پیش کرنا" یہ صورت اس وقت اکثر پیش آتی ہے جب ملازم پیشہ افراد خواتین، بچے، یا دیگر افراد جو ہراساں ہوسکتے ہوں یا ان کی طرف جنسیت کا میلان ہوتا ہو اُن کو کسی ترقی یا مزید مالی لالچ یا عہدہ جس کے وہ حق دار ہوں اُس صورت میں دینے کا وعدہ کرنا اور شرط لگانا کے وہ بدلے میں ان کے آفر کو قبول کریں گے۔ اور انکار کی صورت میں ان افراد کو اپنی ملازمت، موجودہ پوزیشن، اور موجودہ مراعات سے ہاتھ دھونے کا حکم سنانا بھی اسی اصطلاح (بدلے میں کیا پیش کیا جائے گا) کے تحت ہراسانی کے ضمن میں آتا ہے۔ یہ صورت حال اکثر طور پر ملازمت والے افراد کے ساتھ پیش آتی ہے۔

جنسی ہراسانی کی معاشرتی پیش آمدہ مثالیں:

ذیل میں وہ مثالیں پیش کی جارہی ہیں جو ہمارے معاشرے میں یا بالعموم پوری دنیا میں مختلف طریقوں سے ہراساں کرنے کی ہیں، ان میں مختلف مواقع، مختلف مقامات، اور مختلف افراد کی جانب سے جنسی ہراسانی کی کیا نوعیت ہوتی ہے کو زیر بحث لایا گیا ہے اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ موجودہ دور میں جنسی ہراسانی کی کیا صورتیں عملاً سامنے آتی ہیں۔ اور مختلف افراد کو ہراساں کرنے کے کیا طریقے اور صورتیں اختیار کی جاتی ہیں۔ نیز وہ صورتیں بھی

شامل ہیں جن سے معاشرے کے متاثرہ افراد، خواتین، بچے، بچیاں، مختلف اوقات میں متاثر ہو چکے ہیں، اور ان کو انہیں طریقوں سے جنسی طور پر ہراساں کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو موجودہ دور میں جنسی ہراسانی کی فعال و عملی مثالیں ہیں ذیل میں تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔

مثالیں:

- ایک خاتون ترقی کی راہ میں آگے ہے۔ اس کا مالک اسے ایک طرف کھینچ کر کہتا ہے کہ اگر وہ اس کے ساتھ ڈیٹ پر جائے تو وہ اس کی ترقی کی ضمانت دے سکتا ہے۔ یہ ہے *quid pro quo* جنسی ہراسانی۔
- ایک مرد ملازم کی مالکہ ان چاہی جنسی پیش قدمی کرتی ہے۔ جب ملازم اپنی مالکہ سے منہ پھیر لیتا ہے تو بھی وہ جنسی پیش قدمی جاری رکھتی ہے۔ بار بار منع کرنے پر ملازم کو نکال دیا جاتا ہے۔
- کسی مجبور طالب علم کو جو نوعمر ہے، یا طالبہ جو کم عمر ہے نمبروں کی لالچ یا ایک مقابلہ جاتی نوکری کے لیے انٹرویو کے عمل کے دوران بھرتی کرنے والا مینیجر ایک خاتون امیدوار سے کہتا ہے کہ اس کو یہ عہدہ مل جائے گا تاوقتیکہ وہ بھرتی کرنے والے مینیجر کے ساتھ مجامعت کرلے۔

صرف سپروائزر اور مینیجر ہی *quid pro quo* ہراسانی کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔ قانونی طور پر، ساتھی کارکنان کو مراعات منظور یا موقوف کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ البتہ یہ ضروری نہیں کیونکہ بسا اوقات یہ بھی مشاہدہ کیا گیا ہے کہ اس نوعیت کے واقعات باہمی تبادلہ خیال یا باہمی رضامندی سے بھی ہوتے ہیں جن میں جونیئر ملازم یا ملازمہ بھی ذاتی نوعیت کے وقتی عہدے یا فائدے کے لیے سینئر کے ساتھ جنسی نوعیت کے تعلق پر رضامند ہوتی ہیں لیکن اس قسم کی مثالیں قلیل ہیں جو معدوم کے درجے میں ہیں اول الذکر کثیر الوقوع ہیں۔

جسمانی طور پر ہراساں کرنے کی کوشش:

جنسی ہراسانگی میں ان چاہا جسمانی رابطہ بھی شامل ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی ساتھی کارکن یا سپروائزر آپ کو چھو کر یا ارادتاً زبردستی ان چاہا رابطہ شروع کرتا ہے تو یہ بھی جنسی ہراسانی کے زمرے میں آسکتا ہے۔

مثالیں:

- ایک مرد ساتھی کارکن بار بار اپنی ساتھی خاتون کارکن کو ناک اور کندھوں پر ہاتھ پھیرنے کی کوشش کرتا ہے، ساتھی خاتون کارکن کے اس سے یہ کہنے کے باوجود بھی کہ وہ اسے نہ چھوئے۔
- کمپنی کا بحال کردہ ایک وینڈر کمپنی کے ملازمین کے سامنے اپنے آپ کو جنسی انداز میں (اعضائے مخصوصہ و مستورہ) چھوتا یا جنسی ہیجان کی کیفیت میں اسے بار بار مَس کرتا ہے۔

- کسی مشترکہ جگہ میں کام کرتے ہوئے ایک ملازم جنسی انداز میں ایک ساتھی کارکن کو چھوتا ہے۔ یا بار بار اس کے مستورہ اعضا چھاتی، کندھے کے اطراف کو چھونے کی کوشش کرتا ہے۔

چونکہ اس قسم کی جنسی ہراسانی ملازمت کے فیصلوں پر مشتمل نہیں ہوتی ہے لہذا ہراساں کرنے والا ضروری نہیں کہ آپ کا باس ہی ہو۔ ساتھی کارکنان، وینڈرز اور حتی کہ ماتحت افراد بھی ان چاہے جنسی برتاؤ کے قصوروار ہو سکتے ہیں۔

فصل سوم:

جنسی ہراسانی کی ممکنہ صورتیں

فصل ہذا میں ہم بچوں کی جنسی ہراسانی کی ممکنہ صورتوں اور ان عوامل کو ذکر کریں گے جو بچوں کے ساتھ جنسی تعلقات استوار کرنے کا سبب بنتے ہیں۔

ا۔گھریلو ملازمین کے ہاتھوں بچوں کا جنسی استحصال

بچوں کو بسا اوقات گھریلو ملازمین اپنی جنسی ہوس کا نشانہ بناتے ہیں۔ الیکٹرانک میڈیا اور سوشل میڈیا پر ایسے واقعات موجود ہیں جن میں گھریلو ملازمین نے بچوں کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا اور بسا اوقات تو ملازمین نے بچوں سے زیادتی کرنے کے بعد ان کا قتل بھی کیا تا کہ کسی قسم کا ثبوت باقی نہ رہ سکے۔

مثلاً اردو جیوٹی وی پر ۱۸ اکتوبر ۲۰۲۰ء کو ایک خبر نشر ہوئی جس میں یہ لکھا ہے کہ:

"بہاول پور چنی گوٹھ میں چار سالہ بچے کو گھریلو ملازم نے جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا ہے۔"[۱]

ایسے ہی:

"رحیم یار خان، خان پور میں گھریلو ملازم نے ۹ سال کے بچے کو زیادتی کے بعد گلہ دبا کر قتل کر دیا تھا اور اس کی لاش کھیتوں میں پھینک دی تھی۔"[۲]

لہذا کسی بھی شخص کو گھریلو ملازم رکھنے سے قبل ضروری ہے کہ اچھی طرح اس کی سیرت و کردار کی جانچ پڑتال کر لی جائے اور ساتھ ملازمین کو یہ تاکید کی جائے کہ وہ بچوں اور گھر کی عورتوں سے بغیر اشد ضرورت کسی قسم کا کوئی رابطہ یا تعلق نہیں رکھ سکتے۔ اور بچوں کو یہ سمجھانا ضروری ہے کہ وہ گھریلو ملازمین سے ضرورت کے علاوہ قطعاً کسی قسم کا کوئی رابطہ یا تعلق نہ رکھیں۔ نیز گھر والوں کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ بچوں کو ملازمین کے ساتھ گھر میں یا کہیں اور تنہا ہرگز نہ چھوڑیں۔

۲۔ڈرائیور کے ہاتھوں بچوں کا جنسی استحصال

بسا اوقات گھر یا سکول وین یا بس کا ڈرائیور بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی میں ملوث ہوتا ہے۔ ایسے واقعات میڈیا کی زینت بن چکے ہیں جن میں بچوں کے ساتھ زیادتی کرنے میں ڈرائیور ملوث تھے۔

مثلاً خلیج اردو پر موجود ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ:

---

(۱) .https://urdu.geo.tv/latest/۲۳۲۱۲۵ Date,۲۰۲۱/۹/۲۲ء

(۲) .https://urdu.geo.tv/anp/۲۳۲۱۹۱ Date,۲۰۲۱/۵/۱۲ء

"دبئی میں ایک تین سالہ بچے کو گھریلو ڈرائیور نے جنسی ہراسانی کا نشانہ بنایا ہے جس پر عدالت نے کارروائی کرتے ہوئے مجرم کو پہلے پانچ سال قید اور اس کے بعد ملک بدر کرنے کا حکم جاری کیا ہے"(۱)

اسی طرح:

"بچوں کے سکول وین کے ڈرائیور تنویر نامی شخص نے تھانہ بٹل کی حدود میں نویں جماعت کی طالبہ سے جنگل میں لے جا کر زیادتی کی اور طالبہ کی نازیبا تصاویر اور ویڈیوز بھی بنائی اور دھمکیاں دیں کہ اگر کسی کو بتایا تو یہ ویڈیوز نیٹ پر اپ لوڈ کر دے گا۔"(۲)

لہٰذا مذکورہ صورتِ حال سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ

۱۔ ہمیشہ گھر یا سکول وین کے ڈرائیور کے انتخاب سے قبل اچھی طرح تسلی کر لی جائے کہ وہ نیک سیرت اور اچھے اخلاق کا مالک ہے۔

۲۔ بلاضرورت شدیدہ بچوں کو ڈرائیور کے ساتھ کہیں بھی اکیلا نہ بھیجا جائے۔

۳۔ بچے سے گاہے بگاہے مختلف سوالات کے ذریعے ڈرائیور کی حرکات و سکنات کا جائزہ لیا جائے۔

۴۔ بچے کو اس بات کا پابند بنایا جائے کہ وہ ڈرائیور کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے کے بجائے پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر سفر کرے۔

۵۔ بچوں کو ڈرائیور کے ساتھ بے تکلف ہونے سے قطعاً روکا جائے۔

۳۔ تعلیمی اداروں میں اساتذہ کے ہاتھوں طلباء کا جنسی استحصال:

عصرِ حاضر میں بسا اوقات یہ بات بھی دیکھنے میں آئی ہے کہ سکول یا مدرسہ کے استاد بچوں کو مختلف طریقوں اور حیلے بہانوں سے جنسی طور پر ہراساں کرتے ہیں یا زیادتی کا نشانہ بناتے ہیں۔

اس طرح کا ایک واقعہ نومبر ۲۰۲۰ء میں ٹوبہ ٹیک سنگھ کے علاقہ پیر محل کے سرکاری پرائمری سکول میں پیش آیا جس کو مشہور اینکر پرسن اقرار الحسن نے اپنے پروگرام "سرِ عام" میں بے نقاب کیا۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ:

مذکورہ سکول کے چند اساتذہ بچوں کے جنسی استحصال میں ملوث تھے اور مختلف حیلوں بہانوں سے بچیوں کو جنسی طور پر ہراساں کرتے تھے، مثلاً: بچیوں سے جنسی سوالات کرنا، ان کے

---

(۱) .https://www.khaleejurdu.com/uae-news/dubai-expat-jailed-for-five-years-ovwr-molesting-child-۱-۷۴۲۶۳۸۶۶ Date,۲۰۲۱/۶/۱۲ء

(۲) .https://zameenihaqaiq.com/article/۱۷۱۵۹ Date,۲۰۲۱/۷/۱۸ء

بدن پر ہاتھ پھیرنا وغیرہ۔ بالآخر سر عام کی ٹیم نے اقرار الحسن کی سرپرستی میں ویڈیوز کی مدد سے خود تحقیقات کے بعد انتظامیہ کے ساتھ مل کر اساتذہ کے خلاف کارروائی عمل میں لائی۔ (۱)

اسی طرح کا ایک واقعہ مانسہرہ میں سال ۲۰۱۹ء میں پیش آیا جہاں مدرسہ کے استاد شمس الدین سمیت تین افراد نے متعدد بار ۱۰ سالہ بچے کو اپنی جنسی ہوس کا نشانہ بنایا۔ (۲)

مذکورہ صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے ضروری ہے کہ:

۱۔ بچوں کو اسکول یا مدرسہ میں داخل کروانے سے قبل وہاں کی انتظامیہ اور دیگر عملے کی چھان بین کر لی جائے۔

۲۔ مدارس اور سکول میں سیکورٹی سسٹم کو مضبوط بنایا جائے مثلاً کلاس روم اور اقامت گاہوں وغیرہ میں سی سی ٹی وی کیمرے نصب ہوں جن کے ذریعے اساتذہ اور طلباء کی حرکات وسکنات کا جائزہ لیا جائے۔

۳۔ مدرسہ یا اسکول میں موجود ان اساتذہ کا فی الفور اخراج کر دیا جائے جو اس قسم کے قبیح افعال میں ملوث ہوں۔

۴۔ حتی الوسع کوشش کی جائے کہ بلاضرورت شدیدہ بچوں کو اقامت گاہوں میں نہ چھوڑا جائے۔

۵۔ بچوں سے دوستانہ ماحول میں گاہے بگاہے روزمرہ کے معمولات کی روداد سنی جائے۔

ضروری وضاحت: زیادتی کے واقعات کے سبب علماء اور مدارس کو بدنام نہ کیا جائے۔

بچوں سے جنسی زیادتی کے واقعات میں دیگر دوسرے پیشوں سے وابستہ مجرموں کی طرح بسا اوقات مجرم کوئی قاری یا مدرس ہوتا ہے اور یہ واقعہ کسی مدرسہ میں وقوع پذیر ہوا ہوتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کسی ایک شخص کے جرم کی وجہ سے اس مقدس پیشہ سے وابستہ تمام افراد اور مدارس کو بدنام کر دیا جائے۔

ملک پاکستان میں ایک خاص طبقہ کافی عرصہ سے علماء، مذہبی شخصیات اور مدارس کو بدنام کرنے کی مسلسل کوشش کر رہا ہے، اور ایسے واقعات اس طبقہ کو موقع فراہم کرتے ہیں اور وہ فوراً مذہبی منافرت پر اتر آتا ہے اور میڈیا اور سوشل میڈیا پر علماء اور مدارس کے خلاف منفی پروپیگنڈہ شروع کر دیتا ہے۔

---

(۱) .https://youtu.be/۹v۷buTv۵zh۸ Date,۲۰۲۱/۹/۱۹ء

(۲) .https://dailypakistan.com.pk۲۸-Dec-۲۰۱۹/۱۰۷۰۳۵۰

دشمنان اسلام نے اسلام کے خلاف مختلف سازشیں کیں لیکن وہ پوری طرح کامیاب نہ ہو سکے کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ جب تک عوام الناس کا تعلق علماء اور مذہبی طبقہ کے ساتھ قائم رہے گا وہ کبھی بھی اپنے مذموم ارادوں میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے اسلئے انہوں نے گذشتہ کچھ عرصہ سے مختلف طرح سے میڈیا و سوشل میڈیا کے ذریعہ علماء کو بدنام کرنے کی سازشیں شروع کر دی ہیں تاکہ عوام الناس علماء سے بدظن ہو جائیں اور اس مقصد میں ان کا ساتھ بہت سی غیر ملکی این،جی،اوز اور کچھ لبرل قسم کے صحافی اور لبرل تنظیمیں دے رہی ہیں۔

عوام الناس کے لئے ضروری ہے کہ کسی ایک شخص کے انفرادی فعل کی وجہ سے اس پیشہ سے وابستہ دیگر افراد سے قطعاً نفرت نہ کریں بالکہ علماء اور مذہبی تعلیمات کے متحمل افراد سے رابطہ پہلے سے زیادہ مضبوط کریں کیونکہ علماء ہی ہیں جن کے ساتھ روابط قائم رکھ کر عصر حاضر کے فتنوں سے بچا جا سکتا ہے۔

قرآن مجید میں رب تعالی کا ارشاد ہے

﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا اِنَّ االلهَ عَزِيْزٌ غَفُوْر﴾[1]

ترجمہ: بس اللہ کے بندوں میں سے اس سے وہی ڈرتے ہیں جو (ان حقائق کا بصیرت کے ساتھ) علم رکھنے والے ہیں، یقیناً اللہ غالب ہے بڑا بخشنے والا ہے۔

اسی طرح حدیث نبوی ﷺ میں علماء کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے۔

(١)((أَنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَرَّثُوا الْعِلْمَ مَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ بِهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ))[٢]

ترجمہ: علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء نے وراثت میں علم چھوڑا ہے جو اس علم کو حاصل کرے اس نے ایک بڑا حصہ لے لیا اور جو شخص کسی ایسے راستہ پر چلتا ہے جس کے ذریعے وہ علم طلب کرتا ہو تو اللہ اس شخص کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔

(٢)((عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ يَقُولُ إِنَّ اللهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمٌ اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا)).[٣]

---

(١)۔ سورۃ فاطر (٣٥:٢٨)

(٢)۔ صحیح البخاری (١/ ٧٤)

(٣)۔ صحیح البخاری (١/ ٧٩)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر ابن العاص سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ علم کو قبض نہیں کریں گے کہ لوگوں کے دلوں سے علم چھین لیں لیکن علم کو اللہ واپس لیں گے علماء کو واپس لے کر یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہل لوگوں کو سردار بنالیں گے پھر ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتوی دیں گے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

مذکورہ آیت واحادیث مدارس کی اہمیت اور علماء کی فضیلت اور معاشرے میں ان کی ضرورت اور اہمیت کو اجاگر کر رہی ہیں لہذا بحیثیت مسلمان ہمارے لئے ضروری ہے کہ علماء سے محبت اور عقیدت رکھیں۔

۴۔ گلی محلے کے دکانداروں کے ہاتھوں بچوں کا جنسی استحصال

بسا اوقات بچوں کے جنسی استحصال میں انکے محلے کے دکاندار ملوث ہوتے ہیں گھر والے چھوٹے بچوں کو سودا سلف یا کوئی چیز لینے کے لیے دکان پر بھیجتے ہیں اور دکاندار چھوٹے بچوں کے اکیلا ہونے کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے اپنی جنسی ہوس کا نشانہ بنالیتے ہیں۔ مثلاً

۲۶ جنوری ۲۰۱۸ء کی ڈان نیوز کے مطابق راول پنڈی تھانہ صدر کے علاقہ بہار کالونی میں بسم اللہ جنرل اسٹور کے دکاندار مسعود نے نور حسین کی بیٹی جس کی عمر ساڑھے تین سال تھی کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنانے کی کوشش کی۔ [۱]

مندرجہ بالا صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے ضروری ہے کہ

۱۔ بچوں کو دکان پر بھیجنے سے مکمل طور پر احتراز کرنا چاہیے۔

۲۔ گلی محلے کے لوگوں کو چاہیے کہ دکانداروں کی حرکات وسکنات پر نظر رکھیں۔

۵۔ رشتہ داروں یا جاننے والوں کے ہاتھوں بچوں کا جنسی استحصال

بسا اوقات بچوں سے زیادتی میں خود ان کے اپنے رشتہ دار یا جاننے والے ملوث ہوتے ہیں مثلاً سوتیلا باپ، والدین کے رشتہ دار، بچوں کے اپنے رشتہ دار وغیرہ

اسی طرح کا ایک واقعہ ۲۹ مارچ ۲۰۲۱ء کو جیونیوز میں رپورٹ ہوا جس میں بتایا گیا ہے کہ:

"فیصل آباد میں پانچ سالہ بچی کو جنسی زیاتی کے بعد قتل کرنے میں اس کا سوتیلا باپ ملوث نکلا ہے۔" [۲]

---

(۱).https://www.dawnnews.tv/news/۱۰۷۲۳۳۵ Date,۲۰۲۱/۹/۲۶ء

(۲).https://urdu.geo.tv/latest/۲۴۹۵۸- Date,۲۰۲۱/۹/۱۲ء

اسی طرح کا ایک واقعہ اے آر وائی نیوز اردو پر رپورٹ ہوا ہے جس کے مطابق

"میاں چنوں میں پانچویں جماعت کی طالبہ کو اسکے کزن نے اسلحہ کے زور پر جنسی زیادتی کانشانہ بناڈالا تھا۔"[۱]

مندرجہ بالا صورتِ حال سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ

۱۔ بچوں کو کزن وغیرہ کے ساتھ اکیلا مت چھوڑیں۔

۲۔ بچوں کے ساتھ زیادہ گھلنے ملنے والے رشتہ داروں کی حرکات وسکنات پر نظر رکھیں۔

۳۔ بچوں سے دوستانہ ماحول قائم کریں تاکہ وہ خود کے ساتھ زیادتی ہونے کی صورت میں بلا جھجک والدین کو آگاہ کر سکیں۔

۶۔ہمسایوں کے ہاتھوں بچوں کا جنسی استحصال

ایسے واقعات بھی میڈیا پر ملتے ہیں کہ جن میں ہمسائے بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی میں ملوث پائے جاتے ہیں۔ مثلاً جیو نیوز اردو پر ۲۰ جولائی ۲۰۲۱ء کو ایک واقعہ رپورٹ ہوا ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ

"کوئٹہ کے علاقے قائد آباد میں ۷ سالہ بچی کو قادر نامی پڑوسی نے جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا ہے۔"[۲]

اسی طرح کا ایک اور واقعہ جیو نیوز اردو پر ۱۲ دسمبر ۲۰۲۰ء کو رپورٹ ہوا تھا جس میں یہ مذکور ہے کہ

"کراچی کورنگی کے علاقے اللہ والا ٹاؤن میں چودہ سالہ لڑکے نے ایک ڈھائی سال کے بچے کو اپنی جنسی ہوس کا نشانہ بناتے ہوئے اس سے جنسی بدفعلی کی مذکورہ شخص متاثرہ بچے کا پڑوسی تھا۔"[۳]

اس کے علاوہ چند اور واقعات بھی میڈیا پر موجود ہیں۔ لہٰذا مندرجہ بالا صورتِ حال سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ:

۱۔ بچوں کو ایسے پڑوسیوں کے گھر ہرگز نہ جانے دیا جائے جن کے بارے میں یقین ہو کہ وہ غیر اخلاقی حرکات و سکنات میں ملوث ہیں۔

---

(۱).https://urdu.arynews.tv/fifth-groder-abused-bycousin-at-gunpoint/amp/ Date,۲۰۲۱/۸/۱۷ء

(۲).https://urdu.geo.tv/anp/۲۵۹۳۴۷ Date,۲۰۲۱/۶/۲۳ء

(۳).https://urdu.geo.tv/latest/۲۳۷۰۷۰ Date,۲۰۲۱/۷/۱۲ء

۲۔ اگر پڑوس میں رہنے والے بچے عمر میں آپ کے بچوں سے بڑے ہوں تو ہر گز اپنے بچوں کو ان کے ساتھ جا کر کھیلنے کی اجازت نہ دیں۔

۳۔ اگر پڑوسیوں کے ہاں کوئی چیز بھیجنی بھی ہو تو خود یا بڑے اور سمجھدار بچوں کے ہاتھوں بھیجیں، چھوٹے بچوں کے ہاتھ ہر گز نہ بھیجیں۔

۷۔ محلے دار کے ہاتھوں بچوں کا جنسی استحصال

بسا اوقات محلے کے اوباش اور بُری عادات و اطوار رکھنے والے لڑکے محلے کے دوسرے چھوٹے بچوں اور بچیوں کو مختلف طریقوں سے ہراساں کرتے ہیں۔ کبھی راہ چلتے بچوں کو چھیڑتے ہیں اور کبھی موقع پاکر چھوٹے بچوں کو مختلف حیلوں بہانوں سے ساتھ لیجا کر اپنی جنسی ہوس کا نشانہ بناڈالتے ہیں اور بسا اوقات ایسے اوباش لڑکے بچوں کو زیادتی کے بعد پکڑے جانے کے خوف سے قتل بھی کر دیتے ہیں۔

مثال کے طور پر پاکستان کی تاریخ کا ایک بڑا اور دلخراش واقعہ زینب قتل کیس ہمارے سامنے ہے جس میں زینب ہی کے محلے کے ایک جوان عمران نامی شخص نے زیادتی کے بعد بے دردی سے اس کا قتل کر دیا۔ اسی طرح سہیل شہزاد نامی ایک اور شخص نے بھی بہت سی بچیوں کے ساتھ زیادتی کے بعد ان کا قتل کیا ہے۔ [۱]

لہٰذا اس صورتِ حال سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ بچے کی ابتداء ہی سے ایسی تربیت کی جائے کہ وہ کسی بھی اجنبی سے خواہ محلے دار ہو یا غیر محلے دار نہ تو کوئی چیز لیں اور نہ ہی ان کے ساتھ کہیں جانے پر آمادہ ہوں بلکہ اگر کوئی ایسا کچھ کرنے کی کوشش کرے تو گھر اطلاع دیں۔

۸۔ بچوں کا باہمی جنسی کھیل کھیلنا

بسا اوقات چھوٹے بچے آپس میں بھی کئی ایسے کھیل کھیلتے ہیں جس سے ان کا جنسی ہیجان بڑھ جاتا ہے مثلاً کمرہ بند کر کے بچوں کا آپس میں کھیل کھیلنا اسی طرح بچوں کا آپس میں ڈاکٹر ڈاکٹر کھلینا اور اس دوران ایک دوسرے کے جسموں کو ٹٹولنا اگر بچوں کو ابتداءً اس قسم کے کھیل کھیلنے سے باز نہ رکھا جائے تو کوئی بعید نہیں کہ یہی بچے بڑے ہو کر معاشرے میں موجود دوسرے دیگر بچوں کا جنسی استحصال کریں گے۔ مندرجہ بالا صورتِ حال سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ

۱۔ بچوں کو کبھی بھی کمرہ بند کر کے کوئی کھیل کھیلنے کی اجازت مت دیں۔

۲۔ بچوں کو ایسے کھیل کھیلنے کی قطعاً اجازت نہ دیں جس میں ان کا باہمی جنسی ہیجان بڑھتا ہو مثلاً چھپن چھپائی کھیلنا، اسی طرح ڈاکٹر ڈاکٹر کھیلنا وغیرہ۔

---

(۱).https://www.bcc.com/urdu/Pakistan-۴۹۹۲۸۹۲۴ Date,۲۰۲۱/۹/۲۳ء

۹۔ بچوں کے ساتھ جائے ملازمت پر جنسی زیادتی

معاشرے میں ایسے واقعات بھی وقوع پذیر ہوئے ہیں جہاں چھوٹے بچوں کو ان کی جائے ملازمت پر جنسی ہراسانی یا جنسی زیادتی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ مثلاً بی بی سی اردو نیوز نے اپنی ویب سائٹ پر ۳جون ۲۰۲۰ء کو ایک کیس رپورٹ کیا ہے جس میں:

"راولپنڈی میں زہرہ شاہ نامی ۸ سالہ بچی جو کہ ایک گھر میں ملازمہ تھی کو گھر والوں نے جنسی تشدد اور جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا تھا۔"[۱]

۱۰۔ مختلف کھیلوں میں بچوں کو جنسی طور پر ہراساں کرنا

عصرِ حاضر میں بچوں کو اسپورٹس فیلڈ میں بھی جنسی طور پر ہراساں کیا جاتا ہے۔ بچے مختلف کھیلوں میں مہارت حاصل کر کے ملک و قوم کا نام روشن کرنا چاہتے ہیں لیکن بسا اوقات بورڈ انتظامیہ میں موجود چند کالی بھیڑیں ان بچوں کی ترقی کو جنسی ہراسانی اور جنسی زیادتی کے ساتھ مشروط کر دیتی ہیں۔ اسکی کئی مثالیں میڈیا پر موجود ہیں۔ ان مثالوں میں سے بعض کا تعلق پی سی بی پاکستان کرکٹ بورڈ سے ہے اور بسا اوقات یونیورسٹی اور ضلعی سطح پر بھی ٹیم کا حصہ بننے یا کامیاب ہونے کے لیے جنسی زیادتی کا شکار ہونے کی شرط رکھی جاتی ہے۔ نوجوانوں کو نیشنل یا انٹرنیشنل اسپورٹس میں حصہ لینے کے لیے پہلے یہ شرط عائد کی جاتی ہے کہ وہ پہلے مختلف بورڈ ممبران سے جنسی تعلقات قائم کریں، اس کے بعد ان کا نام ٹیم میں شامل کیا جائے گا۔ بعض نوجوان تو سِرے سے ایسا کام کرنے سے معذرت کر لیتے ہیں لیکن بعض اس پیش کش کو بادل نخواستہ قبول کر لیتے ہیں اور بسا اوقات اس کے بعد بھی ان کا نام ٹیم میں درج نہیں کیا جاتا۔[۲] لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ:

۱۔ نوجوان کھلاڑیوں کے سلیکشن کے لیے حکومتِ وقت ایک ایماندار اور بااخلاق ٹیم تشکیل دے جو میرٹ کی بنیاد پر نوجوان کھلاڑیوں کا انتخاب کرے۔

۲۔ بورڈ میں موجود ایسی کالی بھیڑوں جو نوجوان کھلاڑیوں کو جنسی طور پر ہراساں کرتی ہیں کا پتہ لگا کر فی الفور سخت سے سخت سزا دی جائے تاکہ آنے والے ممبران کے لیے عبرت کا باعث بنے۔

۱۱۔ انٹرنیٹ کیفے، شیشہ کیفے، اور گیمنگ زون جنسی استحصال کے اڈے

دورِ حاضر میں یہ بات بکثرت دیکھنے میں ملتی ہے کہ سکول کے بچے بسا اوقات سکول جانے کے بجائے انٹرنیٹ کیفے، شیشہ کیفے اور گیمنگ زون میں جا کر اپنا پورا وقت فحش فلمیں دیکھنے، شیشہ پینے اور مختلف گیمز کھیلنے میں

(۱).https://www.bbc.com/urdu/Pakistan-۵۲۹۰۸۷۸۰ Date,۲۰۲۱/۷/۱۲ء

(۲).https://www.independanturdu.com/node/۳۰۹۵۱ Date,۲۰۲۱/۷/۲۳ء

گزارتے ہیں۔ بسا اوقات یہ بچے ایسے اوقات میں ان جگہوں پر جاتے ہیں جب دوسرے گاہک بہت کم وہاں کا رُخ کرتے ہیں نیز ان بچوں کے پاس سوائے چند پیسوں کے جو گھر والوں نے ان کو دن کے وقت کینٹین سے کچھ لے کر کھانے کے لیے دئے ہوتے ہیں کے علاوہ رقم نہیں ہوتی۔ لہٰذا انٹرنیٹ کیفے، شیشہ کیفے اور گیمنگ زون پر کام کرنے والا عملہ کچھ وقت کی تفریح فراہم کرنے کے عوض ان معصوم بچوں کو جنسی درندگی کا شکار بناسکتے ہیں۔ مذکورہ صورتِ حال سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ:

۱۔ سکول کا عملہ غیر حاضر طلباء کی رپورٹ بروقت بچوں کے والدین کو کرے۔

۲۔ والدین بچوں کو پیسے دینے کے بجائے گھر سے کھانے پینے کی اشیاء دیں۔

۳۔ حکومتِ وقت ۱۸ سال سے کم عمر نوجوانوں کے مندرجہ بالا جگہوں پر جانے کو غیر قانونی قرار دے اور دکان مالکان کو اس بات کا پابند کرے کہ سکول و کالج کے اوقات کار میں خصوصا نوجوان طلباء کا داخلہ ایسی جگہوں پر ممنوع قرار دیں۔

ذیل میں ہم ان عوامل کا تذکرہ کریں گے جو جنسی بے راہ روی اور جنسی ہیجان میں اضافہ کا سبب بنتے ہیں۔

۱۔ فحش فلموں کا دیکھنا

بہت سے لوگ زنا یا ہم جنس پرستی کی جانب اس وجہ سے راغب ہوتے ہیں کیوں کہ وہ موبائل یا انٹرنیٹ پر زیادہ تر فحش فلمیں دیکھتے ہیں جس کے سبب ان کا جنسی ہیجان بہت بڑھ جاتا ہے اور وہ زنا یا ہم جنس پرستی جیسی لت میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور نہ صرف خود بلکہ معاشرے کے دیگر افراد کو بھی تباہ وبرباد کر ڈالتے ہیں۔

> "اسی طرح چائلڈ پورنوگرامی کی صنعت بھی جنسی بے راہ روی اور جنسی ہیجان میں اضافہ کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ چھوٹے بچوں اور بچیوں سے زیادتی کی بڑی وجہ یہ بھی دیکھنے میں آئی ہے کہ بچوں اور بچیوں سے زیادتی میں ملوث افراد یا تو خود چائلڈ پورنوگرافی کا کام کرتے ہیں اور زیادتی کی ویڈیوز بنا کر فروخت کرتے ہیں یا پھر انٹرنیٹ پر موجود بچوں سے زیادتی کی ویڈیوز دیکھ کر خود بھی ویسے ہی بچوں کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنا ڈالتے ہیں۔"(۱)

۲۔ بچوں کو زیادہ وقت کے لیے تنہا چھوڑنا

ایک اور بڑی وجہ بچوں کے جنسی ہیجان کے بڑھنے کی یہ ہے کہ والدین ان کو وقت نہیں دیتے بلکہ بچے زیادہ تر وقت تنہائی میں موبائل فون یا ٹی وی دیکھ کر گزار دیتے ہیں اور موبائل فون یا ٹی وی پر موجود مختلف قسم کے پروگرام، فلمیں، گانے، فحش تصاویر اور فحش فلموں کی بہتات ان کے جنسی ہیجان میں مزید اضافہ کرتی ہے اور نتیجتاً یہ بچے غیر

(۱).https://www.humsub.com.pk/۳۴۳۰۳۵/iqbalabbasi-۱۷ Date,۲۰۲۱/۹/۲۴ء

اخلاقی سرگرمیوں میں ملوث ہو کر اپنا بھی نقصان کر بیٹھتے ہیں اور معاشرے میں موجود دوسرے بچوں کو بھی اپنے ساتھ ملا کر خراب کرتے ہیں اور بسا اوقات یہ بچے زنا اور ہم جنس پرستی یا جلق و مشت زنی جیسی بدترین لعنت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

۳۔ جوانوں کا بروقت شادی نہ کرنا

معاشرے میں بڑھتے ہوئے زنا اور بچوں سے زیادتی کی ایک اور بڑی وجہ یہ ہے کہ نوجوانوں کی شادیاں بروقت نہیں کی جاتیں جس کے سبب ان کا جنسی ہیجان بڑھتا ہی چلا جاتا ہے اور وہ اپنی جنسی خواہشات کی تکمیل کے لیے معاشرے میں موجود بچے، بچیوں اور لڑکیوں کو جنسی درندگی کا شکار بنا ڈالتے ہیں۔

۴۔ خود زیادتی کا شکار ہونا

اکثر و بیشتر جو لوگ بچوں کو جنسی زیادتی کا نشانہ بناتے ہیں، تحقیق کے مطابق ایسے لوگ بسا اوقات خود بچپن میں کسی نہ کسی طرح جنسی زیادتی کا شکار ہو چکے ہوتے ہیں اور وہ لوگ اس بات کو اپنا حق سمجھتے ہیں کہ وہ بدلہ لینے کی غرض سے معاشرے کے دوسرے بچوں کو اپنی جنسی درندگی کا نشانہ بنائیں۔

دورِ حاضر میں بچوں پر جنسی تشدد اور ان کے ساتھ جنسی زیادتی کے واقعات میں روز افزوں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ صرف ترقی یافتہ یا مسلم ممالک ہی نہیں بلکہ ترقی پذیر اور غیر مسلم ممالک بھی بری طرح اس کا شکار ہو چکے ہیں۔ ہر نئے دن کوئی نہ کوئی دلخراش واقعہ اخباروں اور میڈیا و سوشل میڈیا کی زینت بنتا ہے جو ایک تہذیب یافتہ معاشرے کے دیگر افرد کو منہ چڑا رہا ہوتا ہے۔

ملک پاکستان میں بچوں سے جنسی زیادتی کے بڑھتے ہوئے واقعات کی بنیادی بڑی وجہ اسلامی تعلیمات سے انحراف اور عدالتی نظام میں شرعی سزاؤں کا عدم نفاذ ہے جس کے سبب ایک طرف تو مجرموں کو مہلت کی ایک طویل رسی تھمادی جاتی ہے اور دوسری طرف معاشرے کے دیگر افراد سزا کے عدم نفاذ کے سبب بے خوف و خطر مزید بچوں کو جنسی زیادتی کا نشانہ بناتے ہیں۔

مزید برآں معاشرے میں بڑھتی ہوئی چائلڈ پورنوگرافی کی صنعت کے ناسور نے اس میں مزید اضافہ کر دیا ہے جہاں اخلاقی پستی میں گھرے ہوئے لوگ اپنی جنسی ہوس اور جنسی تسکین کے حصول اور چند پیسوں کے عوض ننھے بچوں ور معصوم کلیوں کو روند ڈالتے ہیں۔ گویا دنیا جتنی تیزی سے ٹیکنالوجی کی بدولت ترقی کر رہی ہے وہیں دوسری جانب گناہوں میں بھی جدت پیدا ہو رہی ہے۔ لہٰذا ان تمام تر جرائم کی روک تھام کے لیے ضروری ہے کہ قرآن و سنت کی روشنی میں ان افعال کی مذمت کی جائے اور ان افعال کی قباحت و شناعت کو عوام الناس میں بیان کیا جائے

تاکہ ایک طرف تو عوام الناس میں خوفِ خدا پیدا ہو اور دوسری جانب آگاہی کے سبب عوام الناس ان جرائم سے متعلق اپنے بچوں کی بہترین تربیت کر سکیں۔

باب دوم

جنسی ہراسانی اعداد، وجوہات واثرات

فصل اول: جنسی ہراسانی، اعداد و شمار

فصل دوم: جنسی ہراسانی کی بنیادی وجوہات

فصل سوم: جنسی ہراسانی کے معاشرے پر اثرات

فصل اول:

جنسی ہراسانی، اعداد وشمار

ذیل میں ذکر کردہ اعداد وشمار بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے کام کرنے والی تنظیم "ساحل" سے لئے گئے ہیں

ساحل کا تعارف:

ساحل ایک ادارہ ہے جو ملک پاکستان میں سن ۱۹۹۶ء سے بچوں کے حقوق کے تحفظ کیلئے حکومت کی زیر نگرانی میں کام کر رہا ہے۔ یہ ادارہ بچوں سے متعلق مختلف مسائل مثلاً خوراک، تعلیم، جنسی استحصال، اغواء وغیرہ کو معاشرہ میں اجاگر کر کے نجی یا حکومتی سطح پر ان کے حل کیلئے کوششیں کرتا ہے۔

رپورٹ میں شامل علاقہ جات:

ساحل نے سالانہ رپورٹ شائع کی ہے جس کی بنیاد یومیہ ۸۸ قومی، ضلعی اور آن لائن اخبارات کے فراہم کردہ معلومات پر ہے جو کہ چاروں صوبوں اور اسی طرح اسلام آباد اور جموں کشمیر، گلگت بلتستان سے متعلق ہے۔

کیسز کی اجمالی تعداد:

مختلف اخبارات میں ۲۰۲۱ء میں تقریباً ۳۸۵۲ کیسز بچوں سے زیادتی کے رپورٹ ہوئے ہیں۔ یہ کیسز رپورٹ چاروں اضلاع بشمول اسلام آباد، آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان سے رپورٹ ہوئے ہیں۔

گزشتہ برس کی نسبت کیسز میں زیادتی:

گزشتہ سال ۲۰۲۰ء کی نسبت ۲۰۲۱ء میں بچوں سے جنسی زیادتی کے واقعات میں ۳۰ فیصد تک اضافہ ہوا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سال روزانہ ۱۰ بچے جنسی زیادتی کا شکار ہوئے ہیں۔

بچوں اور بچیوں سے جنسی بد فعلی کا تناسب کیا رہا؟:

مذکورہ بالا تعداد ۳۸۵۲ میں سے ۲۰۶۸ لڑکیاں یعنی کل تعداد کا ۵۴٪ جنسی بد فعلی کا شکار ہوئیں جب کہ لڑکوں سے جنسی بد فعلی کی تعداد ۱۷۸۴ رہی جو کہ کل تعداد کا ۴۶٪ بنتا ہے۔

عمر کے لحاظ سے فراہم کردہ رپورٹ کے مطابق زیادتی کا نشانہ بننے والوں میں زیادہ تعداد ۶ سے ۱۵ سال تک کی عمر کے بچوں کی ہے اور زیادتی کا نشانہ بننے والے لڑکوں کی تعداد بہ نسبت لڑکیوں کی تعداد کے زیادہ رہی نیز اس ریسرچ کے مطابق ۰ سے ۵ سال تک کے بچوں کو بھی جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

بچوں سے زیادتی کے واقعات کی تفصیل:

بچوں کی گمشدگی کے ۴۳۸ واقعات، اغوا کے ۱۳۰۳ جن میں سے ۲۳۳ میں اغوا کے بعد جنسی زیادتی اور بد فعلی بھی کی گئی ہے، چائلڈ پورنو گرافی کے ۱۴۵، کم عمری کی شادی کے ۸۰ اور زیادتی کے بعد قتل کے ۹۲ واقعات رپورٹ ہوئے۔

شہری اور دیہی علاقوں کے لحاظ سے تناسب:

۲۰۲۱ء کے کل واقعات میں سے ۵۷ فی صد واقعات دیہی علاقوں میں رونما ہوئے جب کہ ۴۳ فی صد کا تعلق شہری علاقوں سے رہا۔

ساحل ہر سال مذکورہ ڈیٹا بنیادی طور پر اخبارات، رپورٹس اور ساحل میں رجسٹر کیسز سے اخذ کرتی ہے۔ ساحل نے مذکورہ ڈیٹا ۸۸ اخبارات سے حاصل کیا جن میں قومی، ضلعی اور عام اخبارات شامل ہیں۔

مذکورہ ڈیٹا چاروں صوبوں، اسلام آباد، گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر میں شائع ہونے والے اردو انگریزی اور سندھی اخبارات سے اخذ کیا گیا ہے۔

یومیہ ۸۸ اخبارات کو ساحل کے دفاتر میں ٹٹولا جاتا ہے اور اسی طرح مذکورہ ڈیٹا جمع کیا جاتا ہے

اخبارات کی تفصیل:

نام شہر	تعداد انگریزی اخبارات	تعداد اردو اخبارات
اسلام آباد	۴	۲۵
لاہور	۲	۲۱
ایبٹ آباد	۱	۱۰
جعفر آباد	-	۱۲
سکھر	۱	۱۳ اور ۷ سندھی

مذکورہ بالا ڈیٹا اکٹھا کرنے میں ذکر کردہ علاقہ جات اور ان کے مذکورہ مختلف اخبارات شامل ہیں۔

بچوں سے متعلقہ زیادتی کے تمام تر واقعات کا تعلق ۱۸ سال سے کم عمر کے بچوں سے ہے۔ یہ بات بچے کی تعریف کو دیکھتے ہوئے کی گئی ہے۔ اوپر ذکر کردہ رجسٹر کیسز کے علاوہ اور بھی بہت سے واقعات ہیں جو درج نہیں ہوئے اور ان کی وجوہات درج ہیں۔

۱۔ بسا اوقات بچوں کو صرف زبانی کلامی جنسی ہراسگی کا شکار بنایا جاتا ہے۔

۲۔ جنسی ہراسانی کا شکار ہونے والے بچے کا خاندان احساس شرمندگی کی وجہ سے کیس رپورٹ نہیں کرواتا۔

۳۔ بسا اوقات بچہ کے خاندان والے کیس کو عدالت سے باہر ہی حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیوں کہ بسا اوقات عدالتیں کیسز کی سماعتوں میں بہت وقت لگا دیتی ہیں۔

۴۔ کئی خاندان بہت غربت اور افلاس کی زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں ان کے پاس بنیادی اور گھریلو ضروریاتِ زندگی کے لیے بھی معاشی وسائل نہیں ہوتے چہ جائے کہ وہ کیس کی پیروی کے لیے بھاری بھر کم فیس ادا کریں۔

بچوں کی جنس کے اعتبار سے جنسی زیادتی کی تقسیم:

سال ۲۰۲۱ء میں تقریباً زیادتی کا نشانہ بننے والے ۱۸ سال سے کم عمر لڑکوں کی تعداد ۱۷۸۴ تھی اور زیادتی کا شکار ہونے والی ۱۸ سال سے کم عمر بچیوں کی تعداد ۲۰۶۸ تھی۔

عمر کے اعتبار سے جنسی زیادتی کا نشانہ بننے والے بچوں کی تعداد

۰ سے ۵ سال کے بچوں کی تعداد:

سال ۲۰۲۱ء میں ۵ سال سے کم عمر زیادتی کا شکار ہونے والے لڑکوں کی تعداد ۱۰۶ رہی جب کہ لڑکیوں کی تعداد ۱۱۷ رہی۔

زیادتی کا شکار ہونے والے ۶ سے ۱۰ سال تک کی عمر کے بچوں کی تعداد:

سال ۲۰۲۱ء میں جنسی زیادتی کا نشانہ بننے والے ۶ سے ۱۰ سال کے درمیان کی عمر کے بچوں کی تعداد میں ۴۴۴ لڑکے اور ۳۷۷ لڑکیاں شامل ہیں۔

زیادتی کا شکار ہونے والے ۱۱ سے ۱۵ سال کے بچوں کی تعداد:

سال ۲۰۲۱ء میں ۱۱ سے ۱۵ سال کی عمر کے درمیان جنسی زیادتی کا نشانہ بننے والے بچوں کی تعداد میں ۷۰۳ لڑکے اور ۷۶۱ لڑکیاں شامل ہیں۔

زیادتی کا شکار ہونے والے ۱۶ سے ۱۸ سال تک کی عمر کے بچوں کی تعداد:

سال ۲۰۲۱ء میں ۱۶ سے ۱۸ سال کے درمیان کی عمر کے بچوں میں سے ۱۳۶ لڑکوں اور ۳۲۴ لڑکیوں کو زیادتی کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

وہ بچے جن کی عمر ذکر نہیں کی گئی:

سال ۲۰۲۱ء میں جنسی زیادتی کا شکار ایسے بچے جن کی عمر کا ذکر اخبارات میں نہیں ملتا ان کی تعداد میں ۳۹۵ لڑکے اور ۶۳۳ لڑکیاں شامل ہیں۔

جنسی زیادتی کا دورانیہ

ذیل میں ہم بچوں سے جنسی زیادتی کا دورانیہ ذکر کریں گے یعنی کتنے عرصہ تک مختلف بچوں کا جنسی استحصال کیا گیا ہے۔

۶ ماہ یا اس سے زائد عرصہ:

وہ بچے جن کو ۶ ماہ یا اس سے زائد عرصہ تک جنسی زیادتی کا شکار بنایا گیا ہے ان میں لڑکیوں کی تعداد ۳۰ اور لڑکوں کی تعداد ۷ ہے۔

۶ ماہ یا اس سے کم عرصہ:

وہ بچے جن کو ۶ ماہ یا اس سے کم عرصہ تک جنسی زیادتی کا شکار بنایا گیا ہے ان میں لڑکیوں کی تعداد ۴۲ اور لڑکوں کی تعداد ۱۹ ہے۔

۱ ماہ یا اس سے کم عرصہ:

وہ بچے جن کو ۱ ماہ یا اس سے کم عرصہ تک جنسی زیادتی کا شکار بنایا گیا ہے ان میں لڑکیوں کی تعداد ۹ اور لڑکوں کی تعداد ۱۸ ہے۔

۱ ہفتہ یا اس سے کم عرصہ:

وہ بچے جن کو ۱ ہفتہ یا اس سے کم عرصہ تک جنسی زیادتی کا شکار بنایا گیا ہے ان میں لڑکیوں کی تعداد ۷۹ اور لڑکوں کی تعداد ۱۳۴ ہے۔

۱ دفعہ کی جانے والی زیادتی کے واقعات:

وہ بچے جن کو صرف ایک دفعہ جنسی زیادتی کا شکار بنایا گیا ہے ان میں لڑکیوں کی تعداد ۱۳۷۳ اور لڑکوں کی تعداد ۱۱۸۹ ہے۔

جن واقعات میں زیادتی کا دورانیہ مذکور نہیں:

وہ واقعات جن کے بارے میں تفصیل مذکور نہیں کہ بچوں کو کتنی دفعہ زیادتی کا شکار بنایا گیا ہے ان میں لڑکیوں کی تعداد ۴۶۵ اور لڑکوں کی تعداد ۴۰۷ ہے۔

کن مقامات پر بچوں کو زیادتی کا نشانہ بنایا گیا ہے؟

جن مقامات پر بچوں کو زیادتی کا نشانہ بنایا گیا ہے وہ ابتداء دو قسم پر مشتمل ہیں

1. کھلے یا پر فضاء مقامات: اس سے مراد وہ جگہ ہے جس کے ارد گرد دیوار کا احاطہ نہ ہو۔
2. بند مقامات: اس سے مراد بند کمرہ، مکان یا جگہ ہے۔ یا وہ جگہ ہے جس کے ارد گرد دیواروں کا احاطہ ہو۔

پھر ان میں سے ہر قسم کے تحت مختلف مقامات شامل ہیں ہم ان مقامات اور ان میں ہونے والے واقعات کی تفصیل ذیل میں درج کریں گے۔

پر فضاء مقامات اور ان میں ہونے والے واقعات کی تفصیلات

۱۔ پارک میں ۴ واقعات ۲۔ مویشی فارم میں ۵ ۳۔ بس اسٹاپ پر ۶ ۴۔ مارکیٹ میں ۶ ۵۔ ڈیم یا نہر کے کنارہ پر ۷ ۶۔ قبرستان میں ۷ ۷۔ خالی پلاٹ میں ۱۰ ۸۔ جنگل میں ۵۹ ۹۔ کھیت میں ۲۴۸ ۱۰۔ گلیوں میں ۲۹۱ بچوں سے جنسی زیادتی کے واقعات رونما ہوئے۔

بند مقامات اور ان میں ہونے والے واقعات کی تفصیلات

۱۔ فیکٹری میں ۲ ۲۔ جیل میں ۲ ۳۔ رکشہ میں ۲ ۴۔ گاڑی میں ۳ ۵۔ پولیس سٹیشن میں ۵ ۶۔ مزار میں ۵ ۷۔ ہسپتال میں ۱۰ ۸۔ دینی مدرسہ میں ۱۶ ۹۔ حویلی یا ڈیرہ میں ۲۳ ۱۰۔ عبادت گاہ میں ۳۳ ۱۱۔ کام والی جگہ پر ۳۵ ۱۲۔ دکان میں ۴۷ ۱۳۔ تعلیمی اداروں میں ۵۳ ۱۴۔ غیر آباد مکانات ۸۱ ۱۵۔ متاثرہ بچوں کے اپنے گھر میں ۴۴۷ ۱۶۔ جنسی زیادتی کرنے والوں کی اپنی جگہ پر زیادتی کے ۵۸۸ واقعات رونما ہوئے۔

بچوں سے جرائم کی اقسام اور ان کی تعداد

جرائم کی اقسام	تعداد
اغوا اور فحاشی	۱
اغوا، بچیوں سے اجتماعی زیادتی کی کوشش اور فحاشی	۱
اغوا، بچوں سے اجتماعی زیادتی کی کوشش اور فحاشی	۱
اغوا، اجتماعی زیادتی اور کم عمری کی شادی	۱
اغوا، زیادتی اور فحاشی	۱
بچوں سے زیادتی کی کوشش اور فحاشی	۱

بچوں سے زیادتی، فحاشی اور قتل	۲
بچیوں سے اجتماعی زیادتی کی کوشش اور فحاشی	۲
بچوں سے اجتماعی زیادتی کی کوشش اور فحاشی	۲
بچیوں سے زیادتی کی کوشش اور قتل	۳
اغوا، بچیوں سے اجتماعی زیادتی اور فحاشی	۳
اجتماعی زیادتی اور قتل	۳
اغوا، بچیوں سے اجتماعی زیادتی کی کوشش	۴
اغوا، بچوں سے اجتماعی زیادتی کی کوشش	۴
اغوا، بچیوں سے اجتماعی زیادتی اور قتل	۴
بچیوں سے زیادتی کی کوشش اور فحاشی	۴
فحاشی	۴
اغوا، بچوں سے بدفعلی کی کوشش	۷
اغوا، بچوں سے اجتماعی بدفعلی اور قتل	۷
ونی	۷
اغوا، بچیوں سے زیادتی اور قتل	۸
اغوا، بچوں سے بدفعلی	۹
اغوا اور کم عمری کی شادی	۱۰
بچوں سے اجتماعی بدفعلی اور قتل	۱۰
اغوا اور بچیوں سے زیادتی کی کوشش	۱۲
اغوا، بچوں سے اجتماعی بدفعلی اور فحاشی	۱۲
بچیوں سے زیادتی اور فحاشی	۱۳
اغوا، بچوں سے بدفعلی اور قتل	۱۴
بچیوں سے زیادتی اور قتل	۱۸
بچیوں سے اجتماعی زیادتی اور فحاشی	۱۹
بچوں سے بدفعلی اور فحاشی	۱۹
بچوں سے بدفعلی اور قتل	۲۲
اغوا، بچوں سے اجتماعی بدفعلی	۲۴

بچیوں سے اجتماعی زیادتی کی کوشش	۳۳
اغوااور بچیوں سے زیادتی	۴۶
اجتماعی بدفعلی کی کوشش	۵۷
بچوں سے اجتماعی بدفعلی اور فحاشی	۶۱
اغوابچیوں سے اجتماعی زیادتی	۷۳
بچیوں سے اجتماعی زیادتی	۱۴۶
بچوں سے بدفعلی کی کوشش	۱۶۲
بچوں سے اجتماعی بدفعلی	۲۳۴
بچیوں سے زیادتی کی کوشش	۲۶۹
بچیوں سے زیادتی	۴۱۰
بچوں کی گمشدگی	۴۳۸
بچوں سے بدفعلی	۴۸۳
اغوا	۱۰۶۰

بچوں کی فحاشی پر مبنی ویڈیوز بنانے کو بچوں سے زیادتی کی ایک مخصوص قسم شمار کیا جاتا ہے اور بہت سے قومی اور بین الاقوامی ادارے اس کی روک تھام کے لیے کوشش کر رہے ہیں لیکن اُن تمام تر کوششوں کے باوجود بچوں سے فحاشی پر مبنی ویڈیوز بنانے کے واقعات میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔

جو ویڈیوز بچوں سے فحاشی پر مبنی انٹرنیٹ پر چڑھائی / اَپ لوڈ کی جاتی ہیں وہ بچوں سے جنسی زیادتی کا ایک مستقل ریکارڈ ہوتی ہیں جو مختلف طریقوں سے ویب سائٹس پر پھیلائی جاتی ہیں اور اسی سبب بچوں کے جنسی زیادتی کا نشانہ بننے کا عمل تیزی سے بڑھتا رہتا ہے۔

ماہرین اور زیادتی کا شکار لوگوں نے اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ جب یہ فحاشی پر مبنی تصاویر اور ویڈیوز بنائی جاتی ہیں تو زیادتی کا شکار لوگوں کو اس بات سے ڈرا کر کہ ان کی وڈیوز، تصاویر ہمیشہ کے لیے انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کر دی جائیں گی مزید کئی دفعہ زیادتی کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

زیادتی کرنے والوں کی اقسام:

ا۔ زیادتی کرنے والا شخص کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ ا۔ کوئی مجرم، ۲۔ کوئی اجنبی، ۳۔ رشتہ دار، ۴۔ کوئی شناسا شخص، ۵۔ بچہ یا رشتہ دار کا جاننے والا شخص، ۶۔ ہمسایہ، ۷۔ دوکاندار، ۸۔ استاد، ۹۔ مالک دکان یا مکان، ۱۰۔ دوست یا ہم سبق، ۱۱۔ گھریلو ملازم، ۱۲۔ ڈرائیور

بدسلوکی کرنے والوں کا طریقۂ واردات:

- بعض لوگ بچوں کو ہیرا پھیری کے ذریعے مختلف قسم کے لالچ دیتے ہیں اور ان کو اپنی جنسی ہوس کا شکار بناڈالتے ہیں۔
- بعض دفعہ مجرمان بچوں کو کھلونا یا میٹھی چیز ٹافی، ببل، آئس کریم وغیرہ لے کر دیتے ہیں اور اس کے بدلے میں بچے سے کچھ ڈیمانڈ کرتے ہیں جس کی وجہ سے بچہ مجبور ہو کر ان کی جنسی ہوس کا نشانہ بن جاتا ہے۔
- استاد کا بچوں کو امتحانات یا نتائج میں رعایت دینے کے عوض جنسی روابط قائم کرنے پر آمادہ کرنا۔

مختلف صوبوں میں جنسی زیادتی کا شکار بچوں کے اعداد و شمار:

صوبہ پنجاب میں جنسی زیادتی کا شکار ہونے والے بچوں کی تعداد دیگر تمام صوبوں سے ۲۴۶۴ زیادہ رہی۔

صوبہ سندھ میں جنسی زیادتی کا شکار بچوں کی تعداد ۸۸۵ رہی۔

اسلام آباد میں ۲۴۷ بچوں کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا۔

صوبہ خیبر پختونخواہ میں ۱۹۵ بچے جنسی زیادتی کا شکار ہوئے۔

صوبہ بلوچستان میں ۴۷ بچوں سے جنسی زیادتی کی گئی۔

آزاد کشمیر میں ۱۳ بچوں کو جنسی زیادتی کا شکار بنایا گیا۔

گلگت بلتستان میں بچوں سے جنسی زیادتی کا ایک کیس ریکارڈ کیا گیا۔

دس بڑے شہر جن میں بچوں سے زیادتی کے کثیر واقعات رونما ہوئے۔

ا۔ راولپنڈی میں ۱۳۸ کیسز ۲۔ فیصل آباد میں ۱۷۳ کیسز ۳۔ قصور میں ۱۷۹ کیسز ۴۔ اسلام آباد میں ۴۷ کیسز ۵۔ اوکاڑہ میں ۸۲ کیسز ۶۔ لاہور میں ۱۱۱ کیسز ۷۔ گوجرانوالہ میں ۱۴۱ کیسز ۸۔ مظفر گڑھ میں ۷۵ کیسز ۹۔ سیالکوٹ میں ۸۵ کیسز اور ۱۰۔ خیر پور میں ۷۸ کیسز۔ کل تعداد ۱۱۳۶

فصل دوم:

جنسی ہراسانی کی بنیادی وجوہات

معاشرے میں بچوں اور عورتوں سے بڑھتے ہوئے جنسی زیادتی کے واقعات کی روک تھام کے لیے ضروری ہے کہ تمام تر احساسات و جذبات کو ایک طرف رکھتے ہوئے ان اسباب و عوامل کو تلاش کیا جائے جو جنسی زیادتی کے واقعات کی بنیاد بنتے ہیں۔

مذکورہ تحقیق میں ہم ان عوامل / وجوہات اور اسباب کو ذکر کریں گے جو بچوں اور عورتوں سے جنسی زیادتی کے واقعات کا باعث بنتے ہیں۔

ا۔بچوں کی شادی میں دیر کرنا

عورتوں اور بچوں سے زیادتی کے واقعات کا سب سے بڑا اور بنیادی سبب یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں والدین اپنے بچوں کی شادی بلوغت کے بعد جلدی نہیں کرتے جس کی وجہ سے نوجوان جنسی بے راہ روی کا شکار ہو جاتے ہیں اور جنسی تسکین کے حصول کے لیے ناجائز و حرام طریقے اپناتے ہیں مثلاً مشت زنی کرنا، بچیوں سے زیادتی، بچوں سے جنسی بد فعلی، عورتوں کے ساتھ انفرادی و اجتماعی زنا وغیرہ

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اولاد کا نکاح بلوغت کے بعد فی الفور کر دیا جائے تاکہ معاشرے سے جنسی زیادتی اور زنا جیسے قبیح افعال کا خاتمہ ہو سکے اور ایک پر امن معاشرہ تشکیل پائے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((یا معشر الشباب ، علیکم بالباءة فإنه اغض للبصر واحصن للفرج ، فمن لم یستطع منکم الباءة فعلیه بالصوم ، فإن الصوم له وجاء)) (۱)

ترجمہ: ”اے نوجوانوں کی جماعت! تمہارے اوپر نکاح لازم ہے، کیونکہ یہ نگاہ کو نیچی کرنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے۔ اور جو تم میں سے نکاح کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اس پر روزوں کا اہتمام ضروری ہے، کیونکہ روزہ اس کے لیے ڈھال ہے“۔

۲۔لاقانونیت

دورِ حاضر میں وطنِ عزیز میں بچوں سے زیادتی کے بڑھتے ہوئے واقعات کی ایک اور بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ملک میں لاقانونیت کا راج ہے۔ قانون ایک مردہ لاش بن چکا ہے وطنِ عزیز میں جرائم پیشہ افراد کی بہتات ہے اور اکثر

---

(۱)۔ سنن ترمذی، ج۱، ص۲۰۶

متاثرہ افراد اپنے کیسز پولیس کے پاس صرف اس وجہ سے درج نہیں کرواتے کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ ایسا کرنے سے وہ اور ان کی فیملی اور بہت سی مصیبتوں میں گرفتار ہو سکتے ہیں۔ اس کے برعکس مجرم انصاف کی عدم دستیابی، کمزور شواہد اور پولیس کی ناقص جانچ پڑتال کی بدولت جیل سے رہا ہو جاتے ہیں۔

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے جرائم کو روکنے کے لیے مجرموں کو قرار واقعی سزائیں دی جائیں اور ریاست کے لیے ضروری ہے کہ خاص طور پر قانون نافذ کرنے والے اداروں پر لوگوں کا اعتماد بحال کرنے کے لیے فوری اقدامات کرے اور زیادتی کا شکار بچوں، ان کے اہلِ خانہ اور دیگر گواہان کو مکمل تحفظ فراہم کرے۔

۳۔ انگریزی، ہندی اور پاکستانی فلمیں

پاکستان میں جنسی زیادتی کے بڑھتے ہوئے واقعات کی ایک اور بنیادی وجہ ایسی انگریزی، ہندی اور پاکستانی فلموں اور گانوں کی پاکستانی سینما اور پاکستانی میڈیا اور سوشل میڈیا پر نمائش ہے جو سراسر فحاشی اور عریانی پر مبنی ہوتی ہیں۔ خواتین کے نیم برہنہ لباس اور رومانوی انداز نوجوان ذہنوں کو خراب کرنے کے لیے کافی ہیں۔

مذکورہ فلمیں نوجوان ذہنوں کو اس قدر متاثر کرتی ہیں کہ ان کو دیکھنے والا ہر شخص فلمی ہیروز کے طرزِ زندگی کو مثالی سمجھتا ہے اور ان ہی کی طرح رہنے اور باقی کام کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ نیز ان فلموں میں موجود مواد ہمارے معاشرے کے لیے مایوسی کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ مثال کے طور گانوں اور فلموں میں اضافی ازدواجی تعلقات اور حرکات وسکنات نوجوان نسل کے اخلاق وعادات کو تباہ کرنے کے لیے کافی ہے۔

۴۔ ذرائع ابلاغ یا میڈیا کا کردار

عصرِ حاضر میں معاشرے کی خراب روش میں میڈیا اور ذرائع ابلاغ نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ ذرائع ابلاغ نے جو ماحول اور فضا تیار کر رکھی ہے اس میں اچھے اور برے کی تمیز ختم ہو گئی ہے۔ حالاں کہ اسلامی معاشرہ میں تو ضرورت اس بات کی ہے کہ ذرائع ابلاغ اپنا کردار اسلامی اور دینی تعلیمات کی روشنی میں اس قدر احسن انداز سے ادا کرے کہ لوگوں کو اچھے اور برے کی پہچان ہو جائے اور لوگوں میں عہد کی پاسداری، ایمانداری، رشتوں کا تقدس شرم وحیا پاکیزگی اور ذاتی مفاد کے بجائے اجتماعی مفاد کو ترجیح دینے والی اعلیٰ صفات پیدا ہو سکیں۔

لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ نے ہماری سوچ وفکر اور ہمارے اذہان کو اس قدر بری طرح متاثر کیا ہے اور ہماری مذہبی و دینی فکروں کو اتنا نقصان پہنچایا ہے کہ روشن خیالی کے نام پر فحاشی و عریانی کا پرچار کر کے ہماری ذہنی، ملی و قومی غیرت کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا ہے۔ رقص وسرور اور ناچ گانے کے بڑھتے ہوئے رجحان نے حیا وعفت اور پاکیزگی جیسی اعلیٰ اقدار کی دھجیاں اڑا دی ہیں۔ اور جتنا شرمناک کردار پچھلے دس سالوں میں

میڈیا نے ادا کیا ہے شاید ہی کسی اور نے ادا کیا ہو۔ پہلے میڈیا انارکی کی فضا پیدا کرتا ہے اور بعد میں جب کوئی حادثہ رونما ہو جائے تو اسے بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے۔

یہ وجہ ہے کہ آج ہمارا معاشرہ انتشار، افتراق، اخلاقی بے راہ روی، خود غرضی اور مادہ پرستی کا شکار ہے۔

اہلِ مغرب کی دیکھا دیکھی ہمارا میڈیا اور ذرائع ابلاغ اخلاق کی تعمیر کے بجائے تخریب اور حیاء کے بجائے بے حیائی اور بد چلنی پھیلانے کا باعث بن رہا ہے۔

بازاری خواتین ثقافتی خواتین کی جگہ لے رہی ہیں جس کے سبب میراثی ثقافت گھر گھر کا حصہ بن رہی ہے۔ لہٰذا لوگوں کو آہستہ آہستہ فحاشی و عریانی کی طرف مائل کیا جاتا ہے۔ جدید تہذیب کے میڈیا نے Desensitization جیسے جسامت کو کم کرنے والے طریقۂ علاج پر عمل پیرا ہوتے ہوئے معاشرے میں آہستہ آہستہ فحاشی و عریانی کو پھیلایا ہے اور نتیجتاً ایک ایسا وقت آ پہنچا ہے کہ لوگوں کو اس فحاشی و عریانی کو دیکھنے یا اختیار کرنے میں کوئی شرم محسوس ہی نہیں ہوتی۔

سوشل میڈیا سے متعلق ایک سروے جو کہ فرزانہ شاہین نے ایم فل تھیسز کیلئے کیا تھا اور اسکا ذکر اپنے اس آرٹیکل میں بھی کیا ہے جب یہ پوچھا گیا کہ کیا سوشل میڈیا معاشرے کو بے راہ روی کی طرف دھکیل دیا ہے اور لوگوں کو بے حس بنا دیا ہے اور نوجوانوں اور بچوں کی اخلاقی تباہی کا باعث بن رہا ہے تو جواب میں ۱۷۱ میں سے ۱۴۲ لوگوں نے ہاں میں جواب دیا جو کہ کل تعداد کا ۸۳ فی صد بنتا ہے جب کہ ۲۹ لوگوں کا جواب نہ میں تھا جو کہ ۱۷ فی صد بنتا ہے۔ مختصر یہ کہ زیادہ تر ذرائع ابلاغ میں غیر ذمہ دارانہ رپورٹنگ اور اور تشدد آمیز چیزیں لوگوں میں بے حسی پیدا کرتی ہیں اور ان کی اذیت کا باعث بنتی ہیں۔

جہاں ذرائع ابلاغ میں اخبارات، رسائل اور جرائد لوگوں کو تفریح اور معلوماتی مواد فراہم کرتے ہیں وہیں دوسری جانب سنسنی خیز خبریں خواتین کی تصاویر فلمی اشتہارات غیر ذمہ دارانہ طرزِ صحافت کی وجہ سے لوگوں کے اذہان کو منتشر کرتے ہیں۔ الیکٹرانک میڈیا سے متعلق لوگوں کے تاثرات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ لوگ نہ صرف یہ کہ خبروں کے ساتھ ساتھ ڈراموں، فلموں، میوزک میں شوق اور دلچسپی رکھتے ہیں بلکہ ان کو دیکھ کر ان کے اثرات بھی قبول کرتے ہیں۔ ان کی تقلید بھی کرتے ہیں اور وہ کام کرنے کی خواہش بھی رکھتے ہیں۔

الغرض یہ کہ میڈیا پر پیش کیے جانے والے ڈرامے، فلمیں، مارننگ شوز، میوزیکل پروگرامز کسی بھی طور پر ہمارے مذہبی و ثقافتی اقدار سے مطابقت نہیں رکھتے۔ میڈیا نے عوام کی سوچ و فکر کو اس قدر متاثر کر دیا ہے کہ صرف خوب صورتی کی بنا پر ایک چائے والے کو ہیرو بنا کر پیش کر دیا ہے جب کہ اس کے برعکس اساتذہ، انجینئرز، ڈاکٹر اور دن رات محنت و لگن کے ساتھ پڑھنے والے طلباء کی اور ان کے کارناموں کی کوئی قدر و قیمت ہی نہیں۔[1]

---

(۱)۔ ابلاغِ عامہ کا دینی اقدار اور بچوں پر نفسیاتی اثرات، ڈاکٹر سید باچا/ فرزانہ شاہین، ضیاء کے تحقیقی شمارہ ۱۴، شعبہ علوم اسلامیہ و عربی گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد، ص ۱۴۰ تا ۱۵۸

۵۔ ابلاغِ عامہ کے اثرات

معاشرتی اثرات میں بھی ذرائع ابلاغ نے مختلف طریقوں سے اپنا منفی کردار ادا کیا ہے۔ مثلاً مساوات مرد وعورت کا غلط تصور۔ یعنی عصرِ حاضر میں مساوات مرد وزن کا ایک بے ہودہ نعرہ لگ چکا ہے اور اس نعرے کی تشہیر و ترویج میں ذرائع ابلاغ نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ نیز مسلمان عورت کو اس کی حقیقی اور مذہبی رفاقت سے دور کرکے میڈیا اور نائٹ کلب کی زینت بنا دیا گیا ہے اور اس کام کو عورتوں کے حقوق کے لیے کام کرنے والی بے شمار NGOs کر رہی ہیں۔ [۱]

۶۔ جرائم میں اضافہ

"میڈیا نے جرائم کی خاطر خواہ تشہیر کرکے جرائم میں اضافہ کر دیا ہے۔ مثلاً ایک فلم "child play II" نے دس سال تک کے بچوں پر اپنا گہرا اثر چھوڑا ہے کہ انھوں نے فلمی ہیرو کے طرز کو اپناتے ہوئے ایک شخص کو فلمی انداز میں ہی قتل کر ڈالا ہے۔" [۲]

۷۔ جنسی بے راہ روی میں اضافہ:

میڈیا کے ذریعے دی جانے والی جنسی تربیت اور جنسی تعلیم کی وجہ سے نوجوان طلباء وطالبات جنسی بے راہ روی کی جانب مائل ہو رہے ہیں۔

۸۔ غیر سرکاری تنظیموں کا منفی کردار:

مشاہدہ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ بعض غیر سرکاری تنظیمیں اور NGOs کا صرف ظاہری مقصد غریب اور نادار افراد کی مدد کرنا ہوتا ہے جب کہ اس کے پس پردہ وہ بے حیائی اور فحاشی کو فروغ دے رہی ہوتی ہیں۔" [۳]

۹۔ میڈیا کے ذریعے فحاشی و عریانی کا فروغ:

عصرِ حاضر میں ذرائع ابلاغ نے فحاشی و عریانی پھیلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ پروگراموں میں عورتوں کے کھلے بال، کھلے بازو، ننگی پنڈلیاں اور نیم برہنہ لباس پروگرامز میں مخلوط مجالس، رقص و سرور کی محافل اور اختلاط مرد وزن نے عورتوں میں حُسن کے جذبے کو اجاگر کیا ہے۔ نیز صابن کے اشتہار سے لے کر سگریٹ اور ٹوتھ پیسٹ کے اشتہار تک میں ایک عورت کی موجودگی کو اشتہارات کی کامیابی کی ضمانت بنایا جاتا ہے۔

---

(۱)۔ ذرائع ابلاغ کے معاشرے پر منفی اثرات، فرزانہ شاہین راحت القلوب، جلد ۱، شمارہ ۲ جولائی دسمبر ۲۰۱۷ء

(۲) Burt.c,The young Deliquet.com

(۳)۔ متین خالد، حقوق انسانی کی آڑ میں، ص: ۲۰۸

اسی طرح مختلف شعبہ ہائے زندگی مثلاً کارخانوں، تعلیمی اداروں، ہوائی جہازوں، کاروباری اداروں اور ہسپتالوں میں عورت کو کم حیثیت پر کام میں لگا کر ماں، بہن، بیٹی کی حیثیت سے گرا دیا ہے۔ دوسری طرف خود غرض سرمایہ دار طبقہ ہر ممکن کوشش کر رہا ہے کہ عوام الناس کی شہوت کو بھڑکایا جائے اور اس کام کے لیے وہ اعلیٰ درجہ کی ذہانت اور نفسیات استعمال کر کے فحاشی اور عریانی کو فروغ دے رہے ہیں۔

نیز یہاں ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہم صحافت کو معاشرے کا آئینہ کہتے ہیں تو یہ آئینہ صرف فحاشی، عریانی، اور ناجائز تعلقات کے حصہ کو ہی کیوں دکھا رہا ہے؟ کیا ہمارا معاشرہ اس قدر عریان زدہ رہ گیا ہے؟

"نیز ہمارے میڈیا پر جرائم کو تو دکھایا جاتا ہے، لیکن ان کی سزا پر عملدرآمد کے بارے میں کچھ نہیں دکھایا جاتا جس کی وجہ سے ناپختہ ذہن جو ابھی جرم و سزا کی نوعیت کو نہیں سمجھتے ان کو ایک محرک مل جاتا ہے اور وہ بھی وہی جرم کر کے دیکھتے ہیں کیوں کہ وہ دیکھ چکے ہوتے ہیں کہ مجرم کو اس کے جرم کی سزا نہ مل سکی تھی۔

نیز اس طرح جرم کی تشہیر ہوتی ہے جو کہ برائی کو فروغ دینے کے ذیل میں آتی ہے۔"[(۱)]

۱۰۔ مختلف سوشل میڈیا ایپلی کیشنز کا کردار:

دورِ حاضر میں مختلف Play Store پر پائی جانے والی سوشل میڈیا ایپلی کیشنز بھی نوجوان طلباء و طالبات میں جنسی ہیجان پیدا کر رہی ہیں۔

سوشل میڈیا پر بننے والے گروپس اور ان کو جوائن کرنے والے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں مختلف طرح سے جنسی بے راہ روی کا شکار ہو رہے ہیں۔ مثلاً لڑکے لڑکیوں کا ایک دوسرے سے دوستیاں کرنا پھر مزید رابطوں کے لیے ایک دوسرے سے ان کے موبائل نمبر حاصل کرنا پھر آڈیو ویڈیوز کال پر بات کرنا پھر مختلف مقامات پر ایک دوسرے سے اکیلے ملنا یہ سب وہ خرابیاں ہیں جو نوجوان نسل کو جنسی بے راہ روی کی طرف لے جانے والی ہیں۔

اور اخبارات اور ٹی وی پروگرامز ایسے واقعات سے بھرے پڑے ہیں جہاں نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کا رابطہ انٹرنیٹ سے شروع ہو کر جسمانی تعلقات تک جا پہنچا اور بہت سی لڑکیوں کو بعد میں لڑکوں نے ویڈیوز کے ذریعے بلیک میل کر کے نہ صرف خود جسمانی اور جنسی فائدہ اٹھایا بلکہ اکثر اوقات اپنے دوستوں کے ساتھ جسمانی تعلقات قائم کرنے پر بھی مجبور کیا۔

بہت سی لڑکیاں اپنی نازیبا اور برہنہ ویڈیوز کے وائرل ہونے کے خوف سے یا وائرل ہونے کے بعد خودکشی کرنے پر مجبور ہو گئیں۔

---

(۱)۔ ذرائع ابلاغ کے معاشرے پر منفی اثرات فرزانہ شاہین، ڈاکٹر سید باچا آغا، راحت القلوب، جلد ۱، شمارہ ۲، جولائی دسمبر ۲۰۱۷ء، فریفتگی، ص: ۶۳

غرض یہ کہ جہاں سوشل میڈیا نے سماجی فاصلوں کو کم کیا ہے وہیں پر نوجوان طلباء وطالبات پر برے اثرات بھی مرتب کئے ہیں۔

اسی طرح سوشل میڈیا پر بنائے گئے مختلف گروپس میں جہاں بعض گروپ نیکی اور اچھائی کو فروغ دے رہے ہیں وہیں بہت سے ایسے گروپ بھی پائے جاتے ہیں جو فحاشی و عریانی کو پھیلا رہے ہیں اور نوجوان طبقہ کو جنسی بے راہ روی کی طرف لے جا رہے ہیں۔

۱۱۔(Tik tok)اور(Snack Video App) جیسی سوشل میڈیا ایپلی کیشن:

یہ ایپلیکیشنز نہ صرف نوجوانوں کی تعمیری شخصیت کو متاثر کر رہی ہیں بلکہ ان کی اخلاقی اور معاشرتی زندگی کو بھی متاثر کر رہی ہیں۔

نوجوان طلباء میں خود پسندی کا رجحان دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ مذکوہ ایپلی کیشن پر زیادہ لائکس، شیئرز اور کوئنز حاصل کرنے اور مفت پیسے کمانے کے لیے نوجوان طبقہ نہ صرف یہ کہ ناچ گانوں پر مبنی اپنی ویڈیوز اپلوڈ کرتا ہے بلکہ مشاہدہ سے یہ بات بھی دیکھنے میں آئی ہے کہ فحاشی و عریانی اور ہم جنس پرستی جیسے برے اور قبیح افعال کو فروغ دینے میں بھی ملوث ہے۔

اور دورِ حاضر میں اکثر و بیشتر نوجوان مذکورہ ایپلی کیشن کا استعمال تواتر سے کر رہے ہیں جس کی بدولت وہ تعلیمی میدان میں دن بدن پستی کی طرف جا رہے ہیں۔

لہٰذا حکومتِ وقت کو چاہیے وہ ایسی تمام تر ایپلی کیشنز کا استعمال وطنِ عزیز میں بند کر دے جن کی وجہ سے نوجوان طلباء و طالبات کی تعمیری صلاحیتوں کو نقصان پہنچتا ہو اور وہ تعلیم سے دن بدن دور ہوتے جا رہے ہوں۔ نیز دوسری وجہ یہ ہے کہ ان ایپلی کیشنز کی وجہ سے معاشرہ میں اور بھی بہت سی برائیوں نے جنم لیا ہے۔ مثلاً تکبر، غرور، بغض و حسد، خود پسندی، فحاشی و عریانی، ناچ گانے وغیرہ۔

۱۲۔چائلڈ پورنوگرافی:

بچوں سے جنسی زیادتی اور جنسی بد فعلی کے بڑھتے ہوئے جرائم کی ایک بڑی وجہ چائلڈ پورنوگرافی ہے یعنی بچوں سے زیادتی کی ویڈیوز بنا کر مختلف ویب سائٹس مثلاً ڈارک ویب وغیرہ کو مہنگے داموں فروخت کرنا ہے۔

چائلڈ پورنوگرافی ایسا مکروہ شیطانی دھندہ ہے جو زہر کی طرح پوری دنیا میں پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ ترقی یافتہ اور ترقی پذیر دونوں طرح کے ملک اس برائی کا شکار ہو چکے ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک میں اس جرم کی وجہ افراد کا نفسیاتی مسائل سے دوچار ہونا ہے جب کہ ترقی پذیر ممالک میں اس جرم کی وجہ افراد کے نفسیاتی مسائل کے ساتھ ساتھ غربت و افلاس بھی ہے۔

اس وقت معاشرے میں بچوں کے ساتھ مندرجہ ذیل جنسی زیادتیاں کی جارہی ہیں۔

۱۔ بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی / جنسی بدفعلی

۲۔ جنسی زیادتی / بدفعلی کے بعد بچوں کا قتل

۳۔ جنسی زیادتی کرتے ہوئے ویڈیوز بنانا اور ان کو انٹرنیٹ پر ڈالنا یا زیادتی کی ویڈیوز بنا کر بچوں کو بعد میں بلیک میل کرکے بار بار جنسی زیادتی پر مجبور کرنا۔"[۱]

"گزشتہ چند برسوں میں ایف آئی اے نے کئی ایسے گروہوں کو پکڑا ہے جو چائلڈ پورنوگرافی کے مکروہ دھندے میں ملوث ہیں، ایف آئی اے کی رپورٹ کے مطابق پکڑے جانے والے لوگوں کا تعلق چائلڈ پورنوگرافی کے بین الاقوامی گروہوں سے ہے۔ یہ لوگ پڑھے لکھے ہیں اور انگریزی میں گفتگو کرنا جانتے ہیں۔ ایف آئی اے نے ان افراد کے خلاف کارروائی دوسرے بعض ممالک کی شکایت پر کی ہے۔ مجرموں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اس بین الاقوامی مکروہ دھندے میں ملوث ہیں اور بچوں کی نازیبا اور غیر اخلاقی ویڈیوز ڈارک ویب کو فروخت کرتے ہیں۔ ان ملزمان میں سرگودھا سے تعلق رکھنے والا منتو نامی کیبل آپریٹر ہے جس نے ۶۰۰ بچوں سے جنسی زیادتی کرنے کا اعتراف کیا ہے جب کہ ایک شخص جو کہ الیکٹریکل انجینئر ہے کو جھنگ سے گرفتار کیا ہے اور اس نے بھی درجنوں بچوں سے جنسی زیادتی کا اعتراف کیا ہے۔"[۲]

۲۔ سہیل ایاز نامی ایک اور شخص کو راولپنڈی میں قانون نافذ کرنے والے اداروں نے گرفتار کیا۔ مذکورہ شخص نے ۳۰ بچوں سے زیادتی کی اور ان کی ویڈیوز ڈارک ویب پر ڈالنے کا اعتراف کیا ہے۔ مذکورہ شخص گلی محلوں میں کام کرنے والے غریب بچوں کو مختلف اشیاء مثلاً آئس کریم وغیرہ کا لالچ دے کر اپنی پرکشش گاڑی میں بٹھاتا اور پھر ان کو نشہ آور اشیاء سُنگھا کر اغوا کرلیتا اور اپنے ساتھ لے جاتا اور اپنے ساتھ لے جا کر ان کو اپنی جنسی ہوس کا نشانہ بناتا اور ان کی ویڈوز ڈارک ویب پر اپ لوڈ کرتا۔ جس وقت اس مجرم کو گرفتار کیا گیا اس وقت بھی اس کے فلیٹ جو کہ بحریہ فیز ۸ میں تھا ایک بچہ موجود تھا جس کی عمر ۱۲ سال تھی۔ پولیس کے مطابق بچے نے بیان دیا تھا کہ وہ روات کے قریب انڈے بیچتا تھا۔ سہیل ایاز نامی اس درندے نے اسے ۲ ماہ قبل اغواء کیا تھا اور اسے اس دوران اپنی جنسی ہوس کا نشانہ بناتا رہا تھا اور اس کی ویڈوز بنا کر ڈارک ویب پر لائیو چلاتا تھا۔

نہ صرف یہ کہ مذکورہ مجرم نے اس ۱۲ سالہ بچے کو اپنی ہوس کا نشانہ بنایا بلکہ اپنے دوست خرم عرف کالا کو بھی یہ بچہ جنسی زیادتی کے لیے فراہم کیا وہ بھی اس کے ساتھ جنسی زیادتی کرتا اور ویڈیوز بنا کر انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کرتا تھا۔

---

(۱)۔ پاکستان میں بچوں پر جنسی تشدد اور فقہ السیرہ کی روشنی میں تدارک، ڈاکٹر سعدیہ گلزار، العلم، جلد ۳، شمارہ ۲، جولائی دسمبر ۲۰۱۹ء، ص: ۵۸

(۲)۔ حوالہ سابقہ

مذکورہ مجرم کو یو کے میں بھی بچوں سے زیادتی کے مقدمہ میں ۴ سال کی سزا ہوئی اس کے علاوہ مجرم اٹلی اور انگلینڈ جیسے ممالک میں بھی بچوں سے زیادتی کے مقدمات میں ملوث رہا ہے۔

مذکورہ شخص نے انگلینڈ میں Save the children اور U.S.Aid جیسے اداروں میں کام کیا ہے اور حیرت کی بات یہ ہے کہ مجرم بوقت گرفتاری بھی کے پی کے گورنمنٹ کے مشہور ادارے سیکریٹ بلنگ ڈیپارٹمنٹ میں کنسلٹنسی میں ۳لاکھ ماہوار پر ملازم تھا جو کہ سوال ہے؟ ان لوگوں پر جنھوں نے اسے منتخب کیا تھا۔

مذکورہ شخص بچوں سے جنسی زیادتی، پورنوگرافی، منشیات اور بچوں کو جنسی بدفعلی کے لیے سپلائی کرنے جیسے دیگر جرائم میں بھی ملوث رہا ہے۔

مذکورہ شخص کو عدالت نے ۳بار سزائے موت اور ۲ دفعہ عمر قید کی سزا دینے کا حکم دیا ہے۔[۱] اس کے علاوہ بھی بچوں کی بہتری کے لیے کام کرنے والی تنظیم ساحل کے مطابق جڑانوالہ، ایبٹ آباد، فیصل آباد، چونیاوالا اور سرگودھا میں ایسے کئی گروہ موجود ہیں جو چائلڈ پورنوگرافی جیسے مکروہ دھندے میں ملوث ہیں۔

ڈارک ویب اور چائلڈ پورنوگرافی کا مختصر تعارف

سینئر صحافی اور اینکر پرسن عمران خان نے اپنے یوٹیوب چینل پر ڈارک ویب اور چائلڈ پورنوگرافی کو بڑے آسان انداز میں سمجھانے کی کوشش کی ہے۔[۲]

ویب کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ سرفیس ویب: عام لوگ اس سرفیس ویب کا ہی استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً جو لوگ سوشل میڈیا، فیس بک ،ٹویٹر، وٹس ایپ، یوٹیوب وغیرہ استعمال کرتے ہیں وہ سرفیس ویب استعمال کرتے ہیں اور دنیا کے ۴ فی صد لوگ سرفیس ویب کا استعمال کرتے ہیں۔

۲۔ ڈیپ ویب: اس سے مراد وہ لوگ یا وہ کمپنیاں ہیں جو دوسرے لوگوں کے کاروبار اور کمپنیوں کو چلاتے ہیں مثلاً بینکنگ کے ادارے، بڑی کمپنیاں، ہائی جینٹری کے لوگ، سوشل میڈیا سروسز فراہم کرنے والے ادارے، مختلف قانونی ادارے۔

---

(۱)۔ڈارک ویب کے ملزم سہیل ایاز کی نشاندہی پر بارہ سالہ بچہ برآمد، Pakistan Dawn News
http://www.Dawnnews.tv/news/۱۱۱۴۲۹۳ Date, ۲۰۲۱/۹/۱۵ء

(۲) http://youtu.be/RCnf۹۹zVEZ۰

ڈیپ ویب مذکورہ اداروں، لوگوں اور کمپنیوں کو سروسز فراہم کرتا ہے اور ان کو ایسا سسٹم مہیا کرتا ہے جس کے ذریعے سرفیس ویب استعمال کرنے والے لوگوں کو کنٹرول کیا جاسکے اور انٹرنیٹ پر کی جانے والی ان کی حرکات و سکنات پر نظر رکھی جاسکے۔ دنیا میں ۹۰ فی صد ڈیپ ویب کا استعمال کیا جاتا ہے۔

۳۔ ڈارک ویب: یہ لوگ غیر قانونی طور پر اپنی دنیا خود ہی بناتے ہیں یعنی ڈارک ویب پر ایسی ویب سائٹ ہیں جو کہ غیر قانونی ہیں اور ان کے بنانے اور استعمال کرنے والے لوگوں کو کریمنل کہا جاتا ہے۔ ان لوگوں کو پہلے زمانہ میں بحری قذاق، باغی، ڈاکو جب کہ عصرِ حاضر میں انڈر ورلڈ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ڈارک ویب پر موجود لوگ اپنے ضابطے اور طریقے خود بناتے ہیں اور ڈارک ویب کا استعمال انٹرنیٹ پر خفیہ طریقے سے ہوتا ہے۔ اس کا تعلق دوسری دونوں ویب سرفیس اور ڈیپ ویب سے نہیں ہوتا۔

ڈارک ویب کے ذریعے کیے جانے والے مکروہ دھندے

ڈارک ویب کو مذکورہ کاموں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

۱۔ چوری کے سامان کی خرید و فروخت، ۲۔ منشیات کی اسمگلنگ، ۳۔ اسلحہ کی سمگلنگ،
۴۔ اجرتی / کرائے کے قاتلوں کی خدمات کا حصول، ۵۔ غیر قانونی کُشتیاں جو مدت تک جاری رہتی ہیں، ۶۔ چائلڈ اور ویمن پورنوگرافی، ۷۔ پورنوگرافی، ۸۔ بچوں کے ذریعے عرب میں اونٹوں کی غیر قانونی ریس کا انعقاد، ۹۔ انسانی اعضاء کی خرید و فروخت، ۱۰۔ جانوروں پر مختلف طرح سے ظلم کرکے ان کی ویڈیوز اپ لوڈ کرنا،
۱۱۔ جادو سیکھنا سکھانا، ۱۲۔ اغوا برائے تاوان، ۱۳۔ لوگوں کو قتل کرنے کی سپاری دنیا اور شنید یہ بھی ہے کہ ڈارک ویب استعمال کرنے والے لوگوں کے ہاتھ جوہری اسلحہ بھی لگ چکا ہے جس کا غلط استعمال وہ کسی بھی وقت کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی کئی اور غیر قانونی کام اسی ڈارک ویب کے ذریعے کیے جاتے ہیں۔

ڈارک ویب کی خصوصیات:

۱۔ ڈارک ویب استعمال کرنے والا شخص اگر کبھی اسے ایکسپوز کرنا چاہے تو اسے قتل کر دیا جاتا ہے۔
۲۔ ڈارک ویب پر لوگ پیسوں کی ادائیگی کے لیے بِٹ کوئن اور کرپٹو جیسی ڈیجیٹل کرنسی کا استعمال کرتے ہیں۔
۳۔ ڈارک ویب کا URL اور سرچ انجن دوسری دیگر ویب سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔
۴۔ ڈارک ویب تک عام آدمی کی رسائی ممکن نہیں صرف وہی آدمی اسے استعمال کرسکتا ہے جسے اس کا صحیح URL ایڈریس معلوم ہو۔
۵۔ ڈارک ویب کے نمائندے سوشل میڈیا کے ذریعے لوگوں سے رابطہ کرکے ان کو اپنی خدمات فراہم کرسکتے ہیں یا ان کو اپنا ٹاؤٹ بننے کی پیشکش کرسکتے ہیں۔

۶۔ڈارک ویب بنانے والے لوگ لوگوں کے سوشل میڈیا اکاؤنٹ اور بینک اکاؤنٹ ہیک کر کے ان کا غلط استعمال کر سکتے ہیں اور لوگوں کو بلیک میل کر سکتے ہیں۔

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام ممالک مل کر ایسا لائحہ عمل تشکیل دیں کہ جس کے ذریعے سائبر کرائم اور خصوصاًڈارک ویب کے استعمال کو روکا جاسکے۔

چائلڈ پورنوگرافی:

چائلڈ پورنوگرافی سے مراد وہ مکروہ اور گھناؤنا دھندہ ہے جس میں چھوٹی عمر کے بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کی ویڈیوز بناکر ان کو مختلف ڈارک ویب سائٹس پر اپ لوڈ کیا جاتا ہے اور اسکے عوض لاکھوں روپے وصول کیے جاتے ہیں یا بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کی ویڈیوز بنا ان کو بلیک میل کیا جاتا ہے اور بار بار ان کو بذاتِ خود یا دیگر افراد کے ساتھ جنسی زیادتی کا نشانہ بننے پر مجبور کیا جاتا ہے یا بچوں اور ان کے رشتہ داروں کو بلیک میل کیا جاتا ہے کہ وہ نازیبا ویڈیوز یا تصاویر کے عوض رقم فراہم کریں بصورتِ دیگر یہ ویڈیوز یا تصاویر انٹرنیٹ یا سوشل میڈیا پر پھیلادی جائیں گی۔

"انسداد الیکٹرانک کرائمز ایکٹ ۲۰۱۶ء کی چائلڈ پورنوگرافی کی شق کے مطابق اگر کوئی آدمی کسی بچے کی عام حالات میں یا اس کا جنسی استحصال کرتے ہوئے کوئی فحش تصویر یا ویڈیو بناتا ہے تو یہ تصویر بنانے والا، اس کی خرید و فروخت کرنے والا یا اسے آگے منتقل کرنے والا شخص یا اس کی تشہیر کرنے سے متعلق بلیک میل کرنے والا شخص مجرم شمار ہو گا۔"[۱]

۱۳۔ عورتوں کا تنگ اور باریک لباس

معاشرے میں بچوں اور عورتوں کے ساتھ بڑھتے ہوئے جنسی زیادتی اور جنسی درندگی کے واقعات کی ایک اور بڑی وجہ عورتوں کا نیم برہنہ لباس اور عورتوں کا پردہ نہ کرنا اور بن سنور کر بازاروں اور اپنے کام والی جگہوں پر جانا ہے۔

"قرآن کریم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عدل، احسان اور صلہ رحمی کا حکم دیا ہے اور بدی، بے حیائی اور ظلم وزیادتی سے منع کیا ہے۔"

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ﴾[۲]

---

(۱)۔ ریاض سہیل بی بی سی اردو ڈاٹ کام کراچی، ۲۷ جولائی ۲۰۱۹ء

(۲)۔ سورۃ النحل (۱۶ : ۹۰)

ترجمہ: خدا تم کو انصاف اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو (خرچ سے مدد) دینے کا حکم دیتا ہے۔ اور بے حیائی اور نامعقول کاموں سے اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔

یہاں لفظ فحشاء کا استعمال ہوا ہے جس کا معنیٰ مفسرین نے لکھا ہے۔ بدی، برائی، قباحت کا حد سے بڑھ جانا، ہر وہ بری خصلت جس سے حق جل شانہ نے انسان کو روکا اور منع کیا ہے وہ فحشاء کے تحت داخل ہے چوں کہ فواحش کا تعلق براہِ راست انسان کی نفسانی خواہش سے ہوتا ہے۔ اس لیے اسے بے حیائی سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

فحاشی کا ایک معنیٰ یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ہر وہ شے جو اپنی حدود و قیود سے تجاوز کر جائے تو ایسی شئے کا پھیلانا فحاشی اور بے حیائی کہلاتا ہے۔

علامہ بیضاوی کے قول کے مطابق "فحشا" اس کھلی ہوئی برائی کو کہا جاتا ہے جس کا ارتکاب سرِ عام کیا جائے اور اس سلسلے میں بعض وہ افعال و اعمال بھی ہوتے ہیں جو خود تو فاحشہ نہیں ہوتے لیکن بے حیائی اور بدی کی طرف لے جانے میں مدد و معاون ہوتے ہیں۔ اسلئے ان اعمال سے بھی سدِ باب کے طور پر روکا گیا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ایسا لباس جو جسم کی نمائش کرے یعنی اتنا باریک ہو یا اتنا چست ہو کہ جس سے جسم کی ساخت یا جسم کا کوئی حصہ نظر آتا ہو اس کے استعمال سے شریعت اسلامی نے منع کیا ہے کیوں کہ اس سے انسان کی انسانی خواہشات میں اضافہ ہوتا ہے جو جنسی جرائم کا سبب بنتا ہے۔ چنانچہ فحاشی و عریانی، جنسی اشتعال بازی اور ابدی تقدیس کی ہر خلاف ورزی برائی کہلاتی ہے۔ اسی طرح مولانا سیّد ابو الاعلیٰ مودودی فرماتے ہیں کہ:

"بے ہودگی، شرمناک عریانی، چوری، شراب نوشی اور تمام شرمناک افعال کا کرنا اور ان کو پھیلانا فحش کہلاتا ہے۔ مثلاً بدکاریوں پر ابھارنے والے افسانے، عریاں تصاویر، فلمیں، عورتوں کا بن سنور کر منظرِ عام پر آنا، کھلے عام عورتوں کا ناچنا گانا اور مرد وزن کا اختلاط جیسے افعال فحاشی پھیلانے میں آتے ہیں۔"

نیز بے حجابی، عریانی اور بے حیائی کسی معاشرے میں سرایت کر جائے تو اس سے ضرور معاشرتی بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں نمائش حسن و آرائش فحاشی کے اڈے، قحبہ خانے اور شراب خانوں کا ہماری اسلامی ثقافت و تہذیب سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ لہٰذا آج اگر ہم خود کو اسلام کے لیے بطور نمونہ پیش کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں بے حجابی، عریانی، عورتوں اور مردوں کے اختلاط اور فحاشی کے تمام ذرائع سے خود کو بچانا ہوگا تاکہ اسلام کا غروب نہ ہونے والا سورج ایک بار پھر دنیا کے افق پر چمکے اور اپنی روشنی سے پوری دنیا کو روشن کر دے۔

جنسی جرائم اور بے راہ روی کی ایک بڑی وجہ بے پردگی ہے۔ بدقسمتی سے ہم نے پردہ کو جدید دور میں ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھ کر پس پشت ڈال دیا ہے۔ جب کہ اسلام نے تو پردے کی سختی سے تلقین فرمائی ہے۔ محرم اور نامحرم

کا امتیاز رکھتے ہوئے مختلف قوانین وضوابط بنائے گئے ہیں تاکہ ممکنہ برائی کو قبل از وقت ہی روک دیا جائے جو آگے چل کر پورے اسلامی معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے۔

بد قسمتی سے فیشن پرستی اور غیر قوموں کی نقالی میں مسلمان اپنی شناخت کھوتے جارہے ہیں جس سے ایک طرف تو اسلامی اقدار کا جنازہ نکلتا جارہاہے اور دوسری جانب یہی لوگ معاشرے میں بگاڑ کا ذریعہ بن رہے ہیں اور اس کے علاوہ نقالی کرنے والے لوگ احساسِ کمتری کا بھی شکار ہوتے جارہے ہیں۔

آج معاشرہ میں بے بسی، بدامنی، بے چینی، قتل وغارت گری، ڈاکے، نسل کشی، راہزنی اور بے راہ روی کا بازار گرم ہے۔ایسے میں ضرورت اس امر کی ہے اسلامی احکامات کا نفاذ کیا جائے۔اسلامی احکامات کو نظامِ زندگی کا حصہ بنایا جائے اور یہ کام صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب ریاست کی باگ دوڑ نیک اور صالح لوگوں کے ہاتھوں میں ہو۔

نیز ان تمام کاموں کا سدِ باب کیا جائے جو جنسی بے راہ روی اور جنسی جرائم کی طرف لے جانے والے ہیں مثلاً باریک لباس زیب تن کرنا جس سے جسم نمایاں طور پر نظر آئے اس کو ترک کیا جائے، عورتیں غیر محرم مردوں کے سامنے زیب وزینت کر کے نہ جائیں، مرد وزن کے اختلاط کو روکا جائے، عورت مردوں کی اور مرد عورتوں کی مشابہت نہ کریں، بے حجابی اور عریانی کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ ان تمام امور کا تعلق امور دین سے ہے اس لیے بحیثیت مسلمان ہم سب پر لازم وضروری ہے کہ ان پر عمل درآمد کو یقینی بنائیں۔[1]

۱۴۔منشیات اور شراب نوشی:

بچوں سے جنسی زیادتی کے اسباب میں سے ایک سبب مجرم کا منشیات یا شراب نوشی کا عادی ہونا بھی ہے کیوں کہ منشیات اور شراب نوشی کے استعمال سے انسانی نفسیات پر ایسے اثرات مرتب ہوتے ہیں جو انسان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو ختم کر دیتے ہیں۔

نیز شراب اور تشدد کے درمیان تعلق پر ہونے والی تحقیق میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ الکوحل اور تشدد کے مابین (بایولوجیکل تعلق) یعنی حیاتیاتی تعلق ہے۔ عموماً نشہ آور اشیاء کا استعمال کرنے والے لوگ سماجی اور معاشرتی طور پر تنہا رہ جاتے ہیں اور منشیات کے عادی افراد کی تشدد کرنے کی ایک دوسری بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ان کے ذہن میں یہ بات ہوتی ہے کہ وہ اپنے کسی بھی طرزِ عمل کے لیے جواب دہ نہیں ہیں۔

---

(۱)۔ بابو عمران قریشی، معاشرتی بگاڑ میں بے حیائی کا عنصر، ۲۴ فروری، ۲۰۱۷ء

عموماً میڈیا پر ایسے واقعات ملتے ہیں جس میں بچوں سے زیادتی کرنے والے افراد شراب نوشی اور نشے کی حالت میں تھے۔[۱]

۱۵۔ معاشی اور سماجی عوامل:

بچوں سے جنسی زیادتی کی ایک اور بڑی وجہ غربت اور سماجی عوامل بھی ہیں جو بچوں اور خواتین میں تشدد کی بڑھتی ہوئی شرح میں ایک اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ تاہم غربت کا تعلق جنسی زیادتی کا نشانہ بننے والے اور جنسی زیادتی کا شکار کرنے والے دونوں سے ہو سکتا ہے۔

کئی محققین کی رائے کے مطابق زیادتی کا شکار ہونے والے بچوں اور خواتین میں زیادہ اہم کردار غربت ادا کرتی ہے۔ اس کو مثال سے یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ بسا اوقات غربت کے ہاتھوں مجبور ہو کر بچے یا خواتین اپنی رضامندی سے خود کو جنسی زیادتی کے لیے پیش کر دیتے ہیں اور اسی طرح بچوں اور عورتوں کو اپنی جنسی ہوس کا نشانہ بنانے والا شخص اپنی غربت کی وجہ سے اپنی جنسی تسکین کو حلال طریقے سے پورا نہیں کر سکتا جس کے سبب حرام کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔ یا اسی طرح یہ شخص اپنی غربت کو دور کرنے کے لیے خواتین اور بچوں کو جنسی درندگی کا شکار بناتا ہے تاکہ بلیک میل کر کے یا ان کے ویڈیوز بنا کر پیسہ کما سکے اور اپنی غربت دور کر سکے۔ غربت ہی کی وجہ سے پس ماندہ علاقوں میں گینگ ریپ اور بچوں سے زیادتی کی شرح نسبتاً زیادہ ہے۔[۲]

۱۶۔ عالمی رجحانات اور معاشی عوامل:

بے روزگاری، معاشی عدم استحکام اور اسی طرح فری ٹریڈ کے بڑھتے ہوئے عالمی رجحان کی وجہ سے خواتین، بچوں اور لڑکیوں کو ایک جنس کے طور پر جنسی مقاصد میں استعمال کرنے کی شرح میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ علاوہ ازیں غربت و افلاس کے پیشِ نظر دنیا کے زیادہ تر ممالک میں بچوں اور لڑکیوں کی خرید و فروخت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ جن کو غیر ممالک میں ملازمت دلوانے کا جھانسہ دے کر بطور سیکس ورکر ان سے کام لیا جاتا ہے[۳]

۱۷۔ بچوں کا گھر سے بھاگ جانا:

بچوں سے جنسی زیادتی کی ایک اور بڑی وجہ بچوں کا گھر سے بھاگ جانا ہے۔ یہ بچے گھر سے بھاگ کر دوسرے شہروں میں جاتے ہیں اور چوں کہ وہاں ان کے پاس عموماً ایسے اسباب نہیں ہوتے جس سے وہ اپنا گذر بسر کریں۔ لہٰذا مختلف بسوں کے اڈوں پر یا ان اڈوں کے ارد گرد رہائشی ہوٹلوں میں ان بچوں کو چند بنیادی سہولیات کے عوض جنسی

---

(۱)۔ بچوں کی معصومیت روندتے درندے، سید بابر علی، اتوار ۲۹ ستمبر ۲۰۱۳ء

(۲)۔ حوالہ سابقہ

(۳)۔ حوالہ سابقہ

درندے خود یا لوگوں سے پیسوں کے عوض جنسی درندگی کا شکار بنا دیتے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ یہ بچے معاشرے کے دیگر بچوں کی جنسی بے راہ روی کا باعث بنتے ہیں۔ ان باتوں کا اعتراف بچوں کے تحفظ کے لیے پاکستان میں کام کرنے والی فلاحی تنظیم ساحل کی چیف ایگزیکٹو ڈاکٹر منزہ بانو نے DW کی ویب سائٹ پر دیئے گئے لائیو انٹرویو میں کیا۔"(۱)

"اس کے علاوہ پاکستانی تاریخ کا سفاک ترین قاتل جس نے ۱۰۰ سے زائد بچوں جن کی عمریں ۶ سے ۱۶ سال کے درمیان تھیں کو زیادتی کے بعد گلا گھونٹ کر قتل کرنے اور ان کے اعضاء کو تیزاب میں گلا کر دریائے راوی میں بہا دینے کا اعتراف کیا تھا کے بقول ان بچوں میں زیادہ تر تعداد ان کی تھی جو یا تو گھروں سے بھاگے ہوئے تھے یا لاہور کی سڑکوں پر رہنے والے تھے۔(۲)

۱۸۔ تقدیس کا ہالہ قائم ہونا:

بچوں سے زیادتی کی ایک اور بڑی وجہ مختلف پیشوں کے گرد تقدیس کا ہالہ قائم ہونا ہے۔ مثال کے طور پر ہمارے معاشرے میں اساتذہ اور مذہبی تعلیم دینے والے مدرسین کو بہت زیادہ مقدس بنا دیا گیا ہے لیکن اگر اخبارات اور میڈیا رپورٹس اٹھا کر دیکھیں تو بچوں سے جنسی زیادتی کرنے اور ان کو جنسی تشدد کا شکار بنانے میں بسا اوقات یہ افراد بھی ملوث ہوتے ہیں۔ اگر یہ تقدیس کا تصور قائم نہ ہو تو بچہ بغیر کسی خوف اور ہچکچاہٹ کے کسی بھی غیر معمولی حرکت کی اطلاع جو اس کے استاد یا مدرس کی جانب سے کی گئی ہو اپنے والدین کو کرے، لیکن چونکہ والدین اساتذہ کو بہت عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس لیے عموماً بچے ایسے واقعات بیان کرنے سے ڈرتے ہیں۔

کچھ عرصہ قبل ۲۷ نومبر ۲۰۲۰ء کو اقرار الحسن نے اپنے پروگرام سرِعام میں گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر ۲۶۶/ ٹوبہ ٹیک سنگھ، تحصیل پیر محل کے ایک استاد جس کا نام محمد حنیف اور اسکے ساتھی فقیر علی کو بے نقاب کیا جو سکول میں زیر تعلیم ۱۰ سے ۱۵ سال کی بچیوں کو ہراساں کرتے تھے اور ان کو جنسی زیادتی کا نشانہ بناتے تھے۔(۳)

اس کے علاوہ بھی میڈیا پر بہت سے ایسے کیس موجود ہیں جن میں زیادتی کرنے والا شخص کوئی قاری یا کسی مدرسہ کا مدرس تھا۔

---

(۱)۔ کم سن لڑکوں کا جنسی استحصال وجوہات کا ذمہ دار کون؟ ڈی ڈبلیو ویڈیو، ۲۰۲۱۔۰۷۔۲۱

(۲)۔ ایضاً

(۳)۔ https://youtu.be/9v7buTv5zh8، Date، ۲۰۲۱/۹/۱۲ء

فصل سوم

جنسی ہراسانی کے معاشرے پر اثرات

بچوں کا جنسی ہراسانی کی وجوہات بیان کرنے کے بعد اب ہم ذیل میں ان اثرات کو بیان کریں گے جو جنسی زیادتی کے بعد بچے کی شخصیت اور معاشرے کے دیگر بچوں اور افراد پر مرتب ہوتے ہیں۔

جنسی زیادتی کے بچے کی شخصیت پر اثرات

بچے کے ساتھ جنسی زیاتی کے اس پر مختلف اثرات مرتب ہوتے ہیں بعض کا تعلق بچے کے جسم کے ساتھ ہوتا ہے بعض کا تعلق بچے کے رویے کے ساتھ ہوتا ہے بعض اثرات کا تعلق بچے کی نفسیات کے ساتھ ہوتا ہے اور بعض اثرات بچے کی معاشرتی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں۔

ذیل میں ہم تمام تر اثرات کو مختصر الفاظ میں بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔

جسمانی اثرات

ا۔بچے کے اعضاءِ مخصوص پر زخم کے نشانات:

عمومی طور پر جب کسی بچے یا بچی کے ساتھ زیادتی کی جائے تو ان کی شرمگاہ کے ارد گرد زخم کے نشانات یا نیل وغیرہ ظاہر ہوتے ہیں جو کہ علامت ہوتی ہے کہ شاید کسی درندہ صفت انسان نے بچے کو اپنی جنسی ہوس کا نشانہ بنایا ہے۔

۲۔اعضائے تناسل پر خارش، دانے، سوزش یا جلن ہونا:

ایک اثر یہ بھی ہوتا ہے کہ جو بچے خود کسی جنسی بے راہ روی کا شکار ہوں یا جن کے ساتھ جنسی زیادتی کی گئی ہو تو ایسے بچوں کے اعضائے تناسل پر خارش، دانے، سوزش یا جلن وغیرہ جیسے اثرات پائے جاتے ہیں۔

۳۔پیشاب پاخانہ والی جگہ سے خون یا پیپ کا رسنا:

اگر کسے بچے یا بچی کی پیشاب یا پائخانہ والی جگہ سے خون یا پیپ رستی ہو تو یہ بھی ایک ممکنہ علامت ہے کہ مذکورہ بچے کے ساتھ جنسی زیادتی کی گئی ہے۔[۱]

---

(۱).https://mag.dunya.com.pk/index.php/report/۴۰۵۷/۲۰۲۲-۰۱-۰۹

۴۔ بھوک نہ لگنا اور کمزور ہو جانا:

جن بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کی جائے ان بچوں کو اس صدمہ کے سبب بھوک یا پیاس نہیں لگتی اور وہ بچے اکثر و بیشتر کمزور اور لاغر رہ جاتے ہیں۔

۵۔ چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے میں دشواری:

ایسے بچے جن کو کسی درندہ صفت شخص نے اپنی جنسی ہوس کی تسکین کے لیے زیادتی کا نشانہ بنایا ہو ان کو زخموں کے باعث چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے میں تکلیف اور دشواری کا سامنا رہتا ہے۔

۶۔ بچیوں کا حاملہ ہو جانا:

اگر کوئی بچی ایسی ہو کہ جس پر بغیر شادی کے حمل کے آثار ظاہر ہو جائیں تو یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ لازماً اس بچی کو کسی درندہ صفت شخص نے جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا ہے۔

۷۔ بچوں کا کھلونوں پر جنسی تشدد:

ایک اور اثر جو جنسی زیادتی کا شکار ہونے والے بچوں پر نظر آتا ہے وہ یہ کہ بچے اپنے کھلونوں پر جنسی تشدد کرتے ہیں ویسے ہی جیسے ان کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہوتا ہے۔

۸۔ جنسی معلومات کا زیادہ ہونا:

وہ بچے جن کے ساتھ جنسی روابط قائم کئے گئے ہوں، عام بچوں کی بہ نسبت ایسے بچوں کو جنسی معلومات زیادہ ہوتی ہیں جو اس بات کا اشارہ ہیں کہ مذکورہ بچہ ضرور کسی جنسی سرگرمی میں ملوث ہے۔

۹۔ بے خواب ہونا / نیند میں ڈر جانا:

بسا اوقات یہ اثر بھی دکھائی دیتا ہے کہ جنسی زیادتی کا شکار بچے یا تو بے خواب رہتے ہیں یعنی ان کو نیند نہیں آتی اور اگر کبھی نیند آ بھی جائے تو وہ نیند میں بہت زیادہ ڈر جاتے ہیں۔

نفسیاتی اثرات

اب ذیل میں ہم ان اثرات کو بیان کریں گے جو جنسی زیادتی کے بعد بچے کی نفسیات پر رونما ہوتے ہیں۔

۱۔ڈپریشن:

جن بچوں کو جنسی درندگی کا نشانہ بنایا گیا ہو عموماً ایسے بچے ڈپریشن کا شکار ہو جاتے ہیں جس کے باعث ان کی عام زندگی بہت بری طرح متاثر ہوتی ہے اور وہ بچے آگے بڑھنے کے بجائے دن بدن پستی کی طرف جاتے ہیں۔[۱]

۲۔غصہ زیادہ ہونا:

وہ بچے جن کو زیادتی کا نشانہ بنایا گیا ہو وہ اکثر و بیشتر غصہ میں دکھائی دیتے ہیں اور بسا اوقات وہ اسی غصہ کے سبب انتقام لینے کے لیے دوسرے بچوں کو زیادتی کا نشانہ بنا ڈالتے ہیں۔

۳۔شرمندہ اور افسردہ رہنا:

جن بچوں کو زیادتی کا نشانہ بنایا گیا ہو وہ اکثر و بیشتر شرمندہ و افسردہ دکھائی دیتے ہیں اور اسی سبب وہ ذہنی الجھاؤ کا شکار رہتے ہیں کیوں کہ زیادتی کا بھیانک واقعہ ایک برے خواب کی طرح ہر وقت ان کے ذہن میں گردش کرتا رہتا ہے۔

۴۔تنہائی پسند ہونا:

جنسی زیادتی کا شکار بچے خود کو معاشرے کے دوسرے بچوں سے الگ تھلگ رکھتے ہیں اور دیگر بچوں کے ساتھ کھیل کود کے بجائے تنہا رہنا پسند کرتے ہیں اور اس کی بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ان کے ساتھ کے دوسرے بچے ان کو طعنے دیں گے۔

۵۔لوگوں سے خوف محسوس کرنا:

جنسی زیادتی کا شکار بچے خود کے ساتھ ہونے والے بھیانک اور دردناک واقعہ کے بعد معاشرے کے دیگر افراد سے بھی خوف محسوس کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو ہر انجان فرد جنسی درندہ لگتا ہے اور ان کو خوف رہتا ہے کہ کہیں یہ بھی ان کی عزت و ناموس کو روند نہ ڈالے۔

۶۔خودکشی کا رجحان:

بسا اوقات زیادتی کا شکار بچے شرمندگی اور طعنوں کے خوف سے خودکشی جیسے مذموم فعل کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔

---

(۱). https://mag.dunya.com.pk/index.php/report/۴۰۵۷/۲۰۲۲-۰۱-۰۹

۷۔منشیات کا عادی ہونا:

جن بچوں کا جنسی استحصال بار بار کیا جاتا ہو تو ایسے بچے بسا اوقات مختلف قسم کی منشیات کے عادی بن جاتے ہیں کیوں کہ ان کا زیادہ تر اٹھنا بیٹھنا اور دوستی ایسے افراد سے ہو جاتی ہے جو نہ صرف خود نشہ کرتے ہیں بلکہ چھوٹے بچوں کا غلط استعمال کر کے دیگر بچوں اور افراد کو بھی نشہ کی لت میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

۸۔ مخصوص افراد سے ملاقات میں ہچکچاہٹ:

جنسی زیادتی کا شکار بچے ایسے افراد سے ملنے اور ان کے قریب جانے سے ہچکچاتے ہیں جنھوں نے ان کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا ہو یا فقط جنسی طور پر ہراساں کیا ہو۔

۹۔اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کے لیے غیر معمولی محتاط رویہ:

جنسی زیادتی کا شکار بچے خود سے چھوٹے دیگر بچوں خصوصاً بہن بھائیوں کے سلسلے میں حد سے زیادہ محتاط ہو جاتے ہیں اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہوتی ہے کہ کوئی بھی ان کی طرح ان کے دیگر بہن بھائیوں اور دوسرے بچوں کو بہلا پھسلا کر جنسی زیادتی کا نشانہ نہ بنا سکے نیز ایسے بچے اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کے روزمرہ کے معمولات پر کڑی نظر رکھتے ہیں کہ اگر وہ غیر محتاط رویہ اختیار کریں تو ان کی اصلاح کر سکیں۔

۱۰۔ تعلیمی اعتبار سے تنزلی کا شکار ہونا:

وہ بچے جو جنسی زیاتی کا شکار ہوئے ہوں وہ تعلیمی طور پر بھی پستی کا شکار ہو جاتے ہیں۔پڑھائی میں دلچسپی نہیں لیتے اور اسکول سے بھی غیر حاضر رہتے ہیں جس کا نتیجہ امتحانات میں ناکامی کی صورت میں نکلتا ہے۔

۱۱۔لوگوں سے نفرت اور دشمنی:

بسا اوقات جنسی زیادتی کا شکار بچے دوسرے لوگوں حتیٰ کہ دوستوں اور رشتہ داروں سے بھی الجھ کر ان کی دشمنی مول لیتے ہیں اور بلاوجہ ان سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔

۱۲۔ سستی اور کاہلی:

جنسی زیادتی کا شکار بچے سست اور کاہل رہتے ہیں ان کا دل کسی بھی کام کے کرنے کا نہیں ہوتا۔[1]

۱۳۔شادی کے بعد طلاق کا رجحان:

بسا اوقات ایک یہ اثر بھی ہوتا ہے کہ جن بچوں کو بچپن میں زیادتی کا شکار بنایا گیا ہو وہ بچے بالغ ہونے اور شادی کرنے کے بعد عام لوگوں کی بہ نسبت اپنی بیویوں کو زیادہ طلاق دیتے ہیں۔

---

(1). https://mag.dunya.com.pk/index.php/report/۴۰۵۷/۲۰۲۲-۰۱-۰۹

۱۴۔ خود اعتمادی کا فقدان:

عموماً جنسی زیادتی کے شکار بچوں میں خود اعتمادی کا بہت زیادہ فقدان رہتا ہے جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ اپنے فیصلوں میں تذبذب کا شکار رہتے ہیں۔

معاشرے کے دیگر افراد پر اثرات

۱۔ بچوں پر اثرات

جب ملک کے کسی شہر، قصبے یا گاؤں میں کسی بچے کے ساتھ جنسی زیادتی یا اس کے بعد قتل کا واقعہ پیش آجائے تو معاشرے میں موجود دیگر بچے اس سانحہ سے اس قدر متاثر ہوتے ہیں کہ وہ ڈر کر سہم جاتے ہیں اور ایک خوف ان کے دماغ پر طاری رہتا ہے کہ کوئی درندہ ان کو بھی ایسے ہی اپنی جنسی درندگی کا نشانہ نہ بنا ڈالے۔

۲۔ والدین پر اثرات

بچوں سے جنسی زیاتی کا جب کوئی واقعہ نمودار ہو تو اکثر و بیشتر والدین ڈر کر خوف میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ کہیں کوئی جنسی درندہ ان کی اولاد کو اپنی جنسی ہوس کی تسکین کے لیے روند نہ ڈالے۔ جوں جوں بچوں سے جنسی زیادتی کے واقعات میں اضافہ ہوتا جاتا ہے چھوٹے بچوں اور خصوصاً بیٹیوں کے والدین کی نیندیں اڑتی چلی جاتی ہیں۔ ایک طرف اگر ملک کی بگڑتی ہوئی معاشی صورتِ حال عوام الناس کی چیخیں نکال رہی ہے تو دوسری جانب بچوں سے زیادتی کے بڑھتے ہوئے واقعات والدین کی پریشانی میں اضافے کا سبب بن رہے ہیں۔

۳۔ معاشرے پر اثرات

بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے واقعات کا اثر معاشرے پر بھی مختلف انداز سے پڑتا ہے مثلاً۔(۱) عدم تحفظ کا احساس (۲) معاشرے میں بڑھتا ہوا خوف (۳) عدم اعتماد کی فضا قائم ہونا وغیرہ

یعنی جب کسی بچے کو زیادتی کا نشانہ بنایا جاتا ہے تو معاشرے کے دیگر افراد یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ جب اس معاشرے میں ننھے بچوں اور ننھی کلیوں کی عزت و عصمت محفوظ نہیں تو لڑکیوں، عورتوں، نوجوانوں اور معاشرے کے دیگر بچوں کی عزت و عصمت کیسے محفوظ ہو سکتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب جب اس قسم کے واقعات رونما ہوتے ہیں تو متعلقہ علاقوں میں خصوصاً اور پورے ملک میں عموماً خوف کی فضا پیدا ہو جاتی ہے۔ والدین اپنے بچوں کو گھروں سے باہر نہیں نکلنے دیتے کیوں کہ ان کو خوف ہوتا ہے معاشرے کے ان درندہ صفت انسانوں سے جو معصوم بچوں کی عزت و عصمت کے ساتھ کھلواڑ کرتے ہیں۔

نیز جن پیشوں سے وابستہ افراد اس گھناؤنے فعل میں ملوث ہوتے ہیں مثلاً ڈرائیور، دکاندار، استاد، مدرس وغیرہ عام طور پر لوگوں کا ان پیشوں سے بھروسہ اور اعتماد اُٹھ جاتا ہے۔ انھیں اس پیشہ سے وابستہ ہر فرد ایک جنسی درندے کی صورت میں دکھائی دیتا ہے۔

۴۔عذاب الٰہی کو دعوت

بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کا معاشرے پر ایک اور اثر یہ بھی مرتب ہو سکتا ہے کہ جس معاشرے میں فحاشی اور عریانی بڑھتی ہو اور اس قسم کے واقعات رونما ہوتے ہوں تو قرآن و حدیث اس پر شاہد ہیں کہ ایسے معاشرے پر عذاب الٰہی کا نزول یقینی ہے، جیسا کہ قوم لوط کے احوال سے صاف ظاہر ہے۔

۵۔مختلف بیماریوں کا ظہور

بڑھتی ہوئی جنسی بے راہ روی اور غیر فطری طریقہ سے جنسی تسکین کے حصول کے معاشرتی نقصانات کے ساتھ ساتھ طبی نقصانات بھی ہوتے ہیں۔ بہت سی مہلک بیماریاں صرف اسی وجہ سے جنم لیتی ہیں، مثلا ایڈز، کینسر وغیرہ۔[۱]
وغیرہ۔[۱]

(۱) ۔بد چلنی اور جنسی بے راہ روی سے بچوں کی حفاظت کیسے کریں؟، مترجم حافظ عبد الجبار، مکتبہ بیت السلام، لاہور، ص:۱۰۱

باب سوم:

جنسی ہراسانی کی سزا شرعی و قانونی تناظر میں

فصل اول: جنسی ہراسانی کی شرعی سزا

فصل دوم: جنسی ہراسانی کی قانونی سزا

فصل سوم: جنسی ہراسانی کی سزا کے نفاذ میں مسائل

فصل اول:

جنسی ہراسانی کی شرعی سزا

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ان افعال کی قباحت

نوجوان لڑکوں اور مردوں سے بدفعلی کی ابتداء حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے کی تھی۔ جس کے احوال خالقِ کائنات نے اپنی لاریب کتاب میں کئی مقامات پر بیان کئے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ان کی مذمت اور ان پر دنیوی و اخروی عذاب کا تذکرہ بھی کیا ہے تاکہ آنے والی اقوام ان سے عبرت حاصل کریں اور ان مذموم افعال سے خود کو اور معاشرے کو پاک رکھیں۔

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ(٨٠) إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ(٨١)وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا أَخْرِجُوهُم مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ(٨٢)فَأَنجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ(٨٣)وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ﴾[1]

ترجمہ: اور اسی طرح جب ہم نے لوط کو (پیغمبر بنا کر بھیجا تو) اس وقت انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم ایسی بے حیائی کا کام کیوں کرتے ہو کہ تم سے اہل عالم میں سے کسی نے اس طرح کا کام نہیں کیا۔(۸۱) یعنی خواہش نفسانی پورا کرنے کے لیے عورتوں کو چھوڑ کر لونڈوں پر گرتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ حد سے نکل جانے والے ہو(۸۲) تو ان سے اس کا جواب کچھ نہ بن پڑا اور بولے تو یہ بولے کہ ان لوگوں (یعنی لوط اور اس کے گھر والوں) کو اپنے گاؤں سے نکال دو (کہ) یہ لوگ پاک بننا چاہتے ہیں۔(۸۳) تو ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو بچا لیا مگر ان کی بی بی (نہ بچی) کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں تھی۔(۸۴) اور ہم نے ان پر (پتھروں کا) مینھ برسایا۔ سو دیکھ لو کہ گنہگاروں کا کیسا انجام ہوا۔

تفسیر:

مندرجہ ذیل آیات کی تفسیر میں مفتی تقی عثمانی لکھتے ہیں۔

---

(۱)۔ سورۃ الاعراف (۷: ۸۰ تا ۸۴)

"حضرت لوط علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اردن[1] کے شہر سدوم میں پیغمبر بنا کر بھیجا۔ سدوم ایک مرکزی شہر تھا جس کے ارد گرد کئی اور بستیاں بھی آباد تھیں۔ ان بستیوں کے رہنے والے لوگوں میں کفر و شرک کے علاوہ ایک اور خباثت اور شرمناک بدفعلی یہ تھی کہ وہ لوگ ہم جنس پرستی کی لعنت میں مبتلا تھے اور قرآن کریم نے صراحۃً یہ بیان کیا ہے اس قبیح فعل کا ارتکاب ان سے قبل دنیا کی کسی قوم نے نہیں کیا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے بارہا ان کو متنبہ کیا لیکن وہ ان خباثتوں سے باز نہ آئے تو نتیجتاً سب پر عذاب نازل کیا گیا جو درج ذیل صورتوں میں تھا۔

١۔ ان لوگوں پر پتھروں کی بارش برسائی گئی۔

٢۔ ان کی بستیوں کو اُلٹ دیا گیا۔ بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ آج بحر میت Dead Sea کے نام سے جو سمندر ہے یا تو یہ بستیاں اس میں ڈوب گئی ہیں یا اس کے آس پاس تھیں جن کے نشانات باقی نہیں رہے۔"[2]

اسی طرح ایک دوسرے مقام خالقِ کائنات نے قرآن مجید میں بالتفصیل ان کے حال کو یوں بیان کیا ہے۔

﴿وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالَ هَٰذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ(٧٧) وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِن قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ ۚ قَالَ يَا قَوْمِ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي ۖ أَلَيْسَ مِنكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ(٧٨)قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ(٧٩)قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ(٨٠)قَالُوا يَا لُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَن يَصِلُوا إِلَيْكَ ۖ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَكَ ۖ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ ۚ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۚ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ(٨١)فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ(٨٢)مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ ۖ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ﴾(٣)

ترجمہ: اور جب ہمارے فرشتے لوطؑ کے پاس آئے تو وہ ان (کے آنے) سے غمناک اور تنگ دل ہوئے اور کہنے لگے کہ آج کا دن بڑی مشکل کا دن ہے۔(٧٧) اور لوطؑ کی قوم کے لوگ ان کے پاس بے تحاشا دوڑتے ہوئے آئے اور یہ لوگ پہلے ہی سے فعل شنیع کیا کرتے تھے۔ لوطؑ نے کہا کہ اے قوم! یہ (جو) میری (قوم کی) لڑکیاں ہیں، یہ تمہارے لیے (جائز اور) پاک ہیں۔ تو خدا سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے (بارے) میں میری آبرو نہ کھوؤ۔ کیا تم میں

(١)۔ اردن دریائے اردن کے مشرقی کنارے پر واقعہ مغربی ایشیاء کا ملک ہے اسکے مشرق میں سعودی عرب اور مغرب میں اسرائیل واقع ہے

(٢)۔ آسان ترجمہ قرآن از مفتی تقی عثمانی مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ١/ ٤٧٠

(٣)۔ سورۃ ھود (١١: ٧٧ تا ٨٣)

کوئی بھی شائستہ آدمی نہیں۔(۷۹) وہ بولے تم کو معلوم ہے کہ تمہاری (قوم کی) بیٹیوں کی ہمیں کچھ حاجت نہیں۔ اور جو ہماری غرض ہے اسے تم (خوب) جانتے ہو۔(۸۰) لوط نے کہا اے کاش مجھ میں تمہارے مقابلے کی طاقت ہوتی یا کسی مضبوط قلعے میں پناہ پکڑ سکتا۔(۸۱) فرشتوں نے کہا کہ لوط ہم تمہارے پروردگار کے فرشتے ہیں۔ یہ لوگ ہرگز تم تک نہیں پہنچ سکیں گے تو کچھ رات رہے سے اپنے گھر والوں کو لے کر چل دو اور تم میں سے کوئی شخص پیچھے پھر کر نہ دیکھے۔ مگر تمہاری بیوی کہ جو آفت ان پر پڑنے والی ہے وہی اس پر پڑے گی۔ ان کے (عذاب کے) وعدے کا وقت صبح ہے۔ اور کیا صبح کچھ دور ہے؟(۸۲) تو جب ہمارا حکم آیا ہم نے اس (بستی) کو (اُلٹ کر) نیچے اوپر کر دیا اور ان پر پتھر کی تہہ بہ تہہ (یعنی پے درپے) کنکریاں برسائیں۔(۸۳) جن پر تمہارے پروردگار کے ہاں سے نشان کئے ہوئے تھے اور وہ بستی ان ظالموں سے کچھ دور نہیں۔

ان آیات کی تفسیر میں علامہ محمد شفیع عثمانی اپنی کتاب معارف القرآن میں لکھتے ہیں۔

"آیات مذکورہ میں حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا حال اور قومِ لوط پر عذاب شدید کا بیان ہے۔ قومِ لوط کافر ہونے کے علاوہ ایک اور ایسی گندی اور خبیث بدکاری اور بے حیائی میں مبتلا تھے کہ مرد مرد کے ساتھ منہ کالا کرے جس کا وبال و عذاب عام بدکاری سے بدرجہا زیادہ ہے اسی لیے اس قوم پر ایسا شدید عذاب نازل کیا گیا جو اس سے قبل عام بے حیائی و بدکاری پر نازل نہ کیا گیا تھا۔"[۱]

"نیز حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کافروں سے ملتی اور حضرت کی مخالفت کرتی تھی۔ جب حضرت لوط کے محترم مہمان حسین لڑکوں کی شکل میں حضرت لوط علیہ السلام کے گھر میں مقیم ہوئے تو ان کی بیوی نے ان کی قوم کے اوباش لوگوں کو خبر دی کہ آج ہمارے گھر میں اس طرح کے مہمان آئے ہیں۔"[۲]

نیز اس واقعہ کے تحت حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ جب لوط علیہ السلام کی قوم ان کے گھر کی جانب چڑھ دوڑی تو لوط علیہ السلام نے گھر کا دروازہ بند کر لیا تھا اور یہ گفت وشنید پس پردہ ہو رہی تھی اور فرشتے مکان کے اندر رہی تھے۔ قومِ لوط نے دروازہ توڑ کر اور دیوار پھاند کر اندر گھسنے کا ارادہ کیا تو حضرت لوط علیہ السلام بہت مضطرب ہوئے جب

(۱)۔ معارف القرآن از مفتی محمد شفیع ج ۴/ ص ۶۵۰

(۲)۔ ایضاً

فرشتوں نے ان کی یہ بے چینی دیکھی تو حقیقتِ حال لوط علیہ السلام پر کھول دی اور ان سے کہا کہ آپ دروازہ کھول دیں اب ہم ان کو عذاب کا مزہ چکھاتے ہیں۔ دروازہ کھلنے پر جبرائیل علیہ السلام نے اپنے پر کا اشارہ ان کی آنکھوں کی طرف کیا جس سے وہ سب اندھے ہوگئے اور بھاگنے لگے۔

"نیز ان پر عذاب کی کیفیت یہ تھی کہ جبرائیل علیہ السلام نے اپنے پر ان شہروں کے نیچے بچھا کر سب کو اس طرح اوپر اٹھالیا کہ ہر چیز اپنی جگہ پر رہی پانی کے برتن سے پانی تک نہ گرا۔ آسمان کی طرف سے کتوں اور جانوروں اور انسانوں کی آوازیں آرہی تھیں ان سب بستیوں کو آسمان کی طرف سیدھا اُٹھانے کے بعد ان کو اُلٹاپلٹ دیا اور یہ ان کے خبیث افعال کی مناسب سزا تھی۔"(۱)

قرآن میں ایک قوم حضرت لوط کا ذکر ہے، جو اللہ تعالی کی نافرمانی، فحش و منکرات، بے حیائی اور ہم جنسی کے سبب اللہ تعالی کے سخت ترین عذاب کی حقدار ہوئی۔ اسلامی معاشرے کو ایسی گندی، خبیث، گھناؤنی عادات سے بچانے کے لئے اللہ نے اس جرم کے مرتکب کے لئے سخت سزا تجویز فرمائی ہے۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاللَّذَانَ يَأْتِيَانِهَا مِنكُمْ فَآذُوهُمَا فَإِن تَابَا وَأَصْلَحَا فَأَعْرِضُواْ عَنْهُمَا إِنَّ اللّهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيمًا﴾"(۲)

اور تم میں سے جو بھی کوئی بدکاری کا ارتکاب کریں توان دونوں کو ایذا پہنچاؤ، پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور (اپنی) اصلاح کر لیں تو انہیں سزا دینے سے گریز کرو، بیشک اللہ بڑا توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہے۔

امام رازی (۳) کی تفسیر مفاتیح الغیب میں امام ابو مسلم اصفہانی (۴) کا قول ہے کہ مذکورہ آیت لواطت کرنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

---

(۱)۔ معارف القرآن از مفتی محمد شفیع، ج ۴/ ٦۵۵

(۲)۔ سورۃ النساء (۴: ۱٦)

(۳)۔ امام فخر الدین رازی ایران کے مشہور سنی عالم اور فلسفی تھے، آپ کی پیدائش ۱۱۴۹ء میں ایران میں ہوئی اور آپ کی وفات ۱۲۰۹ء میں افغانستان (ہرات) میں ہوئی، آپ نے تفسیر، قانون، طب، ادب، فلکیات وغیرہ فنون پر کتب لکھیں ہیں۔

(۴)۔ امام ابو مسلم مفسر قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ ادیب اور مفکر تھے۔ علامہ ذہبی نے ان کا اسم محمد بن علی بن مہریز لکھا، کنیت ابو مسلم اور علاقے کی نسبت سے اصفہانی کہلائے

احادیث نبویہ میں قومِ لوط کے افعال کی مذمت اور عذاب کا تذکرہ

۱۔لواطت اور ہم جنس پرستی کرنے والوں پر لعنت

حدیث میں ہے کہ جو شخص قوم لوط والا عمل یعنی لواطت یا ہم جنس پرستی کرے وہ لعنتی ہے۔

((عن ابن عباس وابی ھریرہ ان رسول اللہ ﷺ قال ملعون من عمل عمل قومِ لوط))(۱)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ شخص لعنتی ہے جو قومِ لوط والا عمل کرے۔

۲۔لواطت کرنے والا شخص اللہ کی نظر رحمت سے دور ہو گا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی روشنی میں جو بھی شخص کسی مرد یا عورت سے پچھلی شرمگاہ میں زنا یا لواطت کرے وہ خداوند تعالیٰ کی نظر رحمت سے محروم رہے گا۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے۔

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى رَجُلٍ أَتَى رَجُلاً أَوْ امْرَأَةً فِي الدُّبُرِ.)) (۲)

ترجمہ: ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر رحمت سے نہ دیکھے گا جو کسی مرد یا عورت کے ساتھ اس کی مقعد میں بد فعلی کرے۔

۳۔حدیث میں ہم جنس پرستی اور لواطت کی سزا

حدیث نبوی ہے کہ جو شخص لواطت کرے یا کروائے یعنی مرد مرد کے ساتھ منہ کالا کرے تو لواطت کرنے اور کروانے والے دونوں اشخاص کو قتل کر دیا جائے۔

حدیث میں مذکورہ ہے

((عن عکرمة عن ابنِ عباس قال قال رسول اللہ ﷺ من وجدتموہ یعمل عمل قومِ لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول بہ)) (۳)

ترجمہ: اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر تم کسی شخص کو قومِ لوط والا عمل کرتے ہوئے پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔

---

(۱)۔جامع ترمذی:(ج ۱/ص۲۷۰)

(۲)۔سنن الترمذی :(۱/ ۲۲۰)

(۳)۔ایضاً:(۱/ ۲۷۰)

۴۔ امت کے لواطت میں مبتلا ہونے کی نبوی پیشین گوئی

احادیث میں مذکورہ ہے کہ اللہ کے نبی نے فرمایا کہ مجھے سب سے زیادہ خوف یہ ہے کہ میری امت کے لوگ لواطت اور اغلام بازی میں مبتلا ہوں گے۔

چنانچہ حدیث میں ہے۔

((عن جابر قال قال رسول الله ﷺ ان اخوف ما اخاف علی امتی عمل قوم لوط)) (۱)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی امت کے بارے میں مجھے سب سے زیادہ جس چیز کا خوف ہے وہ قومِ لوط کا عمل (یعنی اغلام) ہے۔ (۲)

بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی یا اغلام بازی کی شرعی سزائیں

اسلام میں سزا کی ضرورت واہمیت

چونکہ انسان کو خداوند باری تعالیٰ نے فرشتوں اور جانوروں کے درمیان ایک ایسی مخلوق بنایا ہے جس میں فرشتوں کی خاصیات بھی رکھی گئی ہیں اور جانوروں کی خاصیات بھی رکھی گئی ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ انسان کے اند ایک نفس اور باہر سے ہر شخص کا ایک شیطان مسلط کر دیا گیا ہے جب کہ دوسری جانب انسان کو روح اور عقل وشعور کی دولت سے بھی نوازا گیا ہے۔ ان تمام اشیاء کے وجود کے ساتھ مل کر انسان ایک ایسی مخلوق ہے جو مجسم معرکہ جنگ بنائی گئی ہے۔ نیز اس دنیا کو انسان کے لیے دارالامتحان بنایا گیا ہے تاکہ انسان اپنے نفس اور شیطان پر غلبہ پا کر نیک بنے اور دوسری طرف بہیمی طاقتوں کو کمزور کر کے اپنی عقلی طاقتوں کو وحی کے ذریعے مضبوط کرے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ﴾(۳)

ترجمہ: کہ اللہ نے موت اور زندگی کو اس لیے پیدا کیا تاکہ تمہارا امتحان لے کہ کون تم میں سے نیک اور اچھے اعمال کرتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ملکی اور بہیمی افعال کے لیے مختلف قانون وضع کئے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر انسان فرشتوں سے بھی افضل ہو سکتا ہے لیکن بساوقات بعض افراد نفس اور شیطان کے اسیر بن کر ہمت ہار جاتے ہیں اور ان وضع

---

(۱)۔ سنن الترمذی: (۱/ ۲۷۰)

(۲)۔ مظاہر حق جدید، مکتبہ دارالاشاعت، (۳/ ۵۹۲)

(۳)۔ سورۃ الملک (۶۷: ۲)

کردہ قوانین سے روگردانی کر جاتے ہیں۔ لہٰذا ان افراد پر جب کوئی نصیحت کارگر نہ ہو تو ان کو بہیمی افعال سے باز رکھنے کے لیے اور دوسرے لوگوں کو اس قسم کے افعال سے بچانے کے لیے سزائیں مقرر کی جاتی ہیں تاکہ لوگ بہیمی قوتوں اور خصلتوں کو ترک کر کے خالصتاً ملکی قوتوں پر عمل پیرا ہو سکیں اور دنیا و آخرت کی کامیابیاں حاصل کر سکیں نیز ان سزاؤں کا اصل مقصد یہ ہے کہ بہیمی فاسد مادہ کو بذریعہ آپریشن جسم سے نکال باہر پھینکا جائے اگرچہ ظاہراً ان سزاؤں میں تکلیف نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں ان سزاؤں کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ان سے بہیمی قوت گھٹتی ہے اور ملکی قوت میں روز بروز اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

سزا کا معیار

سزا سے متعلق سب سے ضروری اور غور طلب امر یہ ہے کہ جرم کی سزا کتنی ہو اور کس قسم کی ہو تو اللہ عزوجل نے یہ قانون بھی قرآن میں بتادیا کہ:

﴿وجزء سيئة سيئة مثلها﴾(۱)

یعنی ہر برائی کی سزا اسی کی مثل برائی یعنی سخت ہوتی ہے۔ قرآن کے اس قاعدہ و قانون کا ہر ذی عقل و شعور معترف ہے کہ یہ ایک انتہائی عمدہ قاعدہ کلیہ ہے۔

یعنی اگر سزا جرم کی حد سے زیادہ دی جائے گی تب بھی ناانصافی ہے جیسے کسی کو گالی دینے یا تھپڑ مار دینے کی سزا میں قتل کر دیا جائے اور اگر سزا جرم کی نوعیت سے کم دی جائے تو کبھی بھی وہ جرم معاشرے سے ختم نہ ہو سکے گا اور سزا کا مقصد کہ معاشرہ سے جرم کا خاتمہ ہو اور دوسرے افراد اس سے عبرت پکڑیں وہ فوت ہو جائے گا۔

سزاؤں کی اقسام

اسلام میں دو طرح کی سزائیں رائج ہیں۔

۱۔ ایک قسم کی سزائیں وہ ہیں جو ہر جرم کرنے والے پر یکساں طور پر لاگو ہوتی ہیں یعنی ان سزاؤں کے نافذ کرنے میں عالم و جاہل اور امیر و غریب شہری یا دیہاتی سب برابر ہیں۔ ان سزاؤں کو شریعت اسلامیہ میں حدود سے تعبیر کیا جاتا ہے اور ان سزاؤں میں کسی قسم کی کمی بیشی ناجائز و حرام ہے۔

۲۔ دوسری قسم کی سزائیں وہ ہیں کہ جن کے لیے شریعت نے کوئی خاص مقدار یا خاص کیفیت مقرر نہیں کی بلکہ حاکمِ وقت کو شریعت نے یہ اختیار دیا ہے کہ وہ جرم کے موافق ایسی سزائیں تجویز کرے کہ جس سے معاشرے سے اس جرم کا وجود مٹ جائے اور ایک پر امن معاشرہ تشکیل پائے۔

---

(۱)۔ سورۃ الشوریٰ (۴۲: ۴۰)

یہ سزا نہ تو اس قدر ہلکی ہو کہ جس کی وجہ سے بجائے معاشرے سے جرم ختم ہونے کے الٹا جرم کے واقعات میں مزید اضافہ ہو جائے اور نہ ہی اس قدر سخت ہو کہ جو حدود تک پہنچ جائیں چوں کہ جرم کے چھوٹا بڑا ہونے اور جرم کی خفت و شدت کی وجہ سے تعزیرات مختلف ہوتی رہتی ہیں جو کہ کچھ دیر قید کرنے سے لے کر جلا وطنی اور قتل تک ہو سکتی ہیں۔

بچوں سے جنسی زیادتی کی شرعی اور قانونی سزا بیان کرنے سے قبل ہم شرعی، عالمی اور پاکستانی قوانین کی روشنی میں بچے کی تعریف بیان کریں گے۔

بچہ کی شرعی تعریف:

شرعی اعتبار سے ہر لڑکا یا لڑکی جو بلوغت کی حد کو نہ پہنچا ہو وہ بچہ کی تعریف میں داخل ہے۔ اور بالغ تب شمار ہوتا ہے جب لڑکے کو احتلام یا انزال اور لڑکی کو حمل یا ماہواری کا خون آنا شروع ہو جائے۔ اور اگر بلوغت کے آثار نہ ظاہر ہوتے ہوں تو اس صورت میں فقہاء کا مفتی بہ قول یہ ہے کہ لڑکا اور لڑکی پندرہ سال کی عمر میں بالغ شمار ہوں گے البتہ اما ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ اس صورت میں لڑکا اٹھارہ اور لڑکی سترہ سال کی عمر میں بالغ شمار ہوں گے۔[۱]

عالمی قوانین میں بچے کی تعریف:

عالمی قوانین میں بچہ کا اطلاق ۱۸ سال سے کم عمر انسان پر ہوتا ہے

The CRC which is the most ratified convention within the international community defined child as “every human being below the age of eighteen years.[۲]

ترجمہ: سی آر سی جو بین الاقوامی سطح پر ایک بہت ہی مستند کنونشن ہے وہ بچے کی اصطلاح کو یوں بیان کرتا ہے کہ "ہر وہ انسان جس کی عمر اٹھارہ سال سے کم ہے وہ بچے کی تعریف میں داخل ہے۔

پاکستانی قانون میں بچے کی تعریف:

پاکستانی قوانین میں بچے کی خاص تعریف موجود نہیں ہیں بالکہ مواقع کے اعتبار سے مختلف عمر کے افراد بچے کی تعریف میں شامل ہیں۔

---

(۱)۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ، للوھبہ الزحیلی، (۶/۲۸۸)، المکتبہ الشاملہ۔

(۲). Convention on the Rights of the Child ۱۹۸۹. [hereinafter referred to as CRC] ,Article one.

۱۔چونکہ پاکستان نے سی، آر، سی معاہدے پر دستخط کئے ہیں اس روسے بچہ کی تعریف میں اٹھارہ سال سے کم عمر ہر انسان شامل ہے۔

۲۔ جووینائیل جسٹس سسٹم آرڈیننس ۲۰۰۰ء کے مطابق اٹھارہ سال سے کم عمر کو کوئی قانونی سزا نہیں دی جا سکتی۔(۱) ۳۔شادی کے معاملہ میں پاکستانی قوانین کے مطابق لڑکے اور لڑکی کی عمر کا اٹھارہ سال ہونا ضروری ہے اس سے قبل شادی کرنا قانوناجرم ہے۔(۲)

۴۔ صوبہ سندھ میں انسداد کم عمری کی شادی ایکٹ ۲۰۱۳ء کے مطابق ہر انسان جس کی عمر اٹھارہ سال سے کم ہو خواہ لڑکا ہو یا لڑکی وہ بچہ کی تعریف میں شامل ہے۔(۳)

۵۔پاکستانی قوانین کے مطابق دس سال سے کم عمر بچہ اگر کوئی جرم کرے تو اس پر کوئی قانونی سزا لاگو نہیں ہو گی اور دس سے چودہ سال کی عمر تک کے بچے پر بھی ناسمجھ ہونے کے سبب کوئی مجرمانہ ذمہ داری نہیں ڈالی جائے گی(۴)

---

(۱)۔ جووینائیل جسٹس سسٹم آرڈیننس ۲۰۰۰ء

(۲). Child Marriage Restraint (amendment) Bill ۲۰۱۴. Section ۲ (a). this bill was Introduced in Tuesday, March ۳, ۲۰۱۴. See http://www.na.gov.pk/uploads/documents/۱۳۹۷۷۳۰۹۷۳_۴۵۰.pdf. Last Accessed on ۳۰-۰۷-۲۰۱۷

(۳). The Sindh Child Marriages Restraint Act, ۲۰۱۳. See http://www.pas.gov.pk/uploads/acts/Sindh%۲۰Act%۲۰No.XV%۲۰of%۲۰۲۰۱۴.pdf. (hereinafter referred to as CMRA)

(۴). Pakistan Penal Code ۱۸۶۰. Section ۸۲-۸۳, as amended by the Criminal Law (Second Amendment) Act, ۲۰۱۶, passed by March ۲۲, ۲۰۱۶, section ۲ and ۳. [hereinafter referred to as PPC].

بچوں کے ساتھ جنسی بد فعلی اور جنسی زیادتی کی شرعی سزا

ذیل میں ہم بچوں سے جنسی بد فعلی اور جنسی زیادتی کی مختلف صورتیں اور ان کے شرعی احکامات کو بیان کریں گے۔

ا۔ مرد کی بچے سے جنسی زیادتی

اگر کوئی شخص کسی بچے کے ساتھ جنسی بد فعلی کرتا ہے تو اس صورت میں دیکھا جائے گا اگر تو اس شخص نے باہمی رضامندی سے بچے کے ساتھ جنسی بد فعلی کی ہے تو اس صورت میں مذکورہ شخص پر تو لواطت کی شرعی سزا کو لاگو کیا جائے گا اور جس بچے کے ساتھ بد فعلی کی گئی ہے جیسا کہ آج کل مختلف اڈوں کے پاس دیکھنے کو ملتا ہے تو اس بچے کو تادیباً کوئی سزا دی جائے گی تا کہ وہ دوبارہ اس گھناؤنے فعل سے باز رہے۔ البتہ اگر بچے کے ساتھ زبردستی جنسی بد فعلی کر کے اسے ہوس کا نشانہ بنایا گیا ہو تو اس صورت میں بچے کو کسی قسم کی سزا نہ دی جائے گی۔

لواطت، ہم جنس پرستی یا بچوں سے زیادتی کی شرعی سزا

لواطت یا ہم جنس پرستی سزا سے متعلق فقہائے کرام رحمھم اللہ تعالیٰ کے تین طبقات ہیں۔ ذیل میں ہم ان فقہاء کی آراء اور ان کے دلائل بالتفصیل ذکر کریں گے۔

طبقہ اولیٰ جن میں صحابہ کرام میں سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور فقہاء میں سے امام زہری، ربیعہ بن عبد الرحمٰن، امام مالک، اسحاق بن راہویہ، امام شافعی کا ایک قول، اور امام احمد کی روایتوں میں سے صحیح روایت یہ ہے کہ ایسے فعل کے مرتکب شخص کو دی جانے والی سزا زانی کی سزا سے زیادہ سخت ہونی چاہیے اور وہ سزا بہرِ صورت قتل ہے خواہ لواطت یا جنسی بد فعلی کرنے والا شخص شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ ہو۔

چنانچہ الجواب الکافی میں علامہ ابنِ قیم[1] فرماتے ہیں؛

> فذهب أبو بكر الصديق، على بن ابى طالب، وخالد بن الوليد، و عبدالله بن الزبير، و عبدالله بن عباس، وجابر بن زيد، و عبدالله بن عمر، و الزهرى، وربيعه بن أبى عبدالرحمٰن و مالك و إسحاق بن راهويه واللإمام أحمد فى أصح الروايتين عنه والشافعى فى أحد

(ا)۔ علامہ ابن قیم کا پورا نام حافظ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن حریز الزرعی الدمشقی تھا اور ابن قیم کے نام سے مشہور ہوئے، چھ سو اکیانوے (۶۹۱) ھ میں دمشق کے قریب زرع نامی گاؤں میں ولادت ہوئی، شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے شاگردوں میں سے ہیں جن کے ساتھ آپ چھبیس سالوں تک مستقل رہے اور آپ کا تعلق امام احمد بن حنبل کے فقہ سے تھا۔

قوليه أن عقوبته أغلظ من عقوبة الزنا و عقوبة القتل على كل حال محصناً كان أو غير محصن [١]

طبقہ ثانی جن میں درج ذیل فقہاء شامل ہیں عطاء ابن ابی بارح، سعید بن المیب، ابراہیم النخعی، قتادہ، اورزاعی، امام شافعی کا ظاہری مذہب ار امام احمد کی ایک دوسری روایت اور امام ابو یوسف اور امام محمد کا مؤقف ہم جنس پرستی یا بچوں سے جنسی زیادتی کرنے والے کے بارے میں یہ ہے کہ ایسے شخص کو زنا کی سزا کی طرح ہی سزا دی جائے گی۔

جیسا کہ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافی میں لکھا ہے۔

وذهب عطاء بن أبى رياح ، والحسن البصرى، وسعيد بن المسيب ولإبراهيم النخعى وقتادة والأوزاعى وألشافعى فى ظاهر مذهبه واللإمام أحمد فى الرواية الثانية عنه وأبى يوسف و محمد الى أن عقوبته و عوقبة الزنى سواءً[٢]

تیسرا طبقہ جس میں امام حاکم اورامام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے نزدیک لواطت ہم جنس پرستی کی سزا زنا کی سزا جیسی نہیں ہے بلکہ ایسے شخص پر تعذیر لگے گی۔

جیسا کہ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الجواب الکافی میں لکھا ہے

و ذهب الحا كم و أبو حنيفه الى أن عقوبته دون عقوبة الزانى و هى التعذير

یہاں تک تین طبقات کا مؤقف بیان کرنے کے بعد ان کے دلائل اور ان پر رد کا بیان کیا جائے گا۔

"پہلے طبقے کے فقہاء کے دلائل وہ احادیث وآثار اور صحابہ کا تعامل ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ایسے شخص کو قتل کر دیا جائے۔ پھر ان حضرات کا بھی اس بارے میں مؤقف جدا جدا ہے کہ جنسی بدفعلی کرنے والے شخص کو کیسے قتل کیا جائے۔ ۱۔ بعض حضرات ایسے شخص کو رجم کرنے کے قائل ہیں ۲۔ بعض فقہاء اس بات کے قائل ہیں کہ ایسے شخص کو بلند وبالا مقام سے گرا دیا جائے اور اوپر سے پتھر بھی برسائے جائیں، ۳۔ بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ ایسے شخص پر دیوار گرا دی جائے، ۴۔ بعض حضرات مطلق قتل کرنے کے قائل ہیں اور ۵۔ صحابہ کے دور میں ایسے فعل کرنے والے کو جلایا بھی گیا ہے۔"[٣]

دور صدیق اکبر میں چند لوگوں کے بارے میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ وہ عورتوں کے ساتھ نکاح کی مثل باہمی یعنی مرد، مرد کے ساتھ نکاح کرتے ہیں۔ چنانچہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سزا سے متعلق مشورہ کے

---

(۱)۔ الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافی اوالداءوالدواء، محمد بن ابی بکر بن ایوب المعروف ابن قیم الجوزیہ، نشار مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ، ص ۳۳۱

(۲)۔ الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافی، ص ۳۳۱

(۳)۔ ذم اللواط للامام الحافظ ابی بکر محمد بن حسین، مکتبہ القرآن، لطبع والنشر والتوزیع ۳ شارع القماش بالفرنساوی، بولاق القاہرہ، ص ۲۷/۲۸

لیے حضرات صحابہ کرام کو جمع کیا۔ ان اصحاب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ اور اس دن سزا سے متعلق سب سے سخت مشورہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کا تھا۔ ان کا مشورہ یہ تھا کہ ایسے لوگوں کو آگ میں جلا دیا جائے، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسی مشورے پر عمل کیا۔[۱]

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور امام شعبی کے نزدیک ہم جنس پرستی کی سزا مطلق قتل ہے"[۲]

"صحابہ کی ایک جماعت اور تابعین کی ایک جماعت جن میں حضرت علی، ابراہیم نخعی، امام زہری، جابر بن زید، عطاء ابن المسیب، امام مالک، امام احمد ان تمام حضرات کے نزدیک ہم جنس پرست اور لواطت کرنے والے کی سزا خواہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ بہر صورت رجم ہے۔[۳]

چنانچہ کتاب ذم اللواط میں حافظ ابی بکر محمد بن حسین[۴] مذکور ہے۔

"وقال جماعة من الصحابة رضوان الله عليهم و جماعة من التابعين اللوطى يرجم بالحجارة حتى يموت احصن او لم يحصن"

"حضرت ابنِ عباس کا مؤقف ایسے شخص کے بارے میں یہ ہے کہ شہر کی بلند و بالا جگہ تلاش کر کے اسے وہاں سے نیچے پھینک دیا جائے اور اس کے پیچھے پتھر مارے جائیں"[۵]

کتاب ذم اللواط میں مذکور ہے

"وعن ابن عباس أنه سئل عن اللوطى ماحده، قال ينظر أعلا بناء فى المدينه فيرمى به منكسا ثم يتبع بالحجارة" [٦]

بعض صحابہ اور فقہاء کا مؤقف اس سے قدرے مختلف ہے کہ لوطی کو بہر صورت رجم کیا جائے خواہ وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ ان کے نزدیک اگر ہم جنس پرستی کرنے والا شخص شادی شدہ ہے تو اس صورت میں تو اسے رجم کیا جائے گا اور اگر ایسا شخص غیر شادی شدہ ہے تو اس صورت میں اس پر صرف زنا کی حد جاری کی جائے گی۔ یہ مسلک ابن الزبیر، عطاء بن ابی ریاح، امام شافعی اور اکثر شوافع علماء کا ہے۔

چنانچہ ذم اللواط میں مذکور ہے۔

---

(۱)۔ ذم اللواط، ص ۲۸

(۲)۔ ایضاً، ص ۲۸

(۳)۔ ایضاً، ص ۲۹

(۴)۔ آپ کا نام ابو بکر محمد بن حسین بن عبد اللہ تھا، آپ کا سن ولادت مذکور نہیں البتہ خطیب بغدادی نے آپ کا سن وفات محرم ۳۶۰ھ ذکر کیا ہے۔ آپ مسلکاً شافعی تھے اور ائمہ جرح و تعدیل مثلاً امام ذہبی، خطیب بغدادی، حافظ ابن کثیر وغیرہ نے آپ کی توثیق کی ہے۔

(۵)۔ ایضاً، ص ۲۸

(٦)۔ ایضاً، ص ۲۸

"وعن عطاء بن ابی رباح قال شهدت ابن الزبير اتی بسبعة اخذوا فی اللواط اربعة منهم قد احصنوا النساء وثلاثة لم يحصنوا فامر بالاربعة فاخرجوا من المسجد الحرام فرجموا بالحجارة، وامر بالثلاثة فضربوا الحدود و ابن عمر و ابن عباس فی المسجد وقال الشافعی و كثير من العلماء يرجم الثيب اذاتلوط و يجلد البكر وينفی مثل الزانی"(١)

مختصر یہ کہ پہلے طبقہ کے نزدیک لوطی کے قتل پر صحابہ کرام کا اجماع منعقد ہوا ہے اور دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بھی قومِ لوط کے لیے جو سزا منتخب کی تھی وہ مختلف عذاب کے نتائج میں ان کا قتل ہی تھا۔

دوسرے طبقہ کے دلائل

دوسرا طبقہ فقہاء کا جو یہ کہتاہے کہ لوطی کی سزا زنا کی سزا جیسی ہے۔ ان کا مستدل وہ احادیث نبوی ہیں جن میں لواطت اور سحاق یعنی عورت کا عورت کے ساتھ جنسی خواہش پوری کرنے کو زنا کے الفاظ سے تعبیر کیا گیاہے اور اسی طرح چند ایسے واقعات ہیں جن میں لواطت کرنے والوں کو زنا کی سزا کی مثل سزا دی گئی ہے۔

ذیل میں ہم ان روایات اور واقعات کو ذکر کریں گے۔

(("عن أبی موسیٰ قال قال رسول الله ﷺ اذا إتی الرجل ألرجل فهما زانيان واذا أتت المراة المراة فهما زانيتان"))(٢)

ترجمہ: ابو موسیٰ س روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب مرد مرد کے ساتھ شہوت پوری کرے تو یہ دونوں مرد زانی ہیں اور جب عورت عورت کے پاس آئے تو دونوں زانیہ ہیں۔

"وعن عطاء بن أبی رباح قال شهدت إبن الزبير اتی بسبعة أخذوا فی اللواط أربعة منهم قد أحصنوا النساء وثلاثة لم يحصنوا فامر بالاربعة فاخرجوا من المسجد الحرام فرجموا بالحجارة، وأمر بالثلاثة فضربوا الحدود و إبن عمر و ابن عباس فی المسجد"(٣)

ترجمہ: ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ کہ جس میں انھوں نے شادی شدہ افراد کو ہم جنس پرستی کی پاداش میں رجم کا حکم دیا اور غیر شادی شدہ افراد کو زنا کی حد لگانے کا حکم دیا، یہ بھی فریق ثانی کا مستدل ہے کہ لواطت کی سزا زنا کی سزا کے مثل ہے۔

---

(١)۔ ذم اللواط، ص ٦٤

(٢)۔ شعب الايمان للبيهقي، أحمد بن الحسين بن علي، ج٧: ص ٣٢٤، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية بومباي بالهند

(٣)۔ ذم اللواط: ٦٤

فریقِ ثالث کے دلائل

عقلی دلائل

۱۔ ان کا کہنا ہے کہ لواطت ایک ایسا گناہ ہے کہ جس پر اللہ اور اللہ کے رسول نے کوئی مخصوص حد نہیں مقرر کی۔ لہٰذا ایسے شخص پر تعزیر لگے گی۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے مردار، خنزیر اور خون جاری کھانے والے کا حکم ہے۔

۲۔ کہ لواطت میں وطی ایسے مقام پر کی جاتی ہے کہ جس کی طرف ایک سلیم الطبع انسان کی طبیعت مائل ہی نہیں ہو سکتی بلکہ اللہ تعالیٰ نے فطرتاً انسان میں ایسے کام سے نفرت پیدا کی ہے یہاں تک کہ حیوان بھی ایسے کام سے نفرت کرتے ہیں۔

۳۔ لواطت کرنے والے کو لغت میں، شرع میں اور عرف میں کہیں بھی زانی کے نام سے نہیں پکارا جاتا۔ لہٰذا یہ ان نصوص کے تحت ہرگز داخل نہ ہوگا جو زانیوں پر حد کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔

۴۔ اسی طرح زنا میں دونوں طرف شہوت اور تلذذ مقصود ہوتا ہے جب کہ لواطت میں ایسا کچھ بھی نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے عموماً انسان کی طبیعت میں ایسے کاموں سے نفرت ڈال رکھی ہے۔

۵۔ لواطت زنا کے قائم مقام نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو صحابہ کرام کے درمیان لواطت کے مرتکب شخص کی سزا میں اختلاف نہ ہوتا۔

۶۔ زنا سبب بنتا ہے وضع حمل کا اور اسی طرح زنا میں شبہ پیدا ہو سکتا ہے جب کہ لواطت میں ایسا کچھ نہیں تو پھر لواطت کو کیسے زنا کی طرح قرار دیا جا سکتا ہے۔ (۱)

مذکورہ تمام طبقات میں سے سب سے پہلا اور جمہور کا مؤقف واضح اور جاندار معلوم ہوتا ہے کہ جس میں لواطت کا ارتکاب کرنے والے شخص کی سزا قتل ہے کیوں کہ اس مؤقف کی تائید آیات قرآنیہ اور مختلف احادیث و آثار سے ہو رہی ہے جب کہ اس کے برعکس دوسرے طبقہ کا مؤقف کہ لواطت کی سزا زنا کی سزا کی طرح ہے۔ اس وجہ سے زیادہ جاندار نہیں کیوں کہ بہت سی احادیث و آثار میں شادی شدہ و غیر شادی شدہ کی تمیز کئے بغیر لواطت کی سزا قتل، رجم، پہاڑ سے گرانا، بلند عمارت سے گرا کر پتھر برسانا وغیرہ ذکر کی گئی ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ اس کی سزا زنا کی حد ہے یہ درست نہ ہوگا کیوں کہ زنا کی سزا میں شادی شدہ و غیر شادی شدہ کا فرق کیا جاتا ہے جب کہ یہاں بیشتر روایات میں اس کے برعکس ملتا ہے۔

تیسرا مؤقف جو کہ امام حاکم اور امام ابو حنیفہ کا ہے وہ بھی اس وجہ سے قدرے کمزور ہے کہ وہ زیادہ تر عقلی دلائل پر مبنی ہے اور دوسرا یہ کہ وہ بیشتر روایت اور جمہور کے مسلک کے خلاف ہے۔

---

(۱)۔ الجواب الکافی، ص ۳۳۱/۳۳۲

اقوال میں تطبیق

البتہ امام ابو حنیفہ اور جمہور کے مسلک میں تطبیق اس طرح ممکن ہے کہ لوطی کی سزا کو تعذیراً قتل ہی قرار دے دیا جائے، اس طرح دونوں مسالک کے اقوال پر عمل ہو جائے گا۔

۲۔ بالغ کے ساتھ جنسی بدفعلی کا حکم

اگر کوئی بالغ شخص کسی دوسرے بالغ شخص کے ساتھ جنسی بدفعلی اور لواطت کرے تو اس صورت میں اگر باہمی رضامندی سے دونوں نے یہ فعل کیا ہے تو دونوں پر لواطت کی شرعی سزا کو نافذ کیا جائے گا لیکن اگر معمول کی مرضی کے بغیر زبردستی اسے جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا ہو تو ایسی صورت میں صرف فاعل کو سزا دی جائے گی اور مفعول پر کسی قسم کا کوئی حکم لاگو نہ ہو گا۔

جیسا کہ حدیث نبوی ہے:

((عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ من وجدتموه يعمل عمل قومِ لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول به)) (۱)

مذکورہ حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے لواطت کرنے اور کروانے والے دونوں کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے۔

((وعن وائل بن حجر قال استكرهت امراة على عهد النبى ﷺ فدراء منها الحد واقامه على الذى اصابها ولم يذكر انه جعل لها مهراً)) (۲)

مذکورہ حدیث میں ایک عورت کا ذکر ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں جس کے ساتھ زبردستی کسی شخص نے زنا کیا ہے تو اللہ کے نبی ﷺ نے عورت سے حد کو ساقط کیا البتہ زانی پر حد قائم کی گئی تھی۔ اسی طرح کے چند اور واقعات بھی کتب حدیث میں مذکور ہیں جن میں زبردستی عورت کو زنا کا نشانہ بنایا گیا تو اللہ کے نبی ﷺ نے عورت سے حد کو ساقط کر دیا البتہ زانی پر حد جاری کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

۳۔ بچے کی رضامندی سے لواطت کی سزا

اگر کسی مرد نے بچے کے ساتھ لواطت اس کی باہمی رضامندی سے کی ہے تو اس صورت میں مرد پر تو لواطت کی شرعی سزا رجم کو نافذ کیا جائے گا لیکن بچے کو صرف تادیباً کوئی سزا دی جائے گی لیکن اگر بچے کو زبردستی جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا ہے تو بچے پر کوئی بھی حکم لاگو نہ ہو گا۔

---

(۱)۔ سنن الترمذي (۱/ ۲۷۰)

(۲)۔ سنن الترمذي (۱/ ۲۶۹)

اسی طرح اگر لواطت کرنے والا نابالغ بچہ ہو اور جس کے ساتھ لواطت کی جارہی ہو وہ بالغ مرد ہو تو اس صورت میں بچے کو تادیباً سزا دی جائے گی البتہ بالغ مرد کو تعزیراًامام وقت سزا دے گا۔

جیسا کہ الفقہ الجنائی فی الفقہ الاسلامی میں دکتور امیر عبد العزیز [1] نے لکھا ہے۔

"واما لو كان احدهما مكلفا دون الآخر فان كان المكلف الفاعل فقد وجب حده بالرجم اما لو كان المفعول به مكلفاً دون الفاعل"فلا يرجم المفعول به وانما يؤدب الصغير غير المكلف ويعذر البالغ" [2]

۴۔ دو بچے آپس میں لواطت کریں تو حکم؟

اگر دو نابالغ بچے آپس میں لواطت جیسا قبیح فعل کریں تو اس صورت میں ان دونوں پر کوئی حد یا تعزیر تو نہیں لگے گی کیوں کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بچہ مکلف نہیں ہوتا البتہ ایسے بچوں کو تادیباً کوئی سخت سزا دینا ناگزیر ہوگا تا کہ آئندہ کے لیے وہ اس برے اور قبیح فعل سے باز رہیں۔

جیسا کہ الفقہ الجنائی فی الاسلام میں لکھا ہے۔

"اما لو كان غير مكلفين كما لو كانا صغيرين فانهما يودبان تاديباً فلاحد عليهما ولا تعزير" [3]

۵۔ بچی سے زیادتی کا حکم:

فقہاء بچی کے جماع کے قابل ہونے اور جماع کے قابل نہ ہونے کی صورت میں یہ فرق بیان کرتے ہیں کہ اگر بچی سے مباشرت ممکن ہو تو اس شخص کا بچی کے ساتھ یہ فعل زنا کہلائے گا اور اس شخص پر حد زنا واجب ہوگی کیوں کہ یہ بچی مباشرت کے قابل ہونے کی صورت میں بالغ لڑکی کی طرح ہے۔ اور اگر اس بچی میں صلاحیت نہیں کہ اس سے جماع کیا جائے تو اس صورت میں زنا کرنے والے شخص پر حد تو جاری نہ ہوگی البتہ ایسے شخص کو تعزیر لگے گی اور یہ رائے رکھنے والے افراد چھوٹی بچی جو جماع کے قابل نہیں ہوئی کی عمر کی تحدید یہ نو سال بتاتے ہیں اور ان کی دلیل یہ ہے کہ اس عمر تک عورت میں جنسی خواہش پیدا نہیں ہوتی اور اگر کوئی مرد اس بچی سے زنا کرے تو وہ ایسا ہی ہے کہ جیسے وہ اپنی انگلی اس کی شرمگاہ میں ڈال رہا ہے۔ اور وہ لوگ جو عورت کے بچے اور مجنون کے ساتھ زنا پر حد کے قائل ہیں اور ایسے ہی مرد کے چھوٹی بچی یا مجنونہ کے ساتھ زنا پر حد کے قائل ہیں تو ان کی یہ آراء مصر کے سزا کے قوانین سے متفق ہے اور وہ قانون یہ ہے کہ دونوں میں سے ایک کا فعل دوسرے کی جانب اس صورت میں متعدی نہ ہوگا۔ لیکن

---

(۱)۔امیر عبد العزیز فلسطین کے بہت بڑے عالم گزرے ہیں آپ کی ولادت سن ۱۹۳۵ء اور وفات ۲۰۲۱ء میں ہوئی آپ کا شمار فلسطین کے بڑے علماء میں ہوتا ہے آپ بہت سی دینی جماعتوں کے سربراہ بھی رہے ہیں۔

(۲)۔ الفقہ الجنائی فی الاسلام، دکتور امیر عبد العزیز، دار السلام، طباعۃ والنشر والتقیدیع والترجمہ، ص ۲۶۹/ ۲۷۰

(۳)۔ الفقہ الجنائی فی الاسلام، ص ۲۶۹

وہ لوگ جو اس کے برعکس رائے رکھتے ہیں وہ بنیادی طور پر مذکورہ قاعدہ کی مخالفت تو نہیں کرتے لیکن وہ اس قاعدے کی پیروی کرتے ہیں کہ حدود کو شبہات کے ذریعے دور کرو جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ جرم طبعی طور پر دونوں اطراف سے واقع ہوتا ہے اور یہ ممکن نہیں ہے کہ زنا دونوں کے بغیر متحقق ہو نیز ان کے رائے یہ بھی ہے کہ جب ایک کو شبہ کی وجہ سے سزا سے معافی دی جارہی ہے تو دوسرے کے حق میں بھی شبہ کی وجہ سے حد کو ساقط کر کے صرف تعزیر کا حکم لگایا جائے گا[۱]۔

٦۔بچے سے زیادتی کے بعد اس کا قتل

اگر کوئی شخص بچے کے ساتھ زیادتی کے بعد اس کو قتل کر دے تو اس صورت میں اس قاتل شخص کو قصاصاً قتل کیا جائے اور اگر بچے یا بچی کے ساتھ اجتماعی زیادتی کی گئی ہو اور اس کے بعد بچے یا بچی کو قتل کر دیا گیا ہو یا اسی زیادتی کے دوران وہ بچہ یا بچی مر جائے تو بہر صورت قتل اور زیادتی میں ملوث افراد کو قصاصاً قتل کرنے کا حکم دیا جائے گا۔جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى﴾[۲]

ترجمہ: اے ایمان والو! فرض کر دیا گیا ہے تم پر قصاص لینا مقتولوں کا (یعنی قتل کے بدلہ میں قتل)

دوسرے مقام پر فرمایا

﴿وَلَكُمْ فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾[۳]

ترجمہ: اور تمہارے لئے قصاص کے (حکم میں) زندگی ہے اے عقل والو! تا کہ تم بچے رہو (خونریزی سے)

اسی طرح صحیح بخاری میں روایت ہے۔

((عن سعيد بن المسيب ان عمر بن الخطاب قتل نفراً خمسة اوسبعة برجل واحد قتلوة قتل غيلة وقال عمر لوتمالا عليه اهل صنعاء لقتلهم جميعاً))[٤]

مظاہر حق جدید میں اس کے تحت لکھا ہے۔

"ترجمہ: حضرت سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے پوری جماعت جس کے پانچ یا سات افراد تھے ایک آدمی کے قتل کی وجہ سے قتل کیا۔ جنھوں نے خفیہ دھوکہ دہی سے

(۱)۔سلسلۃ الثقافہ العامۃ التشریع الجنائی الاسلامی مقارنا بالقانون الوضعی، عبد القادر عودہ، (۲/ ۳۵۸-۳۵۷)

(۲)۔سورۃ البقرۃ (۱۷۸:۱)

(۳)۔سورۃ البقرۃ (۱۷۹:۱)

(۴)۔الصحیح البخاری (۲/ ۵۵۴)

اسے قتل کیا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا اگر تمام اھل صنعاء والے اس کے قتل میں مدد گار ہوتے تو میں سب کو قتل کر دیتا۔"(۱)

اس روایت میں دلیل ہے کہ اگر ایک آدمی کے قتل میں بہت سے لوگ شریک ہوں تو سب کو قتل کیا جائے گا۔

اسی طرح الفقہ الجنائی فی الاسلام میں ہے۔

"لو تمالا فریق من النباة علیٰ قتل مسلم معصوم مطلقاً هل یقتلون جمیعاً جزاء اشتراکهم فی جریمة القتل؟ اتفقت جماهیر العلماء وعامة المذاهب الحنفیة والمالکیه والشافیه والحنابلة علی ان الجماعة تقتل بالواحد اذا قتلوه عمداً او عدوانا، یستوی فی ذالک ان یقتلوه بمحدد ام بغیره مع اعتبار مخالفة الحنفیة فی القتل بغیر المحدد ویستوی فیه کذالک ان یقتلوه القاء من شاهق اوفی بئر او بحر اوبحجر ثقیل او یخنقوه خنقاً او غیر ذالک من صور القتل ولا یوثر فی وجوب القود علیهم مالو تفاضلت جراحاتهم فی العدد والفحش والارش ویستوی فیه ایضاً ان یکون عدد القتلة الخباة قلیلاً اوکثیراً کان یکونو ثلاثة اوعشرة ۔ ۔ ۔ "(۲)

مذکورہ بالا عبارت میں سوال مذکور ہے کہ اگر ایک جماعت ایک بے گناہ مسلمان کے قتل میں معاون ہو یا اکٹھی ہو کر قتل کرے تو کیا پوری جماعت کو قتل کیا جائے گا۔ تو جواب میں لکھا ہے کہ جمہور فقہاء بشمول حنفیہ، شافیعہ، مالکیہ، حنابلہ کے سب کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر ایک گروہ مل کر ایک شخص کو قتل کرے تو سزا میں اس سارے گروہ کو قصاصاً قتل کیا جائے گا خواہ وہ قتل تیز دھار آلہ سے ہو یا مقتول کو کنویں یا دریا میں دھکا دیا گیا ہو یا کوئی بڑا بھاری پتھر اسے مارا گیا ہو یا مقتول کا گلہ گھونٹ کر اسے قتل کیا گیا ہو تو بدلہ میں قصاصاً سب کو قتل کیا جائے گا جو قتل میں شریک ہوں گے۔ خواہ ان کی تعداد کم ہو یا زیادہ۔

۷۔ محرم بچی کے ساتھ زیادتی کا حکم

دورِ حاضر میں بہت سے ایسے واقعات میڈیا و سوشل میڈیا کی زینت بنے ہوئے ہیں جن میں بچوں سے زیادتی کے واقعات میں اپنے ہی سگے رشتہ دار باپ، ماموں وغیرہ ملوث ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی عاقل بالغ شخص اپنی کسی ذی رحم محرم بچی کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنائے تو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایسے شخص کو جمہور علماء کی رائے کے مطابق قتل کیا جائے گا اور ان صورتوں میں جنسی زیادتی کرنے والا شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ بہرِ صورت اس کی سزا قتل ہے۔ جیسا کہ مذکورہ ہے۔

"وذالک مالو وقع الرجل علی ذات محرم من محارمه من النسب او الصهریة کمالو زنا بابنة اخیه او ابنة اخته او زوجة ابیه او زوجة ابنه فلا جرم ان ذالک ضرب من الزنا لا ینحدر الیه الاافاسدالفطرة شائه

(۱)۔ مظاہر حق، ج۳/ ص۵۸۸

(۲)۔ الفقہ الجنائی فی الاسلام، ص۸۲-۸۳

الطبع وهو ضرب مستقبح ومشين لا يحتمل غير القتل من غير تفريق بين محصن وغير محصن وفي هذا اخرجه البيهقى عن ابن عباس قال:قال رسول الله من وقع علىٰ ذات محرم فاقتلوه"[۱]

۸۔ صرف بچوں کو مختلف طرح سے ہراساں کرنے کی سزا

اگر کوئی شخص صرف بچوں کو تنگ کر رہا تھا یا ان کے بدن کے مختلف حصوں کو شہوت کے ساتھ یا ویسے ہی ٹٹول رہا تھا تو چوں کہ ایسے شخص کی سزا یا کفارہ شریعت میں مقرر نہیں لہٰذا ایسے شخص پر حاکمِ وقت یا قاضی تعزیر جاری کرے گا اور تعزیر کی سزاؤں میں سے یعنی کوڑے مارنا، جلاوطن کرنا، کوئی اور جسمانی سزا دینا وغیرہ میں سے کوئی بھی سزا امام یا قاضی تجویز کر سکتا ہے۔

"لو ان اتى معصية لا حد فيها ولا كفارة كمالو باشرا امرأة اجنبية فيما دون الفرج او سرق مالاً دون النصاب او سرق نصابا من غير حرز او فعل جناية لا قصاص فيها فقد وجب فيه التعزير وذالک منوط تقديره باجتهاد السطان"[۲]

اسی طرح امام مالک کے دور میں ایک شخص کو پکڑا گیا جس نے بچے کو برہنہ کر کے اپنے سینہ کے ساتھ لگا رکھا تھا پھر اس شخص کو تعزیراً چار سو کوڑے مارے گئے جس سے اس شخص کا بدن سوج گیا اور وہ بندہ مر گیا اور امام مالک کو اس کی سزا پر کبھی پچھتاوا نہ ہوا۔

"علىٰ هٰذا فان مشهور المذهب المالكى انه يزاد فى التعزير على الحد فى بعض الاحوال فقد امرالامام مالک بضرب رجل وجد مع صبى قدجرده وضمه الى صدره فضربه اربعمائة فانتفخ ومات ولم يستعظم مالک ذالک"[۳]

---

(۱)۔ الفقہ الجنائی فی الاسلام، ص ۲۷۴

(۲)۔ ایضاً، ص ۴۲۵

(۳)۔ ایضاً، ص ۴۱۹

فصلِ دوم:

جنسی ہراسانی کی قانونی سزا

تعزیراتِ پاکستان میں مذکور بچوں سے جنسی زیادتی کی مختلف صورتیں اور ان کی سزائیں

ما قبل میں بچوں سے جنسی بدفعلی اور جنسی زیادتی کی مختلف صورتیں اور ان کی شرعی سزاؤں کو ذکر کرنے کے بعد اب تعزیراتِ پاکستان میں مذکور بچوں سے متعلق زیادتی کی مختلف صورتوں اور ان کی سزاؤں کا تذکرہ کریں گے۔

نوٹ: زیر نظر تمام تر دفعات پیکا قوانین[۱] ۲۰۱۶ء اور مجموعہ تعزیرات پاکستان ۱۸۶۰ء سے اخذ کی گئی ہیں اور مجموعہ ھٰذا میں آخری دفعہ ترمیم ۰۶-۱۰-۱۸۶۰ء میں کی گئی ہے۔

۱۔ بچی سے زیادتی کی سزا

تعزیراتِ پاکستان زیر دفعہ ۳۷۵-۳۷۶ کے تحت اگر کوئی بھی شخص سولہ سال سے کم عمر لڑکی کے ساتھ جنسی زیادتی کا ارتکاب کرے خواہ لڑکی کی رضامندی سے ہو یا لڑکی کی رضامندی کے بغیر ہو بہرِ صورت اس کو درج ذیل سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

۱۔ زنا یا زیادتی کے مرتکب شخص کو سزائے موت دی جاسکتی ہے۔

۲۔ کسی ایک قسم کی قید کی سزا دی جاسکتی ہے جو نہ تو دس سال سے کم ہو گی اور نہ پچیس سال سے زائد ہو گی۔

۳۔ اور ایسا شخص جرمانہ کا بھی مستوجب ہو گا۔

۲۔ بچے سے جنسی بدفعلی کی سزا

اگر کوئی شخص کسی لڑکی یا لڑکے یا بچے کے ساتھ خلاف وضع فطری مباشرت یعنی لواطت کرے تو اس صورت میں ایسے شخص کو درج ذیل سزائیں دی جاسکتی ہیں جو کہ تعزیراتِ پاکستان زیر دفعہ ۳۷۷ میں درج ہیں۔

---

(۱) ۔ پیکا قوانین سے مراد پاکستان میں الیکٹرانک جرائم کی راک تھام کیلئے ۲۰۱۶ء میں بنایا جانے والا بل ہے۔

۱۔ ایسے شخص کو عمر قید کی سزا بھی دی جاسکتی ہے۔

۲۔ کسی ایک قسم کی قید کی سزا جس کی مدت نہ تو دو سال سے کم ہو نہ دس سال سے زائد ہو۔

۳۔ نیز ایسا شخص جرمانہ کا بھی مستوجب ہو گا۔

نوٹ: مذکورہ دونوں صورتوں میں جرم کے لیے مطلوبہ جنسی مباشرت کے تعین کے لیے صرف دخول ہی کافی ہو گا۔

۳۔ لڑکی سے اجتماعی زیادتی کی سزا

جب دو یا دو سے زیادہ افراد مشترکہ ارادے کی تکمیل کے لیے کسی بچی یا لڑکی کو اپنی جنسی ہوس کا نشانہ بنا کر زنا بالجبر کا ارتکاب کریں تو ایسے تمام تر افراد کو تعزیراتِ پاکستان زیرِ دفعہ ۳۷۶ کی شق نمبر ۲ کے تحت مندرجہ ذیل سزائیں دی جاسکتی ہے۔

۱۔ ہر ایک شخص کو موت کی سزا دی جاسکتی ہے۔

۲۔ یا مرتکب افراد میں سے ہر شخص کو عمر قید کی سزا دی جاسکتی ہے۔

۴۔ بچے سے جنسی بد فعلی کی کوشش کرنے کی سزا

اگر کوئی شخص بچے کے ساتھ جنسی بد فعلی کرنے کی صرف کوشش کرتا ہے مثلاً کوئی شخص بچے کے ساتھ جنسی زیادتی کا ارتکاب کرنے لگا تو بچے نے چیخنا چلانا شروع کر دیا جس سے ڈر کر وہ مجرم بھاگ گیا یا لوگوں نے بچے کی چیخ و پکار سن کر اس شخص کو پکڑ لیا اور بچے کو بازیاب کروالیا تو اس صورت میں ایسے شخص کو تعزیراتِ پاکستان زیر دفعہ ۳۷۷ اور ۵۱۱ کے تحت درج ذیل سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

۱۔ ایسے شخص پر جرمانہ عائد کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ یا کسی ایک قسم کی سزائے قید دی جاسکتی ہے جس کی زیادہ سے زیادہ مدت پانچ سال تک ہو سکتی ہے۔

۵۔ لڑکی یا بچی سے زیادتی کی کوشش کرنے کی سزا

اگر کوئی شخص کسی لڑکی یا بچی سے زیادتی کی صرف کوشش کرتا ہے مثلاً کوئی شخص کسی لڑکی کو زیادتی کا نشانہ بنانے ہی لگا تھا کہ لڑکی نے چیخ و پکار شروع کر دی اور لوگوں نے آکر اس شخص کو پکڑ لیا تو اس صورت میں اس شخص کو تعزیراتِ پاکستان زیر دفعہ ۳۷۵ اور ۵۱۱ کے تحت درج ذیل سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

۱۔ ایسا شخص جرمانہ کا مستوجب ہو گا۔

۲۔ ایسے شخص کو کسی ایک قسم کی قید کی سزا دی جاسکتی ہے جو حقیقت میں اس فعل کے سرزد ہونے کی صورت میں دی جانے والی طویل قید کی سزا کا نصف ہو۔ یعنی ایسے شخص کو کسی ایک قسم کی قید کی سزا دی جاسکتی ہے جس کی مدت زیادہ سے زیادہ ساڑھے بارہ سال ہو۔

۶۔ چودہ سال سے کم عمر بچہ یا بچی کا اغواء

اگر کوئی شخص کسی ۱۴ سال سے کم عمر دوسرے بچے کو اس غرض سے اغواء کرے کہ اس کا قتل عمد کرنا، یا اس کا جنسی استحصال کرنا یعنی خود جنسی زیادتی کرنا یا کسی دوسرے کو جنسی ہوس کی تسکین کے لیے اسے پیش کرنا مقصود ہو تو ایسے شخص کو تعزیراتِ پاکستان زیر دفعہ ۳۶۴ کے تحت درج ذیل سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

۱۔ عمر قید یا سزائے موت دی جاسکتی ہے۔

۲۔ اتنی مدت کی سخت قید کی سزا دی جاسکتی ہے جو نہ تو چودہ سال سے زائد ہو اور نہ ہی سات سال سے کم ہو۔

۷۔ اٹھارہ سال سے کم عمر لڑکی کو غیر اخلاقی یا غیر قانونی مقصد کے لیے لیجانے کی سزا

اگر کوئی شخص کسی لڑکی کو جو کہ نابالغ ہو اور اس کی عمر ۱۸ سال سے کم ہو تو کسی دوسرے شخص کے ساتھ جماع کرنے پر مجبور کرے یا کسی غیر کے ساتھ جماع کرنے کی ترغیب دے یا کسی ایسی جگہ ساتھ لیجائے جہاں اسے اس امر کا مکمل طور پر احتمال ہے کہ اس لڑکی کو مجبور کیا جائے گا اور اسے پھسلایا جائے گا تو ایسے شخص کو تعزیراتِ پاکستان، دفعہ ۳۶۶ کے تحت درج ذیل سزا دی جاسکتی ہے۔

۱۔ ایسے شخص کو دس سال تک کی قید کی سزا دی جاسکتی ہے۔

۲۔ ایسا شخص جرمانہ کا بھی مستوجب ہو گا۔

۸۔ کسی بھی عمر کے لڑکے یا لڑکی کو بدنیتی یا بدفعلی کی نیت سے اغواء کرنے کی سزا

اگر کوئی شخص کسی بچے یا بچی کو ضرر پہنچانے یا غلام بنانے، یا غیر فطری شہوت کے حصول کے لیے لے بھاگے یا اغوا کرلے تو اس صورت میں تعزیراتِ پاکستان دفعہ الف-۳۶۷ کے تحت درج ذیل سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

۱۔ کسی بھی قسم کی قید کی سزا جس کی زیادہ سے زیادہ مدت دس سال تک ہو گی۔

۲۔ ایسا شخص جرمانہ کا مستوجب بھی ہو گا۔

۹۔ عصمت فروشی کی غرض سے لڑکیوں کی خرید و فروخت کی سزا

اگر کوئی شخص عصمت فروشی کی غرض سے لڑکی کی خرید و فروخت کرے جیسا کہ عموماً طوائفوں کے کوٹھوں اور قحبہ خانوں پر کیا جاتا ہے تو ایسی صورت میں تعزیراتِ پاکستان زیرِ دفعہ ۳۷۱ الف اور ب کے تحت مذکورہ شخص کو درج ذیل سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

۱۔ ایسے شخص کو پچیس سال تک کے لیے قید کی سزا دی جاسکتی ہے۔

۲۔ ایسا شخص جرمانے کا بھی مستوجب ہو گا۔

بچوں سے زیادتی کے بڑھتے ہوئے واقعات اور زینب الرٹ بل

گزشتہ سال جنوری ۲۰۲۰ء میں پاکستان کی قانون ساز اسمبلی نے بچوں اور بچیوں کے تحفظ کے لیے قصور میں زیادتی کے بعد قتل کی جانے والی بچی کے نام سے زینب الرٹ ریسپانس اینڈ ریکوری بل متفقہ طور پر منظور کر لیا ہے جو کہ درج ذیل اہم نکات پر مبنی ہے۔

۱۔ بچے کے اغواء یا زیادتی کا شکار ہونے کی صورت میں پولیس کے لیے ضروری ہو گا کہ دو گھنٹوں کے اندر اندر ایف آئی آر درج کرے۔

۲۔ ایف آئی آر نہ درج کرنے یا ایف آئی آر کے اندراج میں تاخیر یا رکاوٹ ڈالنے والے پولیس افسر کو ۲ سال تک سزا اور ایک لاکھ روپے جرمانہ ہو گا۔

۳۔ ضلع کا سیشن جج خصوصی طور پر کیس مجسٹریٹ یا جج کے حوالہ کرے گا اور اس کے ذمہ لازمی وضروری ہو گا کہ وہ کیس کو ۳ ماہ کے اندر اندر نمٹائے۔

۴۔ اس بل میں یہ بھی تجویز کیا گیا ہے کہ بچوں کے جنسی استحصال کی صورت میں دی جانے والی سزا کو زیادہ سے زیادہ دس سال تک کو بڑھا کر چودہ سال تک کر دیا جائے۔

۵۔ اس بل کے تحت قومی کمیشن برائے حقوق بچگان کا نام تبدیل کر کے زینب الرٹ ریسپانس اینڈ ریکوری ایجنسی رکھا گیا ہے۔ نیز اس ادارے کی سربراہی ایک ڈائریکٹر جنرل رینک کے آفیسر کو دی جائے گی جس کا انتخاب وزیرِ اعظم قواعد وضوابط کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کریں گے۔

۶۔ نیز مذکورہ ادارہ بچے کی گمشدگی سے لے کر باحفاظت اس کی بازیابی تک تمام مؤثر اقدامات کرے گا۔

۱۰۔ چائلڈ پورنوگرافی کی پاکستانی قوانین میں سزا:

انسداد الیکٹرانک کرائمز ایکٹ ۲۰۱۵ء کی چائلڈ پورنوگرافی کی شق کے مطابق اگر کوئی آدمی کسی بچے کی فحاشی یا عریانی پر مبنی تصاویر یا ویڈیوز یا دوران جنسی استحصال برہنہ ونازیبا ویڈیوز بناتا ہے تو یہ تصاویر یا ویڈیو بنانے والا، اسے فروخت کرنے والا اور اسی طرح ان تصاویر یا ویڈیوز کو آگے شیئر یا منتقل کرنے والا ہر ایک شخص مجرم شمار ہو گا۔

اور اس جرم کی سزا زیادہ سے زیادہ سات سال قید یا پچاس لاکھ روپے جرمانہ یا بیک وقت دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں نیز متاثرہ بچہ، اس کے والدین یا کفیل حکام بالا کو یہ درخواست بھی کرسکتے ہیں کہ متعلقہ مواد کو انٹرنیٹ سے ہٹا دیا جائے۔[۱]

۱۱۔ سوشل میڈیا یا انٹرنیٹ پر ہراساں کرنا:

اگر کوئی کسی شخص یا بچوں کو سوشل میڈیا کی کسی ایپ یا انٹرنیٹ پر جنسی طور پر ہراساں کرتا ہے یا ناشائستہ گفتگو کرتا ہے یا کوئی ایسا عمل کرتا ہے جس سے وہ شخص یا بچہ ذہنی دباؤ کا شکار ہو تو یہ بھی قانوناً جرم ہے جس کی سزا تین سال تک قید اور ۱۰ لاکھ روپے جرمانہ ہے۔[۲]

۱۲۔ بچے کا جنسی زیادتی کے بعد قتل کی سزا:

اگر کوئی شخص کسی بچے کو جنسی بدفعلی کے بعد قتل کردے تو ایسے شخص پر تعزیرات پاکستان کے تحت درج ذیل دفعات لاگو ہوں گی۔

۱۔ دفعہ ۳۰۲ کے مطابق قصاس کے طوپر سزائے موت دی جائے گی اور اگر اسلام کے احکام کے مطابق قصاص کی سزا قابل اطلاق نہ ہو تو پچیس سال تک کے لیے قید کی سزا دی جاسکتی ہے۔

۲۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۷۷ کے تحت ایسے شخص کو عمر قید کی سزا یا کسی ایک قسم کی قید کی سزا جس کی مدت دو سال سے دس سال کے درمیان ہو دی جائے گی اور ایسا شخص جرمانہ کا بھی مستوجب ہو گا۔

۱۳۔ بچی کو جنسی زیادتی کے بعد قتل کرنے کی سزا:

اگر کوئی شخص کسی بچی کو جنسی زیادتی کے بعد قتل کر ڈالتا ہے تو ایسی صورت میں تعزیرات پاکستان کے تحت اس کو درج ذیل سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

۱۔ دفعہ ۳۰۲ کے تحت قصاص کے طور پر سزائے موت دی جائے گی اور اگر اسلام کے احکام کے مطابق قصاص کی سزا قابل اطلاق نہ ہو تو پچیس سال تک کے لیے قید کی سزا دی جاسکتی ہے۔

۲ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۷۵-۳۷۶ کے تحت کارروائی عمل میں لاتے ہوئے درج ذیل سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

۱۔ زیادتی کے مرتکب مجرم کو سزائے موت دی جاسکتی ہے۔

۲۔ کسی ایک قسم کی قید کی سزا جو نہ تو دس سال سے کم ہو اور نہ پچیس سال سے زیادہ ہو۔

---

(۱)۔ چائلڈ پورنوگرافی کیا ہے اور اس کی سزا کیا ہے https:///www.humsub.com.pk/۲۵۷۸۰۳ پیکا آرڈیننس ۲۰۱۶

(۲)۔ ایضا

۳۔ ایسا شخص جرمانہ کا بھی مستوجب ہو گا۔

۱۴۔ الیکٹرانک میڈیا پر بچوں کے جنسی استحصال پر مبنی مواد کے حصول اور تشہیر کی سزا:

اگر کوئی شخص کسی بچے کی جنسی استحصال پر مبنی ویڈیو بناتا ہے یا اسے گروپ وغیرہ میں شیئر کرتا ہے یا اس کی کسی اور طرح تشہیر کرتا ہے تو ایسے شخص کو پاکستان کے سائبر قوانین کے تحت سات سال قید یا ۵۰ لاکھ روپے تک کا جرمانہ ہو سکتا ہے یا یہ دونوں سزائیں بیک وقت دی جا سکتی ہیں۔

۱۵۔ الیکٹرانک میڈیا پر بچوں کو ہراساں کرنا

اگو کوئی شخص الیکٹرانک میڈیا یا سوشل میڈیا پر یا آن لائن کسی بچے کو جنسی طور پر ہراساں کرتا ہے تو اس صورت میں سائبر کرائم قوانین کے تحت ایسے شخص کو ۳ سال تک کی قید کی سزا یا دس لاکھ روپے تک جرمانہ کیا جا سکتا ہے یا دونوں سزائیں بیک وقت دی جا سکتی ہیں۔

فصل سوم:

جنسی ہراسانی کی سزا کے نفاذ میں مسائل

کسی بھی معاشرے میں امن و سلامتی کا قیام تب ممکن ہے جب اس معاشرے میں انصاف کا بول بالا ہو اور ہر خاص وعام کے حق میں فیصلہ انصاف کے اصولوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کیا جائے۔ ہمیشہ وہی معاشرے تباہی و بربادی کا شکار ہوئے جنھوں نے انصاف سے منہ موڑ کر ناانصافی کی راہ اختیار کی اور کمزوروں اور لاچاروں کے حق میں انصاف اور دادرسی کے بجائے ناانصافی سے کام لیا اور ان کے حقوق کو غصب کیا۔

اسلام وہ واحد دین ہے جس نے انسانی حقوق کا عالمگیر ضابطہ متعارف کروایا جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے خطبہ حجۃ الوداع میں مسلمانوں کو ایسے سنہرے اور خوبصورت اصول بتائے جو آج بھی بہت سی اسلامی مملکتوں کے علاوہ غیر اسلامی ریاستوں کے منشور کا بھی حصہ ہیں اور ان اصول کو بیان کرنے کا بنیادی مقصد انسانوں کی اخلاقی، سیاسی، معاشرتی اور معاشی زندگی کو بہتر بنانا ہے۔

ان اصولوں کے تحت کسی بھی فرد کو رنگ و نسل، قوم و قبیلہ کی بنیاد پر کسی دوسرے فرد پر کوئی فوقیت حاصل نہیں اور نہ اس میں کسی صنفی امتیاز کا تذکرہ کیا گیا ہے بلکہ معاشرے کے کمزور افراد مثلاً عورتوں، بچوں، غلاموں کے حقوق اور ان کے ساتھ صلہ رحمی اور نرمی کے ساتھ پیش آنے کی تلقین کی گئی ہے اور بصورتِ دیگر سزا و جزا کے سخت نتائج سے آگاہ کیا گیا ہے۔

مختلف اعتبارات سے پاکستان کا شمار ترقی پذیر ممالک میں ہوتا ہے جہاں معاشرے میں بگاڑ کی سب سے بڑی وجہ شرح خواندگی میں کمی ہے۔ پاکستانی معاشرے کے اندر چند بنیادی مسائل میں سے ایک بڑا اور اہم مسئلہ انصاف کا حصول ہے۔ فصل ہٰذا میں ہم اسی سے متعلقہ مسائل کو زیرِ بحث لائیں گے اور ان کا حل تلاش کریں گے۔

مسائل

ا۔ لاقانونیت

پاکستان میں بڑھتے ہوئے جرائم کی بنیادی اور بڑی وجہ یہ ہے کہ قوانین کتابوں کی حد تک تو موجود ہیں لیکن ان پر حقیقی عمل درآمد نہ ہونے کے برابر ہے ملک میں لاقانونیت کا راج ہے۔ غریب کوئی معمولی جرم بھی کرے تو قانون فوراً حرکت میں آجاتا ہے جب کہ امیر اور اثر ورسوخ رکھنے والا شخص اگر کوئی سنگین جرم بھی کر گزرے تو اولاً تو قانون حرکت میں آتا ہی نہیں، لیکن دورِ حاضر چونکہ سوشل میڈیا کا دور ہے اور فوراً خبر وڈیوز اور تصاویر کی صورت میں میڈیا اور سوشل میڈیا کی زینت بن جاتی ہے لہٰذا اس خوف سے اگر ادارے وقتی طور باثر افراد کے خلاف

کارروائی عمل میں لے بھی آئیں تو بعد میں ہونے والی قانونی کاروائی میں اس قدر سقم پیدا کر دیتے ہیں کہ مجرم استثناء اور کیس میں پیدا کیے گئے شکوک وشبہات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے باعزت بری ہو جاتا ہے۔ جب کہ دوسری جانب ظلم وزیادتی کا شکار مظلوم افراد دہائیاں دیتے رہ جاتے ہیں اور وسائل کی کمی کے باعث بااثر افراد کے خلاف مزید کارروائی سے گریز کرتے ہیں۔

لہٰذا ضروری ہے کہ ملک سے لاقانونیت کو ختم کیا جائے اور اداروں کو اس بات کا پابند بنایا جائے کہ وہ بلا تفریق انصاف پر مبنی فیصلے کریں اور اس معاملے میں کسی بھی قسم کا اثر ورسوخ قبول نہ کریں اور نہ ہی کسی بھی بااثر شخصیت کے دباؤ میں آئیں۔

۲۔ کمزور عدالتی نظام

پاکستان کا عدالتی نظام نہایت سست اور کمزور ہے جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب بھی کبھی کرپشن کی بات کی جائے تو عوام کی نظر عدالتِ عظمیٰ کی طرف اٹھتی ہے، لیکن جب یہی عدالت کرپشن کے الزامات کو طول دے اور کرپشن میں ملوث افراد کو ضمانت پر رہا کر دے تو مجرموں کو سزائیں کیسے ملیں گی یہ پاکستان کی عدالتوں پر سوالیہ نشان ہے لیکن اس کے برعکس دوسری جانب یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک غریب شخص کو مرنے کے بھی دو سال بعد قید وبند کی صعوبتیں برداشت کر کے باعزت بری ہونے کا پروانہ ملتا ہے جبکہ امیر کو فوراً ضمانت پر رہا کر دیا جاتا ہے۔

جنسی زیادتی کے بڑھتے ہوئے واقعات کی بھی ایک بڑی وجہ ہمارا کمزور عدالتی نظام ہے جس کے باعث بچوں سے زیادتی کرنے والے مجرم با آسانی عدالت سے ضمانت پر رہا ہو جاتے ہیں اور بعد میں زیادتی کا شکار بننے والے بچے اور اہلِ خانہ کو ڈرا دھمکا کر مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ اپنا کیس واپس لیں جیسا کہ قصور میں ہونے والے بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے واقعات میں ہوا ہے جہاں بچوں کے ساتھ زیادتی کے ساتھ ساتھ ان کی نازیبا ویڈیوز بھی بنائی جاتی تھیں اور پھر وہ ویڈیوز فحش ویب سائٹ کو مہنگے داموں فروخت کی جاتی تھیں۔ سینکڑوں بچوں کو درندہ صفت انسانوں نے اپنی جنسی ہوس کا نشانہ بنایا بالکہ بعض بچوں کو تو اجتماعی زیادتی کا نشانہ بھی بنایا گیا یہ سلسلہ ۲۰۰۳ء سے ۲۰۱۵ء تک جاری رہا اور اس دوران بچوں کو بلیک میل کر کے ان سے یہ مجرم پیسے بھی وصول کرتے رہے اور دوسری جانب ان کی ویڈیوز فحش ویب سائٹ کو بھی فروخت کرتے رہے۔

یہ گھناؤنا کاروبار مزید بھی جاری رہتا اگر انگریزی روزنامہ "دی نیشن" اس کی کھوج لگا کر اس سے پردہ نہ اٹھاتا لیکن افسوس ہمارے کمزور عدالتی نظام کی وجہ سے اکثر وبیشتر بچوں اور لواحقین نے اپنے کیس واپس لئے جس کے باعث مجرم پھر آزاد ہو گئے۔

پاکستان کے عدالتی نظام میں موجود کمزوریاں

۱۔عدالتوں میں مقدمات کی سماعت کو طوالت دینا۔

۲۔فریقین میں سے کسی ایک کا آگے کی تاریخ لے لینا۔

۳۔وکلاء کا جھوٹے مقدمات کی پیروی کرنا۔

۴۔موقع پر موجود گواہوں کا ڈر اور خوف کی وجہ سے گواہی دینے سے انکار۔

۵۔گواہوں کا غیر محفوظ ہونا۔

۶۔ججوں کا جانبدار ہونا۔

۷۔جدید تکنیکی نظام سے لاعلمی / عدم واقفیت۔

۸۔ججوں اور پولیس انتظامیہ کا رشوت لینا اور مقدمہ کی نوعیت کو ہی تبدیل کر دینا۔

۹۔زیادتی کا شکار افراد اور ان کے اہلِ خانہ کو تحفظ فراہم نہ کرنا۔

۱۰۔جھوٹی گواہیاں۔

۱۱۔گواہوں کا بیان سے منحرف ہونا۔

۱۲۔مقدمات کی سماعت اور فیصلوں میں سیاسی مداخلت۔

۱۳۔زیادتی کا شکار بچوں سے دورانِ سماعت وکلاء کا نازیبا سوالات کرنا۔

۱۴۔وکلاء کی بھاری بھرکم فیس۔

یہ وہ کمزوریاں ہیں جو ہمارے عدالتی نظام میں پائی جاتی ہیں جس کے باعث غریب اور لاچار افراد کسی بھی قانونی کارروائی سے گریز کرتے ہیں۔(۱)

۳۔بروقت قانونی اداروں کو مطلع نہ کرنا

ایک اور بڑی وجہ مجرموں کے کیفرِ کردار تک نہ پہنچنے کی یہ ہے کہ ظلم و زیادتی کا شکار افراد پولیس اور دیگر متعلقہ قانونی اداروں کو واقعہ کی اطلاع کرنے میں دیر کر دیتے ہیں جس کے باعث شواہد اور گواہ ڈھونڈنا پولیس کے لیے مشکل ہو جاتا ہے جس کا فائدہ اُٹھا کر مجرم کیس سے باعزت بری ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات بچوں کے والد شرم کے مارے پولیس کے پاس جاتے ہی نہیں۔

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اگر کسی بچے کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا ہو تو فوراً پولیس کو اطلاع کریں اور ۲۴ گھنٹوں کے اندر اندر طبی معائنہ بذریعہ پولیس کروائیں اور تمام تر ثبوت مثلاً بچے کے خون آلودہ کپڑے وغیرہ تفتیشی

---

(۱).https://www.express.pk/story/۱۰۸۳۲۰۷/۱ Date,۲۰۲۱/۹/۲۵ء

پولیس افسر کے حوالے کریں اور پھر وہ افسر پارسل بنا کر متعلقہ ادارے "کرمنل ایگزیمنز" کو بھجوائے۔ یہ معائنہ چوبیس گھنٹوں کے بعد ہونے کی صورت میں شواہد کے نہ ملنے کا بھی امکان ہے۔

طبی معائنہ سرکاری ہسپتال سے کروا کر میڈیکل رپورٹ ضرور حاصل کریں اگر پولیس میڈیکل کروانے میں لیت ولعل سے کام لے تو عدالت میں میڈیکل کروانے کی درخواست دائر کریں۔ اگر ممکن ہو تو ملزم کو بھی گرفتار کروا کر اس کا میڈیکل کروائیں تاکہ میڈیکل رپورٹ حقیقت پر مبنی ہو۔ اسی طرح گاہے بگاہے تفتیشی افسر سے ملاقات کریں اور کیس سے متعلقہ معلومات حاصل کریں۔"[1]

۴۔ زیادتی کا شکار بچوں سے مجرموں جیسا سلوک:

مجرموں کو سزا نہ ملنے کی ایک اور بڑی وجہ یہ ہے کہ پولیس اور متعلقہ ادارے بسا اوقات زیادتی کا شکار بچوں کے ساتھ مجرموں جیسا سلوک روا رکھتے ہیں اور دورانِ تفتیش انتہائی سخت رویہ اپناتے ہیں جس کے باعث بچے اور والدین پولیس کی کارکردگی سے نالاں ہوتے ہیں اور اپنے کیس یا تو درج ہی نہیں کرواتے یا پولیس کا غیر مناسب رویہ دیکھ کر اپنا کیس واپس لے لیتے ہیں۔

"لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ پولیس کو اس بات کا پابند بنایا جائے کہ وہ زیادتی کا شکار بچوں سے نرم لہجے اور دوستانہ ماحول اپناتے ہوئے تفتیش کرے تاکہ بچہ خود کو محفوظ سمجھتے ہوئے تمام تر واقعہ سے پولیس کو آگاہ کرے۔"[2]

۵۔ قانونی چارہ جوئی سے عدم واقفیت:

"ایک اور بڑی وجہ مجرموں کے کیفرِ کردار تک نہ پہنچنے کی یہ ہے کہ مظلوم افراد اور ان کے خاندان کو معلومات ہی نہیں ہوتیں کہ زیادتی کی صورت میں پولیس کو شکایت کیسے کرنی ہے۔ ڈی این اے، میڈیکل رپورٹ اور قتل کی صورت میں پوسٹ مارٹم رپورٹ کتنی اہمیت کی حامل ہے۔ اس کے علاوہ دیگر شواہد مثلاً خون آلود کپڑے وغیرہ میڈیکل رپورٹ کے لیے جلد از جلد پولیس کے حوالے کرنے ہیں کیوں کہ مذکورہ ٹیسٹ جرم کے ارتکاب کے تین دن کے اندر اندر کروانے ضروری ہوتے ہیں۔ بہت سے جنسی جرائم پر مبنی مقدمات صرف ان معلومات اور ٹیسٹ بروقت نہ ہونے کی وجہ سے خارج کر دیئے جاتے ہیں۔

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام الناس کو آگاہ کیا جائے کہ اگر خدانخواستہ کسی بچے کے ساتھ کوئی جنسی درندہ زیادتی کرے تو فی الفور یہ تمام تر اقدامات کئے جائیں تاکہ مجرم کیفرِ کردار تک پہنچ سکے۔"[1]

---

(۱)۔ انصاف کی دستک برائے ساحل، ص ۷

(۲)۔ جنسی جرائم کا سدِباب ناگزیر، ۲۵ ستمبر ۲۰۲۰ء، https://www.express.pk/story/۲۰۸۴۹۹۳/۲۶۸

۶۔رشوت خوری:

ایک اور بڑی اور اہم وجہ یہ ہے کہ مجرم پولیس، وکیل اور ججوں کو رشوت دے کر مقدمہ کی نوعیت ہی تبدیل کروالیتے ہیں۔ اور اسی طرح رشوت دے کر جج سے فیصلہ اپنے حق میں کروالیتے ہیں، اور بسا اوقات تو یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ مجرم رشوت کے ذریعے الٹا فریق مخالف کو پھنسا دیتے ہیں اور پولیس وکلاء اور ججوں کی مدد سے خود باعزت بری ہو جاتے ہیں۔ یوں مظلوم افراد اور ان کے خاندان کو لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں۔

۷۔پاکستان میں موجود تھانہ کلچر

جرائم کے بڑھنے کی ایک اور بڑی وجہ پاکستان میں موجود تھانہ کلچر ہے اگرچہ وقت کے ساتھ ساتھ اس میں اصلاحات کی جارہی ہیں لیکن اس کے باوجود عوام الناس کا مکمل اعتماد پولیس پر بحال نہ ہوسکا۔

عوام الناس پولیس سے خوفزدہ ہیں اور اسی وجہ سے اپنی جائز شکایات بھی تھانے میں درج کروانے نہیں جاتے کیوں کہ تھانے کا نام تو کیا اگر تھانے کا خیال بھی عام شہری کے ذہن میں آجائے تو شریف آدمی کے تو ویسے ہی اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔

"کسی بھی جرم کے خلاف جب کوئی عام آدمی پولیس کے پاس داد رسی کے لیے جائے اور پولیس مقدمہ کے اندراج میں لیت و لعل سے کام لے اور داد رسی کے بجائے اسے قانونی الجھنوں میں الجھا دیا جائے۔ مظلوم کے بجائے طاقتور کا ساتھ دیا جائے اور انصاف کے تقاضے پورے نہ کیے جائیں تو عوام الناس کا اعتما کیسے بحال ہو۔

اگر بالفرض ظلم و زیادتی کا نشانہ بننے والا شخص مقدمہ کے اندراج کے لیے رضا مند بھی ہو جائے تو اولاً تو وہ سفارش ڈھونڈتا ہے اور ساتھ میں مختلف سوچیں سوچتا ہے کہ کیسے درخواست دائر کرے گا، تھانے جانے کے کیا نتائج نکلیں گے؟ کیا اس کے پاس اتنے اسباب ہیں کہ وہ مقدمہ کی پیروی اور تھانے آنے جانے کے اخرجات برداشت کر سکے۔"(۲)

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ تھانہ کلچر میں اصلاحات کی جائیں اور درج ذیل تجاویز پر عملدرآمد کیا جائے تاکہ عوام الناس کا اعتماد تھانوں اور پولیس پر بحال ہو۔(۱)۔ جس محلے میں تھانے قائم ہوں وہاں کے نیک نام اور اہل افراد کو تھانے کی مانیٹرنگ کی ذمہ داری دی جائے۔(۲) ڈیوٹی پر موجود تھانے دار اسی علاقے یا محلے کا ہو۔(۳) پولیس کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے تاکہ وہ رشوت سے بچ سکیں۔(۴) پولیس کی ڈیوٹی کا دورانیہ آٹھ گھنٹے سے زیادہ نہ

---

(۱)۔پاکستان میں سالانہ ہزار سے زائد کے بچیوں کا ریپ اسباب کیا ہیں؟ مصنفہ عصمت حسین، ۲۰۱۸۔۰۸۔۸۱
https://www.dw.com/ur/......a۷/a-۴۵۱۲۷۱۳۴

(۲)۔ تھانوں میں شہریوں کو عزت کون دے گا۔، احتشام بشیر ۲۰۲۰ ۲۵June, httpr://www.express.pk/story/۲۰۵۳۷۹۵/۴۶۴

ہو۔(۵) پولیس کے افسران کو پابند کیا جائے کہ وہ ہر سال کے بعد اپنے اثاثے ظاہر کریں اور غیر معمولی اضافہ کی صورت میں ان سے احتساب کیا جائے۔(۶) سیاسی مداخلت پر مکمل پابندی ہو۔(۷) سی سی ٹی وی کیمرہ کی مدد سے تھانوں کی مکمل مانیٹرنگ کی جائے تاکہ اگر کوئی غیر قانونی سرگرمی ہو تو اس کا بروقت نوٹس لیا جاسکے۔(۸) آن لائن شکایات کا نظام وضع کیا جائے تاکہ عوام الناس کی شکایات کا ازالہ تھانہ میں جائے بغیر آسانی سے ممکن ہوسکے۔

۸۔سیاسی مداخلت

بچوں سے جنسی زیادتی میں ملوث مجرمان کے سزا سے بچ جانے کی ایک اور بڑی وجہ بسا اوقات اس قسم کے واقعات اور مقدمات کے اندراج میں سیاسی مداخلت ہے اس کی زندہ مثال حال ہی میں سینکڑوں بچوں کے ساتھ قصور میں جنسی زیادتی کے واقعات سے دی جاسکتی ہے۔ جہاں نہ صرف ۴۰۰ سے زائد بچوں کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا بلکہ ان کی پورن ویڈیوز بنا کر ان کو بلیک میل بھی کیا گیا اور ان کے خاندانوں سے کروڑوں روپے بھی بٹورے گئے اور اس کے ساتھ ساتھ ان ویڈیوز کو پورن ویب سائٹس کو بھی فروخت کیا گیا۔ ورثاء کا کہنا ہے انھوں نے کئی بار پولیس کو اطلاع دی اور باقاعدہ ایف آئی آر بھی کٹوائی لیکن پولیس ٹس سے مس نہ ہوئی اور نہ ہی مجرموں کے خلاف کسی قسم کی کوئی کارروائی کی گئی ہے بلکہ اس کے برعکس حکومتی جماعت کے ایک رکن اسمبلی کے ایماء پر تمام تر معاملے کو دبانے کی کوشش کی گئی ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ کار سرکار میں کسی بھی قسم کی سیاسی مداخلت کو قبول نہ کیا جائے اور وہ افراد جو کارِ سرکار میں سیاسی مداخلت کرتے نظر آئیں ان کے نام میڈیا پر نشر کیے جائیں اور اسی طرح اعلیٰ اداروں کو ان کی مداخلت سے آگاہ کیا جائے۔ [۱]

۹۔مدعیان پر صلح کے لیے دباء

ایک اور وجہ جنسی زیادتی کے مجرموں کو سزا نہ ملنے کی یہ ہے کہ بسااوقات مجرم بااثر شخصیات ہوتے ہیں جو کہ پولیس اور سیاسی شخصیت کے ذریعے مظلوم خاندان پر صلح کرنے کے لیے دباؤ ڈالتے ہیں اور بسااوقات مجرم مظلوم خاندان کو صلح کے عوض بھاری بھر کم رقم کی پیش کش بھی کرتے ہیں۔

پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر بہت سے ایسے واقعات رپورٹ ہوئے ہیں جن میں مظلوم خاندان پر پولیس یا سیاسی بااثر شخصیات نے صلح کرنے کے لیے دباءؤ ڈالا ہے۔

---

(۱)۔سانحہ قصور پولیس کے شرمناک تاویلیں، نسیم شاہد، ۱۰اگست ۲۰۱۵ء۲۵۴۳۹۹ https://dailypakistan.com.pk/۱۰-Aug-۲۰۱۵/۲۵۴۳۹۹

مثلاً نوائے وقت کی ویب سائٹ پر ۱۴ اگست ۲۰۲۱ء کو ایک کیس رپورٹ ہوا ہے کہ ٹبہ سلطان پور میں ایک مزدور محنت کش کی بیٹی سے اجتماعی زیادتی کی گئی ہے اور میڈیکل میں بھی اس زیادتی کی تصدیق ہو گئی تھی لیکن علاقے کے ایس ایچ او سعید سیال نے مدعیان پر صلح کرنے کے لیے دباؤ ڈالا اور ان کو مختلف دھمکیاں دیں۔[۱]

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے (ا) کہ پولیس کو اور سیاسی افراد کو اس بات کا پابند بنایا جائے کہ وہ کسی بھی قسم کے قانونی مقدمہ میں فریقین پر کسی قسم کا دباؤ نہ ڈالیں گے اور (۲) اگر کوئی شخص جو سیاسی ہو یا پولیس سے اس کا تعلق ہو وہ اس قسم کے واقعات میں ملوث پایا گیا تو اس کے لیے کوئی قانونی سزا تجویز کی جائے۔

۱۰۔ سیاسی اثر ورسوخ کا استعمال

بڑھتے ہوئے جنسی جرائم کی ایک اور بڑی وجہ یہ ہے کہ بسا اوقات جنسی جرائم کرنے والے افراد کا تعلق یا تو خود کسی سیاسی جماعت سے ہوتا ہے یا اس کے عزیز و اقارب میں کوئی ایسی شخصیت موجود ہوتی ہے جو سیاسی ساکھ رکھتی ہے۔ اس کی مثال کچھ عرصہ قبل جڑانوالہ میں بچوں کے ساتھ ہونے والی جنسی زیادتی کے واقعات سے دی جا سکتی ہے۔ فیصل آباد کے علاقے جڑانوالہ میں ہونے والے جنسی زیادتی کے واقعات میں ملوث شخص بلا ڈان ن لیگ کی اہم شخصیت طلال چوہدری کا سپورٹر نکلا نیز مذکورہ مجرم کو اور بھی بہت سی اہم شخصیات کی پشت پناہی حاصل ہے۔"[۲]

"اسی طرح کی ایک رپورٹ اردو اے آر ٹی وی نیوز میں وفاقی محتسب کے حوالے سے شائع ہوئی جس میں کہا گیا ہے کہ قصور واقعہ میں ملوث افراد سیاسی اور بااثر شخصیات ہیں نیز اس رپورٹ میں اس بات کا بھی ذکر ہے مظلوم خاندانوں پر کیس واپس لینے کے لیے بھی دباء ڈالا گیا۔"[۳]

چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ قانونی اداروں کو پابند بنایا جائے کہ وہ مقدمات میں کسی قسم کی سیاسی مداخلت قبول نہ کریں۔

۱۱۔ گواہوں کا غیر محفوظ ہونا

پاکستان میں بڑھتے ہوئے معاشرتی جرائم کی ایک اور بڑی وجہ یہ ہے کہ موقع پر موجود لوگ گواہی نہیں دیتے اور اگر کوئی گواہی دینے کے لیے تیار ہو بھی جائے تو اسے یا تو جان سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے یا پھر اسے ڈرا دھمکا کر گواہی دینے سے روک دیا جاتا ہے۔

---

(۱).https://www.nawaiwaqt.com:pk/۱۴-Aug-۲۰۲۱/۱۳۹۸۱۵۰ Date, ۲۰۲۱/۹/۱۸ء

(۲).https://Javedch.com/Pakistan/۲۰۱۸/۰۳/۲۷/۴۳۰۷۱۴ Date,۲۰۲۱/۸/۱۷ء

(۳)https://urduarynews.tv/Federal-ombudsran-Report=Kasur-incident-abused-children
Date,۲۰۲۱/۸/۱۲ء

مختصر یہ کہ ملک پاکستان میں گواہوں کو تحفظ فراہم نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے اول تو گواہ گواہی دینے پر رضا مند ہی نہیں ہوتے اور بسا اوقات ڈر اور خوف کی وجہ سے گواہ سابقہ دی گئی گواہی سے ہی منحرف ہو جاتے ہیں۔

"اس کی مثال نقیب اللہ محسود قتل کیس سے دی جا سکتی ہے جس میں راؤ انوار کے خلاف پہلے دو پولیس اہلکاروں نے (۱) شہزاد جہانگیر اور (۲) رانا آصف نے گواہی دی تھی لیکن بعد میں وہ دونوں گواہ اپنی گواہی سے منحرف ہو گئے جب کہ مقدمہ کے مدعی کے وکیل صلاح الدین پنہور ایڈووکیٹ نے کہا کہ ان دونوں نے سابق ایس ایس پی راؤ انور کے دباؤ میں آکر بیانات تبدیل کیے ہیں۔"[۱]

"اسی طرح شور کوٹ میں دوسری جماعت کی بچی سے زیادتی کے مقدمہ میں گواہ اپنی گواہی سے منحرف ہو گیا۔ گواہ کا نام محمد انور تھا جسے فریق مخالف کی جانب سے ساز باز کر کے مقدمہ کی پیروی سے روک دیا گیا، دوسری جانب مدعی بچی کے والدین نے دلبرداشتہ ہو کر خود کشی کر لی۔"[۲]

۱۲۔عدالتی فیصلوں میں تاخیر

بڑھتے ہوئے جنسی جرائم کی ایک اور بڑی وجہ عدالتی فیصلوں میں تاخیر ہے جس کے باعث مجرم بروقت کیفرِ کردار تک نہیں پہنچتے۔

عدالتی فیصلوں میں تاخیر کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

۱۔ ججوں کے فیصلہ تحریر کرنے میں تاخیر اور غیر ضروری طور پر مقدمات کو طوالت دینا۔

۲۔ عدلیہ کی سست روی

۳۔ کچھ حد تک ججوں کی کم تعداد

۴۔ موسم گرما میں ججز کی طویل تعطیلات

۵۔ ججوں کی غیر متعلقہ معاملات میں دلچسپی مثلاً حال ہی میں چیف جسٹس ثاقب نثار اور ان سے قبل افتخار چوہدری کا زیادہ تر وقت انہی کاموں میں گزرتا تھا کہ جس سے ان کی شہرت میں اضافہ ہو سکے۔

۶۔ ججوں کا نااہل ہونا۔

۷۔ وکلاء کا مقدمات کے التواء کے لیے تاریخ پر تاریخ لینا۔

۸۔ اکثر چھوٹی چھوٹی وجوہات پر وکلاء تنظیموں کا احتجاج کرنا۔

۹۔ عدالتوں کی بہتری کے لیے لائی جانے والی اصلاحات کا راستہ روکنا۔

---

(۱).https://www.dawnnews.tv/news/۱۱۳۷۶۲۷ Date,۲۰۲۱/۷/۹ء

(۲).https://uruddawnnews.tv/indexphp/ur/crime/۴۵۶۵۱۰

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ عدلیہ کے ادارے ان تمام تر خامیوں کو دور کریں اور اپنی تمام تر توجہ عدالت میں دائر کردہ مقدمات کے فیصلوں پر مرکوز رکھیں۔"[۱]

۱۳۔ ججوں اور وکلاء کو دھمکیاں اور دباؤ

پاکستان میں بڑھتے ہوئے جرائم اور مجرموں کے سزا سے بچ جانے کی ایک اور بڑی وجہ وکلاء اور ججوں کا غیر محفوظ ہونا ہے کیوں کہ اکثر و بیشتر ایسے واقعات میں ملوث بااثر شخصیات ہوتی ہیں جو وکلاء اور ججوں کو ڈرا دھمکا کر فیصلہ اپنے حق میں کروا لیتے ہیں اور اگر بالفرض کوئی جج حق اور سچ کی بناء پر کاروائی کر رہا ہو تو اسے جان سے مار دیا جاتا ہے اور بسا اوقات اثر و رسوخ کا استعمال کر کے جج کو برطرف کر دیا جاتا ہے یا کیس کسی دوسرے جج کے سپرد کروا دیا جاتا ہے۔ "[۲]

۱۴۔ مہنگے وکیل

بڑھتے ہوئے جنسی جرائم کی ایک اور بڑی وجہ مجرموں کو سزا کا نہ ملنا ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ عموماً جنسی زیادتی کا شکار بننے والے بچوں کا تعلق اوسط یا غریب گھرانوں سے ہوتا ہے جن کو بمشکل تین وقت کا کھانا نصیب ہوتا ہے ایسے میں وہ افراد کہاں سے عدالتوں اور تھانوں کے چکر لگاتے اور کیس لڑنے کے لیے اچھے وکیل کے اخراجات کا بندوبست کر سکتے ہیں۔

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومتی ادارے اور بچوں کے تحفظ کے لئے کام کرنے والی این جی اوز اس قسم کے واقعات میں مظلوم خاندان کو بالکل مفت قانونی خدمات فراہم کریں تاکہ مجرموں کو کیفرِ کردار تک پہنچایا جاسکے۔

۱۵۔ سزاؤں پر عمل درآمد نہ ہونا

ایک اور بڑی وجہ بڑھتے ہوئے جنسی جرائم کی یہ ہے کہ اگرچہ قانون کی کتب میں جنسی جرائم کی سزائیں موجود ہیں اور بسا اوقات عدالت بھی مجرموں کے خلاف اپنا فیصلہ سنا دیتی ہے لیکن اس کے باوجود ان فیصلوں پر عملدرآمد نہیں کیا جاتا بلکہ کچھ عرصہ بعد مجرم رہا ہو جاتے ہیں اور دوبارہ جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔

نیز پاکستانی قوانین میں زنا بالجبر اور اجتماعی زیادتی کی سزا سزائے موت ہے لیکن بہت کم واقعات ایسے ہیں جن میں مجرم کو سزائے موت دی گئی ہو اور اب تو بیشتر ممالک میں سزائے موت کو عمر قید سے بدل دیا گیا ہے۔

---

(۱) .https://www.independanturdu.com/node/۳۷۱۵۱

(۲).https://www.dawnnews.tv/news/۱۱۳۵۱۷۰

باب چہارم
جنسی ہراسانی کا تدارک

فصل اول: شرعی تعلیمات سے تدارک

فصل دوم: پاکستانی قوانین سے تدارک

فصل سوم: معاشرتی تعلیمات سے تدارک

فصل اول:

شرعی تعلیمات سے تدارک

ذیل میں ہم ان شرعی امور کو ذکر کریں گے جن پر عمل کر کے نوجوانوں اور نوخیز بچوں کو جنسی بے راہ روی اور جنسی زیادتی سے بچایا جاسکتا ہے۔

ا۔نوجوانوں میں تقویٰ کی اہمیت اجاگر کرنا:

عصر حاضر میں نوجوانوں میں بڑھتی ہوئی بے حیائی، جنسی بے راہ روی اور فحاشی و عریانی کو روکنے اور اسکا سد باب کرنے کے لیے ضروری ہے ان کے اذہان و قلوب میں تقویٰ اور اس کی اہمیت و فضیلت کو اجاگر کیا جائے، اور اس مقصد کے لیے والدین، اساتذہاور علماء میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے طور پر نوجوانوں کو تقاریر و تحاریر کے ذریعے تقویٰ اختیار کرنے کی ترغیب دینی چاہئے اور ان کو بتانا چاہیے کہ تقویٰ ہی وہ عمل ہے جس کے ذریعے دنیا کی آفات، مصیبتوں اور دکھوں سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے، اور تقویٰ اختیار کر کے ہی دنیا میں معاشی بدحالی سے نجات اور آخرت میں فوز و فلاح حاصل ہوسکتی ہے۔

جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا (٢) وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ۚ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾[۱]

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لیے نکلنے کا کوئی راستہ بنادے گا اور اس کو وہاں سے رزق عطا کرے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو گا۔

نیز نوجوانوں میں یہ خوف پیدا کیا جائے کہ جو وہ منہ سے بولتے ہیں، کانوں سے سنتے ہیں اور ہاتھوں سے کرتے اور آنکھوں سے دیکھتے ہیں وہ سب اللہ کے ہاں لکھا جارہا ہے، اور روز قیامت انسان کے اعضاء خود اس کے دنیا میں کردہ گناہوں کی گواہی دیں گے۔

جیسا کہ قرآن گواہی دیتا ہے:

﴿ مَّا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴾[۲]

---

(۱)۔ سورۃ الطلاق (۶۵: ۲،۳)

(۲)۔ سورۃ ق (۵۰: ۱۸)

ترجمہ: نہیں نکالتا وہ زبان سے کوئی بات مگر اس کے قریب ہی ایک نگران تیار رہتا ہے۔(لکھنے کو)

دوسرے مقام پر رب جل شانہ کا ارشاد پاک ہے:

﴿ الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (۱)

ترجمہ: آج بند کئے دیتے ہیں ہم ان کے منہ اور بولیں گے ہم سے ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پاؤں ان اعمال کی جو (یہ دنیا) میں کماتے رہے۔

نیز وہ تمام تر آیات واحادیث جو فحاشی وعریانی اور زنا اور لواطت کے دنیاوی واخروی نقصانات اور عذاب پر بطور وعید لائی گئی ہیں، نوجوانوں کو تحاریر وتقاریر کے ذریعے سنانی اور سمجھانی چاہیے تاکہ ان کے دلوں میں خشیت الہیٰ اور عذاب الہی کا خوف پیدا ہو اور تقویٰ اختیار کر کے دین ودنیا کی بھلائی حاصل کر سکیں۔

۲۔شادی بیاہ کی ترغیب وتسہیل:

معاشرے میں بڑھتی ہوئی جنسی بے راہ روی کی ایک بڑی وجہ نوجوانوں کے شادی بیاہ میں تاخیر ہے اور یہ اس وجہ سے ہوتی ہے کہ آج کل کے معاشرے میں شادی بیاہ کی رسم ورواج اور شرائط اس قدر زیادہ ہو چکی ہیں کہ سالہا سال لگ جاتے ہیں نوجوانوں اور والدین کو وہ اسباب اکھٹا کرنے میں جن سے رسوم ورواج کی ادائیگی ممکن ہو سکے، اور اسی طرح کئی سال بیت جاتے ہیں لڑکی یا لڑکے والوں کی شرائط پورا کرنے میں مثلاً گونمنٹ کا ملازم ہو، اپنا مکان ہو، بیوی کو والدین سے الگ گھر لے کر دے، پہلے بچی کی تعلیم مکمل ہونے دو، اگر لڑکا کسی دوسرے ملک میں ہے تو یہ شرط رکھنا کہ بیوی کو ساتھ لے کر جائیگا اس قسم کی اور بھی بہت سی شرائط رکھی جاتی ہیں جن کے سبب نکاح میں بہت تاخیر ہو جاتی ہے جس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ لڑکیاں اور لڑکے اپنی جنسی خواہش پوری کرنے کے لیے زنا اور لواطت جیسے فعل قبیح میں مبتلا ہو جاتے ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ ایک پاک صاف معاشرہ قائم کرنے کے لیے نکاح کو آسان بنایا جائے اور فضول رسوم ورواج سے گریز کیا جائے۔

جیسا کہ حدیث نبوی ہے:

((وعن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذا خطب اليكن من ترضون دينه وخلقه فزوجوه ان لا تفعلوه تكن فتنة فى الارض و فساد عريض)) (۲)

---

(۱)۔سورۃ یس (۳۶:۶۵)

(۲)۔سنن ترمذی:۱/۲۰۷

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس وقت تمہیں کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دینی و اخلاق کو تم پسند کرتے ہو اس کا پیغام نکاح مسترد نہ کرو اگر تم ایسا کروگے تو اس سے زمین میں بڑا فتنہ اور فساد پھیل جائے گا۔

تشریح: اس حدیث میں تلقین کی گئی ہے کہ جب دین و اخلاق کے لحاظ سے پسندیدہ شخص کسی بہن بیٹی کے لیے نکاح کا پیغام بھیجے تو اس کا نکاح کردو اگر تم عام دنیاداروں کی طرح مال و دولت اور جاہ و جلال پر نظر کروگے تو اکثر عورتیں اور مرد غیر شادی شدہ رہ جائیں گے جس کا نتیجہ زنا کی صورت میں نکلے گا جس سے اولیاء غیرت اور عار محسوس کریں گے اور عار دلانے والوں کے ساتھ قتل و قتال پر اتر آئیں گے، اوراس سے دنیا میں بڑا فتنہ و فساد برپا ہو گا۔[۱]

۳۔ اقامتِ صلوۃ کا اہتمام:

تمام تر شعبہ ہائے زندگی خواہ ان کا تعلق تعلیم سے ہو، صنعت و حرفت سے ہو، تجارت سے ہو سب میں اقامت صلوٰۃ کا اہتمام لازم و ضروری قرار دیا جائے، کیونکہ نماز ہی وہ واحد ذریعہ ہے جس کی وجہ سے فحاشی اور منکرات سے بچا جاسکتا ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ-اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ﴾[۲]

ترجمہ: نماز قائم کرو بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بُری بات سے

۴۔ بلوغت کے بعد جلد شادی کی جائے:

بلوغت کے بعد جلد از جلد بچوں کی شادی کردی جائے تاکہ وہ زنا جیسے فعل قبیح میں ملوث ہو کر اپنی دنیا و آخرت برباد نہ کریں کیوں کہ احادیث نبویہ میں نکاح کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ سے نظر نیچی رہتی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے:

((عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ یا معشر الشباب من استطاع منكم الباءة فليتزوج فانه اغض للبصر و احصن للفرج فمن لم يستطع فعليه بالصوم فانه له وجاء))[۳]

---

(۱)۔ مظاہر حق جدید، ج۳، ص ۲۷۳، ۲۷۲

(۲)۔ سورۃ العنکبوت (۲۹:۴۵)

(۳)۔ سنن ترمذی: ۱/۲۰۶، کراچی: آرام باغ، قدیمی کتب خانہ،

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے جوانو کی جماعت! جو کوئی تم میں سے (جماع / مہر / نفقہ) کی استطاعت رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ نکاح کرے کیوں کہ نکاح نظر کو پست کرتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے اور جو کوئی (مہر / نفقہ) کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ روزہ رکھے کیوں کہ وہ روزہ اس کے لیے ڈھال ہے۔

۵۔ قوم لوط کے فعل کی قباحت وشناعت کو عوام الناس میں بیان کرنا

اساتذہ کرام، علماء اور مذہبی اسکالر حضرات کو چاہیے کہ اپنے خطبات و تحریرات اور تقاریر میں قومِ لوط کے قبیح فعل کی قباحت وشناعت کو بیان کریں اور وہ احادیث و آیات بیان کریں جو اس قبیح فعل کے ارتکاب پر دنیا و آخرت میں رسوائی کا سبب بننے پر دلالت کرتی ہیں۔

جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے:

﴿فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ مَنْضُودٍ﴾[۱]

ترجمہ: پھر جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے اس بستی کے اوپر کے حصے کو اس کا نیچے کا حصہ کر دیا اور اس پر لگاتار کنکر کے پتھر برسائے۔

اسی طرح دوسرے مقام پر قرآن میں فرمایا:

﴿ إِنَّا مُنزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴾[۲]

ترجمہ: بیشک ہم اِس شہر والوں پر آسمان سے عذاب اتارنے والے ہیں کیونکہ یہ نافرمانی کرتے تھے۔

حدیث میں جنسی بدفعلی کی مذمت

"دنیاوی خسارہ"

((عن ابن عباس وابی ھریرہ ان رسول اللہ ﷺ قال ملعون من عمل عمل قومِ لوط))[۳]

---

(۱)۔ سورۃ ہود (۱۱:۸۲)

(۲)۔ سورۃ العنکبوت (۲۹:۳۴)

(۳)۔ أحمد، مسند أحمد، ح:۹۷۳۳، باب: مسند أبي هريرة رضي الله عنه :۱۵/ ۴۵۷

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لعنتی ہے وہ شخص جو اپنی بیوی کے ساتھ اس کے مقعد میں جماع کرے۔

"اخروی خسارہ"

((عن ابنِ عباس قال قال رسول اللهﷺ لا ینظر الله الی رجل اتی رجلاً او امراۃ فی الدبر))[۱]

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نہیں دیکھتے گا جس نے کسی مرد یا عورت کے ساتھ مقعد میں جماع کیا ہو۔

۶۔ علماء و مذہبی اسکالرز کو ایسے مسائل بیان کرنے کی ترغیب:

((عن خدیجه بن ثابت ان النبی قال ان الله لا یستحی من الحق لاتاتو النساء فی ادبار هن))[۲]

ترجمہ: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ حق (کہنے) سے نہیں شرماتا، عورتوں کے پاس مقعد کی طرف سے نہ آؤ۔

مندرجہ بالا آیات و احادیث اسی بات پر دلالت کرتی ہیں کہ لواطت ایک فعل قبیح ہے جو شخص اس کا ارتکاب کرے گا اسے دنیا میں بھی لعنت کی صورت میں رسوائی ہوگی اور آخرت میں بھی وہ دیدارِ الٰہی سے محروم رہے گا۔ نیز آخری حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ایسے مسائل بیان کرنے سے نہیں شرماتا تو وقت کی ضرورت کے تحت لوگوں میں آگاہی پیدا کرنے اور ان کو اس قبیح فعل سے بچنے کے لیے علماء، مذہبی طبقات کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے اور ایسے مسائل عوام الناس کو سمجھانے چاہئیں۔

۷۔ سزاؤں / حدود اللہ اور تعزیرات کے نفاذ کو فی الفور یقینی بنایا جائے:

جو شخص بچوں سے زیادتی یا بچیوں سے زنا کا مرتکب ہو تو اس پر شریعت اسلامی میں مقرر کردہ لواطت یا زنا کی سزا کو فی الفور لاگو کیا جائے اور اگر اس شخص نے لواطت یا زنا کے بعد بچے کا قتل بھی کیا ہو تو فی الفور اس کو قصاصاً قتل کر دیا جائے تاکہ معاشرے کے دیگر افراد عبرت حاصل کریں اور دوسری طرف مقتول کے ورثاء کو قدرے اطمینان اور تسلی حاصل ہو۔

---

(۱)۔ سنن ترمذی، ج:۱، ص:۲۲۰

(۲)۔ سنن ترمذی، ج:۱ ص ۲۲۰

نیز بچوں سے جنسی زیادتی کے بڑھتے ہوئے واقعات کے پیچھے ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ مجرموں کو سزائیں نہیں دی جاتیں یا کیسز کو عدالتوں میں بہت دیر تک لٹکایا جاتا ہے لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ زیادتی کا شکار ہونے والے بچوں یا ان کے ورثاء کو فی الفور انصاف دلایا جائے۔

قرآن مجید میں ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى ﴾(۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو۔

اسی طرح دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ وَ لَكُمْ فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰۤاُولِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾(۲)

ترجمہ: اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے اے عقلمندو تاکہ تم بچو۔

مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے قصاص کے قانون کو بنی نوع انسان کے لیے زندگی قرار دیا ہے یعنی جب ایک شخص کو قتل کے بدلے میں قتل کیا جائے گا تو معاشرے کے دوسرے افراد قتل جیسے کبیرہ گناہ کرنے سے پہلے سینکڑوں دفعہ سوچیں گے۔

اسی طرح حدیث مبارکہ میں مذکورہ ہے:

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِقَامَةُ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ، خَيْرٌ مِنْ مَطَرِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً فِي بِلَادِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)) (۳)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حدود اللہ میں سے کسی ایک حد کا جاری کرنا خدا کے تمام شہروں میں چالیس رات تک بارش برسنے سے بہتر ہے۔

اس حدیث کی تشریح میں علامہ نواب قطب الدین خان دہلوی لکھتے ہیں کہ:

"حد جاری کرنا گویا مخلوقِ خدا کو معاصی کے ارتکاب سے روکنا ہے جو کہ آسمان سے نزول برکات کا سبب ہے اس کے برخلاف حدود کے نفاذ میں سستی برتنا یا حدود کو معاف کرنا گویا معاصی کی طرف دعوت دینا ہے جو کہ عذاب الٰہی مثلاً قحط سالی وغیرہ میں مبتلا ہونے کا سبب

(۱)۔ سورۃ البقرۃ (۱۷۸:۲)

(۲)۔ سورۃ البقرۃ (۱۷۹:۲)

(۳)۔ سنن ابن ماجہ: ص ۱۸۲، قدیمی کتب خانہ

بن سکتا ہے، اور قحط سالی صرف انسانوں کو ہی نہیں بلکہ دیگر مخلوقات کو بھی موت کے دوراز ے پر لا کر کھڑا کر سکتی ہے۔"(۱)

۸۔ بچوں پر شفقت کا درس دیا جائے:

عصرِ حاضر میں خصوصاً اساتذہ، علماء کرام اور مذہبی سکالرز کے لیے ضروری ہے کہ اپنے مواعظ و خطبات، تقاریر و تحاریر اور دروس میں بچوں پر شفقت کے موضوع کو بیان کریں اور طلباء اور عوام الناس کو وہ احادیث اور واقعات بتلائے جائیں جن میں بچوں پر شفقت کو دینِ اسلام میں ضروری قرار دیا گیا ہے۔

حدیث شریف میں مذکورہ ہے کہ:

((مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا))(۲)

ترجمہ: جو ہمارے چھوٹوں پر رحم (شفقت) نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا حق نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں۔

اسی طرح روایات میں ملتا ہے کہ نبی ﷺ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنھم سے والہانہ محبت فرماتے تھے اور ان کو اپنے شانوں پر سوار کرتے تھے اور دورانِ نماز اگر وہ آپ ﷺ کی پشت مبارک پر بیٹھ جاتے تو اللہ کے نبی ﷺ اپنے سجدے کو طویل کر دیتے تھے۳۔ اسی طرح بعض اوقات نبی ﷺ بچوں پر بطور شفقت منہ سے وضو کا بچا پانی پھینک دیتے تھے۔

معاشرے میں ایسے غیر اخلاقی واقعات کی روک تھام کے لیے درجِ ذیل تجاویز پر عمل درآمد کرنا بھی ناگزیر ہے۔

تجاویز

۱۔ والدین کو چاہیے کہ بلوغت کے بعد جلد از جلد بچوں کی شادی کریں جیسا کہ اسلام میں حکم دیا گیا ہے، اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ نوجوان جنسی بے راہ روی کی طرف مائل نہ ہوں گے۔

۲۔ اسلام کے حدود و تعزیرات اور قصاص کے قوانین کو عملی طور پر نافذ کیا جائے تا کہ معاشرے سے جنسی جرائم کا خاتمہ ہو اور پر امن معاشرہ تشکیل پائے۔

---

(۱)۔ مظاہر حق، جلد ۳، ص: ۵۹۷

(۲)۔ سنن ابو داؤد، ۴۹۴۳، رقم الحدیث، ۲/ ۳۳۴

(۳)۔ سنن نسائی (۲/ ۵۷۹) المکتبۃ الشاملۃ

٣۔ ابتداء سے ہی بچوں اور بچیوں کی بہترین اسلامی تربیت کی جائے جس میں ان کو حیا، پاکدامنی نظروں کی حفاظت، شرمگاہ کی حفاظت، زنا، شراب، جھوٹ، دھوکہ دہی اور دیگر معاشرتی برائیوں سے روکا جائے اور یہ گھر میں والدین اور تعلیمی اداروں میں اساتذہ کی ذمہ داری ہے۔

٤۔ ملک میں بڑھتی ہوئی فحاشی اور عریانی کے خلاف قانون سازی کی جائے اور جو لوگ فحاشی و عریانی خواہ کسی بھی صورت میں ہو پھیلاتے ہیں ان کے لیے قرار واقعی سزائیں تجویز کی جائیں۔

٥۔ وہ تمام تر عوامل جو جنسی بے راہ روی کی طرف لیجانے والے ہیں ان کا سدباب کیا جائے۔

٦۔ تحاریر و تقاریر کے ذریعے عوام الناس میں زنا اور ہم جنس پرستی کی مذمت کی جائے اور ان کے دنیاوی و اخروی نقصانات سے عوام کو آگاہ کیا جائے۔

٧۔ معاشرے میں اقامت صلوۃ کا اجتماعی طور پر اہتمام کیا جائے تاکہ بدکاری، بے راہ روی اور فضول کاموں سے بچا جاسکے۔

فصل دوم:

پاکستانی قوانین سے تدارک

پاکستانی قوانین میں بچوں سے جنسی زیادتی یا ان کو مختلف طریقوں سے ہراساں کرنے کی صورت میں مختلف سزائیں موجود ہیں، لیکن عصرِ حاضر میں بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے بڑھتے ہوئے واقعات کی بنیادی وجہ ان قوانین پر مکمل طور پر عمل درآمد نہ ہونا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے درج ذیل سزاؤں پر عمل در آمد کو یقینی بنایا جائے۔

۱۔ بچی سے زنا کے مجرم کو موت یا عمر قید کی سزا دی جائے:

اگر کوئی شخص سولہ سال سے کم عمر لڑکی کے ساتھ زنا کا ارتکاب کرے خواہ لڑکی کی رضامندی سے ہو یا لڑکی کی رضامندی کے بغیر ہو تو تعزیراتِ پاکستان زیر دفعہ ۳۷۵-۳۷۶ کے تحت بہرِ صورت ایسے شخص کو درج ذیل سزائیں دی جاسکتی ہیں۔[۱]

۱۔ سزائے موت۔

۲۔ کسی ایک قسم کی قید کی سزا جو نہ تو دس سال سے کم ہو اور نہ پچیس سال سے زائد ہو۔

۳۔ ایسا شخص جرمانہ کا مستوجب ہو گا۔

۲۔ بچے سے بدفعلی کرنے پر دس سال یا عمر قید کی سزا دی جائے:

اگر کوئی شخص کسی لڑکی یا لڑکے یا بچے کے ساتھ خلاف وضع فطری مباشرت یعنی لواطت کرے تو اس صورت میں ایسے شخص کو تعزیراتِ پاکستان زیر دفعہ ۳۷۷ کے تحت درج ذیل سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

۱۔ عمر قید کی سزا۔

۲۔ کسی ایک قسم کی قید کی سزا جس کی مدت دو سال سے کم اور دس سال سے زائد نہ ہو۔

۳۔ ایسا شخص جرمانہ کا مستوجب ہو گا۔

نوٹ: مذکورہ دونوں صورتوں میں جرم کے لیے مطلوبہ جنسی مباشرت کے تعین کے لیے صرف دخول ہی کافی ہو گا۔

---

(۱)۔ ایکٹ نمبر ۶ بابت ۲۰۰۶ء کی دفعہ ۵ کی رو سے شامل کیا گیا ہے۔

۳۔ لڑکی سے اجتماعی زیادتی پر موت یا عمر قید کی سزا دی جائے:

جب دو یا دو سے زیادہ افراد مشترکہ طور پر کسی بچی یا لڑکی کے ساتھ زنا بالجبر کا ارتکاب کریں تو ایسے تمام تر افراد کو تعزیراتِ پاکستان زیرِ دفعہ ۳۷۶ کی شق نمبر ۲ کے تحت مندرجہ ذیل سزائیں دی جاسکتی ہے۔

ا۔ موت کی سزا۔

۲۔ ہر شخص کو عمر قید کی سزا۔

۴۔ بچے سے جنسی بدفعلی کی کوشش پر پانچ سال قید کی سزا دی جائے:

اگر کوئی شخص صرف بچے کے ساتھ جنسی بدفعلی کرنے کی کوشش کرتا ہے مثلاً کوئی شخص بچے کے ساتھ جنسی زیادتی کا ارتکاب کرنے لگا تو بچے نے چیخنا چلانا شروع کر دیا جس سے دوڑ کر وہ مجرم بھاگ گیا یا لوگوں نے بچے کی چیخ و پکار سن کر اس شخص کو پکڑ لیا اور بچے کو بازیاب کروالیا تو ایسے شخص کو تعزیراتِ پاکستان زیر دفعہ ۳۷۷ اور ۵۱۱ کے تحت درج ذیل سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

ا۔ جرمانہ عائد کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ کسی ایک قسم کی سزائے قید جس کی زیادہ سے زیادہ مدت پانچ سال تک ہو۔

۵۔ بچی سے زیادتی کی کوشش پر ساڑھے بارہ سال قید اور جرمانہ کیا جائے:

اگر کوئی شخص کسی لڑکی یا بچی سے زیادتی کی صرف کوشش کرتا ہے مثلاً کوئی شخص کسی لڑکی کو زیادتی کا نشانہ بنانے ہی لگا تھا کہ لڑکی نے چیخ و پکار شروع کر دی اور لوگوں نے آکر اسی شخص کو پکڑ لیا تو اس صورت میں اس شخص کو تعزیراتِ پاکستان زیر دفعہ ۳۷۵ اور ۵۱۱ کے تحت درج ذیل سزائیں دی جائیں گی۔

ا۔ ایسا شخص جرمانہ کا مستوجب ہو گا۔

۲۔ ایسے شخص کو کسی ایک قسم کی قید کی سزا جو حقیقت میں اس فعل کے سرزد ہونے کی صورت میں دی جانے والی طویل قید کی سزا کا نصف ہو۔ یعنی ایسے شخص کو کسی ایک قسم کی قید کی سزا دی جائے گی جس کی مدت زیادہ سے زیادہ ساڑھے بارہ سال ہو گی۔

۶۔ چودہ سال سے کم عمر بچوں کے اغواء پر موت، عمر قید یا چودہ سال قید کی سزا دی جائے

اگر کوئی شخص کسی ۱۴ سال سے کم عمر بچے کو اس غرض سے اغواء کرے کہ اس کا قتل عمد کرنا مقصود ہو، یا اس کا جنسی استحصال کرنا یعنی خود جنسی زیادتی کرنا یا کسی دوسرے کو جنسی ہوس کی تسکین کے لیے اسے پیش کرنا مقصود ہو تو ایسے شخص کو تعزیراتِ پاکستان زیر دفعہ ۳۶۴ کے تحت درج ذیل سزائیں دی جائیں گی۔

ا۔ عمر قید یا سزائے موت۔

۲۔ اتنی مدت کی سخت قید کی سزا جو نہ تو چودہ سال سے زائد ہو اور نہ ہی سات سال سے کم ہو۔

۷۔ کم عمر لڑکی کو غیر اخلاقی یا غیر قانونی مقصد کے لیے لیجانے پر دس سال قید اور جرمانہ کیا جائے:

اگر کوئی شخص کسی لڑکی کو جو کہ نابالغ ہو اور اس کی عمر ۱۸ سال سے کم ہو کسی دوسرے شخص کے ساتھ جماع کرنے پر مجبور کرے یا کسی غیر کے ساتھ جماع کرنے کی ترغیب دے یا کسی ایسی جگہ ساتھ لیجائے جہاں اسے اس امر کا مکمل طور پر احتمال ہے کہ اس لڑکی کو مجبور کیا جائے گا اور اسے پھسلایا جائے گا تو ایسے شخص کو تعزیراتِ پاکستان، دفعہ ۳۶۶ کے تحت درج ذیل سزا دی جاجائیں گی۔

۱۔ دس سال تک کی قید کی سزا دی جائے گی۔

۲۔ ایسا شخص جرمانہ کا مستوجب ہو گا۔

۸۔ لڑکے یا لڑکی کو بد نیتی یا بد فعلی کی نیت سے اغواء کرنے پر دس سال قید اور جرمانہ کیا جائے:

اگر کوئی شخص کسی بچے یا بچی کو ضرر پہنچانے یا غلام بنانے، یا غیر فطری شہوت کے حصول کے لئے لے بھاگے یا اغوا کرلے تو اس صورت میں تعزیراتِ پاکستان دفعہ الف۔۳۶۷ کے تحت درج ذیل سزائیں دی جائیں گی۔

۱۔ کسی بھی قسم کی قید کی سزا جس کی زیادہ سے زیادہ مدت دس سال تک ہو۔

۲۔ ایسا شخص جرمانہ کا مستوجب ہو گا۔

۹۔ عصمت فروشی کی غرض سے لڑکیوں کی خرید و فروخت پر پچیس سال قید اور جرمانہ کیا جائے:

اگر کوئی شخص عصمت فروشی کی غرض سے لڑکی کی خرید و فروخت کرے جیسا کہ عموماً طوائفوں کے کوٹھوں اور قحبہ خانوں پر کیا جاتا ہے تو ایسی صورت میں تعزیراتِ پاکستان زیرِ دفعہ ۳۷۱ الف اور ب کے تحت مذکورہ شخص کو درج ذیل سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

۱۔ ایسے شخص کو پچیس سال تک کے لیے قید کی سزا دی جائے گی۔

۲۔ ایسا شخص جرمانے کا مستوجب ہو گا۔

۱۰۔ زینب الرٹ بل پر عمل در آمد کو یقینی بنایا جائے:

گزشتہ سال جنوری ۲۰۲۰ء میں پاکستان کی قانون ساز اسمبلی نے بچوں اور بچیوں کے تحفظ کے لیے قصور میں زیادتی کے بعد قتل کی جانے والی بچی زینب کے نام سے زینب الرٹ ریسپانس اینڈ ریکوری بل متفقہ طور پر منظور کر لیا ہے جو کہ درج ذیل اہم نکات پر مبنی ہے لہذا قانون نافذ کرنے والے اداروں کے لئے ضروری ہے کے ان قوانین پر عمل در آمد کو یقینی بنائیں۔

۱۔ بچے کے اغواء یا زیادتی کا شکار ہونے کی صورت میں پولیس کے لیے ضروری ہو گا کہ دو گھنٹوں کے اندر اندر ایف آئی آر درج کرے۔

۲۔ ایف آئی آر نہ درج کرنے یا ایف آئی آر کے اندراج میں تاخیر یا رکاوٹ ڈالنے والے پولیس افسر کو ۲ سال تک سزا اور ایک لاکھ روپے جرمانہ ہو گا۔

۳۔ ضلع کا سیشن جج خصوصی طور پر کیس مجسٹریٹ یا جج کے حوالہ کرے گا اور اس کے ذمہ لازمی و ضروری ہو گا کہ وہ کیس کو ۳ ماہ کے اندر اندر نمٹائے۔

۴۔ اس بل میں یہ بھی تجویز کیا گیا ہے کہ بچوں کے جنسی استحصال کی صورت میں دی جانے والی سزا کو زیادہ سے زیادہ دس سال سے بڑھا کر چودہ سال تک کر دیا جائے۔

۵۔ اس بل کے تحت قومی کمیشن برائے حقوق بچگان کا نام تبدیل کر کے زینب الرٹ ریسپانس اینڈ ریکوری ایجنسی رکھا گیا ہے اور اس ادارے کی سربراہی ایک ڈائریکٹر جنرل رینک کے آفیسر کو دی جائے گی جس کا انتخاب وزیرِ اعظم قواعد و ضوابط کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کریں گے۔

۶۔ نیز مذکورہ ادارہ بچے کی گمشدگی سے لے کر باحفاظت اس کی بازیابی تک تمام مؤثر اقدامات کرے گا۔

۱۱۔ چائلڈ پورنوگرافی پر سات سال قید اور پچاس لاکھ روپے جرمانہ کیا جائے:

انسداد الیکٹرانک کرائمز ایکٹ ۲۰۱۶ء کی چائلڈ پورنوگرافی سے متعلقہ شق کے مطابق اگر کوئی شخص کسی بچے کی دوران جنسی استحصال برہنہ و نازیبا ویڈیوز بناتا ہے یا عمومی طور پر کسی بچے کی فحاشی یا عریانی پر مبنی تصاویر یا ویڈیوز بناتا ہے تو یہ تصویر یا ویڈیو بنانے والا، اسے فروخت کرنے والا اور اسی طرح ان تصاویر یا ویڈیوز کی تشہیر یا ان کو آگے شیئر یا منتقل کرنے والا ہر شخص مجرم شمار ہو گا اور اس جرم کی سزا زیادہ سے زیادہ سات سال قید یا پچاس لاکھ روپے جرمانہ یا بیک وقت دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں نیز متاثرہ بچہ اس کے والدین یا کفیل حکام بالا کو یہ درخواست بھی کر سکتے ہیں کہ متعلقہ مواد کو انٹرنیٹ سے ہٹا دیا جائے۔[۱]

(۱)۔ پیکا آرڈیننس ۲۰۱۶/

چائلڈ پورنوگرافی کیا ہے اور اس کی سزا کیا ہے ۲۵۷۸۰۳/https:///www.humsub.com.pk

۱۲۔ سوشل میڈیا یا انٹرنیٹ پر ہراساں کرنے پر تین سال قید اور دس لاکھ جرمانہ کیا جائے:

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص یا بچوں کو سوشل میڈیا کی کسی ایپ پر یا انٹرنیٹ پر جنسی طور پر ہراساں کرتا ہے یا ان سے ناشائستہ گفتگو کرتا ہے یا کوئی ایسا عمل کرتا ہے جس سے وہ شخص یا بچہ ذہنی دباؤ کا شکار ہو تو یہ بھی قانوناً جرم ہے جس کی سزا تین سال تک قید اور ۱۰ لاکھ روپے جرمانہ ہے۔[۱]

۱۳۔ جنسی زیادتی کے بعد بچے کے قتل پر موت / عمر قید / دس سال قید اور جرمانہ کی سزا ہو گی:

اگر کوئی شخص کسی بچے کو جنسی بدفعلی کے بعد قتل کر دے تو ایسے شخص پر تعزیرات پاکستان کے تحت درج ذیل دفعات لاگو ہوں گی۔

۱۔ دفعہ ۳۰۲ کے مطابق قصاص کے طور پر سزائے موت دی جائے گی اور اگر اسلام کے احکام کے مطابق قصاص کی سزا قابل اطلاق نہ ہو تو پچیس سال تک کے لیے قید کی سزا دی جائے گی۔

۲۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۷۷ کے تحت ایسے شخص کو عمر قید کی سزا یا کسی ایک قسم کی قید کی سزا جس کی مدت دو سال سے دس سال کے درمیان ہو دی جائے گی اور ایسا شخص جرمانہ کا بھی مستوجب ہو گا۔

۱۴۔ بچی کے جنسی زیادتی کے بعد قتل پر موت یا عمر قید اور جرمانہ کی سزا سی جائے گی:

اگر کوئی شخص کسی بچی کو جنسی زیادتی کے بعد قتل کر ڈالتا ہے تو ایسی صورت میں تعزیرات پاکستان کے تحت اس کو درج ذیل سزائیں دی جائیں گی۔

۱۔ دفعہ ۳۰۲ کے تحت قصاص کے طور پر سزائے موت دی جائے گی اور اگر اسلام کے احکام کے مطابق قصاص کی سزا قابل اطلاق نہ ہو تو پچیس سال تک کے لیے قید کی سزا دی جائے گی۔

۲۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۷۵-۳۷۶ کے تحت کارروائی عمل میں لاتے ہوئے درج ذیل سزائیں دی جائیں گی۔

(۱) سزائے موت۔

(۲) کسی ایک قسم کی قید کی سزا جو نہ دس سال سے کم ہو اور نہ پچیس سال سے زیادہ ہو۔

(۳) ایسا شخص جرمانہ کا بھی مستوجب ہو گا۔

---

(۱)۔ سائبر کرائم بل ۲۰۱۶

۱۵۔الیکٹرانک میڈیا پر کسی کی تصویر پر عریاں تصاویر یا ویڈیو آویزاں کرنے پر سات سال قید اور پچاس لاکھ جرمانہ ہو گا:

اگر کوئی شخص کسی بچے کی جنسی استحصال پر مبنی ویڈیو بناتا ہے یا اسے گروپ وغیرہ میں شیئر کرتا ہے یا اس کی کسی اور طرح سے تشہیر کرتا ہے تو ایسے شخص کو پاکستان کے سائبر قوانین کے تحت سات سال قید یا پچاس لاکھ روپے تک کا جرمانہ ہو گا یا یہ دونوں سزائیں بیک وقت دی جائیں گی۔

۱۶۔الیکٹرانک میڈیا پر بچوں کو ہراساں کرنے پر تین سال قید اور پانچ لاکھ جرمانہ ہو گا:

اگو کوئی شخص الیکٹرانک میڈیا یا سوشل میڈیا پر یا آن لائن کسی بچے یا بڑے فرد کو جنسی طور پر ہراساں کرتا ہے تو اس صورت میں سائبر کرائم بل ۲۰۱۶ءاور مجموعہ تعزیرات پاکستان دفعہ ۵۰۷ اور ۵۰۹ کے تحت ایسے شخص کو ۳ سال تک قید کی سزا یا پانچ لاکھ روپے تک جرمانہ کیا جائے گا یا دونوں سزائیں بیک وقت دی جائیں گی۔

مختلف جنسی جرائم کی سزاؤں کو ذکر کرنے کے بعد اب ان عوامل کو ذکر کیا جائے گا جن پر عمل پیرا ہو کر جنسی جرائم سے بچا جا سکتا ہے۔

۱۔سزاؤں پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے

حکومتِ وقت کو چاہیے کہ جو لوگ بچوں کو جنسی طور پر ہراساں کرتے ہیں یا بچوں سے زیادتی کے واقعات میں ملوث ہیں ایسے افراد کے کیسز کی جانچ پڑتال ہنگامی بنیادوں پر جلد از جلد کرے اور جرم ثابت ہونے پر ایسے افراد کو سر عام سخت سے سخت سزا دی جائے تا کہ معاشرے کے دیگر افراد بھی عبرت حاصل کریں اور اس قسم کے مکروہ افعال سے باز رہیں۔

۲۔بچوں کے لیے الگ عدالتیں قائم کی جائیں

بچوں سے زیادتی کے بڑھتے ہوئے واقعات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے حکومتِ وقت کے لیے ضروری ہے کہ بچوں کے لیے الگ عدالتوں کا انتظام کیا جائے جہاں ہنگامی بنیادوں پر بچوں سے زیادتی کے واقعات کی شنوائی ہو اور جرم ثابت ہونے کی صورت میں جلد از جلد مجرم کو سزا دی جائے۔

۳۔ریڈیو، ٹیلی ویژن اور میڈیا کے ذریعے بچوں کو آگاہی فراہم کی جائے

بچوں سے زیادتی کے بڑھتے ہوئے واقعات کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ عوام الناس کی توجہ اس سنگین مسئلہ کی طرف مبذول کروائی جائے۔ لہٰذا اس مقصد کے لیے ریڈیو، ٹیلی ویژن، میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ لوگوں کو آگاہی فراہم کی جائے اور بچوں اور ان کے والدین کو بتایا جائے کہ کن ذرائع سے بچوں کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا جا سکتا ہے اور ان سے بچنے اور بچوں کی حفاظت کے لیے کیا اقدامات کرنا ضروری ہیں۔

بہت سے چینلز نے اس حساس موضوع پر ٹاک شوز بھی کئے ہیں اور اس مسئلہ کو اجاگر کیا ہے نیز بچوں کے تحفظ کے لئے کام کرنے والے ادارے ساحل نے مختلف کتابچوں اور اینی میشن ویڈیوز کے ذریعے بچوں کے مسائل اور ان کے تدارک کو بیان کیا ہے۔ لہٰذا تعلیمی ادارے اور والدین ان سے بھی استفادہ کرتے ہوئے بچوں کے تحفظ کو یقینی بنا سکتے ہیں۔

۴۔انٹرنیٹ کے غلط استعمال پر پابندی عائد کی جائے

حکومتِ وقت کے لیے ضروری ہے کہ انٹرنیٹ کے غلط استعمال پر مکمل پابندی عائد کرے اور اس مقصد کے لیے محکمہ سائبر کرائم کو مزید فعال بنایا جائے۔ تمام تر فحاشی و عریانی پر مبنی ویب سائٹس بند کی جائیں۔ میڈیا و سوشل میڈیا پر فحش مواد اپ لوڈ کرنے کو قانونی جرم قرار دیا جائے نیز الیکٹرانک و سوشل میڈیا پر فحش گفتگو اور فحش ویڈیوز کے ذریعے سستی شہرت حاصل کرنے والے بلاگرز، یوٹیوبرز، ٹک ٹاکرز کے چینلز کو بند کیا جائے اور ایسے افراد کے خلاف قانونی کارروائی کر کے ان کو قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ فحاشی اور عریانی سے پاک ایک پر امن معاشرہ قائم ہو سکے۔

۵۔ٹی وی، کیبل، ڈِش کے فحش چینلز بند کئے جائیں

حکومتِ وقت کو چاہیے کہ پر امن اور فحاشی اور عریانی سے پاک معاشرے کے لیے ٹی وی، کیبل اور ڈِش سے نشر ہونے والے تمام ایسے چینلز جو فحاشی اور عریانی پھیلانے کا سبب بنتے ہیں کو بند کیا جائے اور خلاف ورزی کی صورت میں کیبل آپریٹرز اور چینل مالکان کو قرار واقعی سزائیں دی جائیں۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ حکیم میں فرماتے ہیں کہ:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ﴾[1]

(۱)۔ سورۃ النحل (۱۶:۹۰)

ترجمہ: بے شک اللہ (ہر ایک کے ساتھ) عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے اور قرابت داروں کو دیتے رہنے کا اور بے حیائی اور برے کاموں اور سرکشی ونافرمانی سے منع فرماتا ہے۔

٦۔ منی سینما گھر، شیشہ کیفے، انٹرنیٹ کیفے، وغیرہ پر پابندی عائد کی جائے

مشاہدے میں یہ بات بھی آئی ہے کہ بہت سے شیشہ کیفے، انٹرنیٹ کیفے اور دیہی علاقوں میں منی سینما گھر بھی ایک بڑی وجہ ہیں بڑھتی ہوئی فحاشی و عریانی کی بہت سے طلباء و طالبات تعلیمی اوقات کے دوران اپنا قیمتی وقت ان جگہوں پر جا کر ضائع کرتے ہیں اور بسا اوقات جنسی استحصال کا شکار ہو جاتے ہیں۔

میڈیا میں ایسے بہت سے واقعات رپورٹ ہوئے ہیں جن کے مطابق بہت سے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں شیشہ کیفے میں پارٹیز کرتے ہیں اور چند شیشہ کیفیز میں تو ان لوگوں کے لیے الگ سے کمرے یا کیبن بھی بنا رکھے ہیں جہاں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں با آسانی کچھ بھی کر سکتے ہیں۔

لہٰذا حکومتِ وقت کو چاہیے کہ ایسی جگہوں پر پابندی عائد کرے اور خلاف ورزی کی صورت میں ان کے مالکان کو قرار واقعی سزائیں دے تا کہ فحاشی و عریانی کا سدِ باب ہو سکے۔

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ربِ ذوالجلال نے فحاشی و عریانی کے قریب جانے سے بھی منع فرمایا ہے۔

جیسا کہ سورۃ الانعام میں رب جل شانہ نے فرمایا کہ:

﴿وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ ۚ﴾ (١)

ترجمہ: اور پاس نہ جاؤ بے حیائی کے کام کے جو ظاہر ہو اس میں سے اور جو پوشیدہ ہو۔

اس آیت میں برائی کے قریب جانے سے جو منع کیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایسی مجالس اور ایسے مقامات سے بھی بچا جائے جہاں جا کر گناہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو نیز ایسے کاموں سے بھی بچنا چاہیے جن سے ان گناہوں کا راستہ نکلتا ہو۔

جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ میں ہے:

((وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الحِمَى، يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ، أَلاَ وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلاَ إِنَّ حِمَى اللَّهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ)) (٢)

ترجمہ: جو شخص شبہات میں پڑ جائے اس کی مثال اس چرواہے کی طرح ہے جو چراگاہ کے ارد گرد بکریاں چراتا ہے قریب ہے کہ وہ چراگاہ میں داخل ہو جائے، خبردار بے شک ہر مالک

---

(١)۔ سورۃ الانعام (٦:١٥١)

(٢)۔ صحیح البخاري: ج:١، ص:٢٠

کے لئے ایک چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی چراگاہ سے مراد یہ ہے کے زمین میں اس کی حرام کردہ اشیاء سے بچا جائے۔

اس حدیث کی روشنی میں احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ ایسی جگہوں کے ارد گرد بھی نہ جایا جائے۔

۷۔ سزاؤں کا بروقت نفاذ

ملک میں بڑھتے ہوئے جنسی زیادتی کے واقعات کی ایک اور بنیادی وجہ ملک میں رائج لاقانونیت اور سزاؤں پر عمل درآمد نہ ہونا ہے۔ بہت سے مجرم سیاسی اثرورسوخ کا فائدہ اٹھا کر یا دولت کا استعمال کر کے یا مظلوم خاندانوں کو ڈرا دھمکا کر اور صلح صفائی کر کے سزاؤں سے بچ جاتے ہیں اور دوبارہ معصوم بچوں کو اپنی جنسی ہوس کا نشانہ بنا ڈالتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ایسے افراد کو سخت سے سخت سزائیں دی جائیں اور ایسے واقعات میں مجرموں کے ساتھ صلح کو جرم قرار دیا جائے تا کہ مجرم کیفرِ کردار تک پہنچیں اور معاشرے سے اس ناسور کا خاتمہ ممکن ہو اور ایک پر امن معاشرہ تشکیل پائے۔

۸۔ سفارش قبول نہ کی جائے

وہ افراد جو بچوں کا جنسی استحصال کرتے ہیں ان کی نہ تو سفارش کی جائے اور بالفرض محال اگر کوئی قانونی یا سیاسی شخصیت ایسے شخص کی سفارش کر دے تو اولاً اس شخص کی سفارش کو قبول ہی نہ کیا جائے لیکن اگر وہ پھر بھی بضد ہو تو کوئی ایسا قانون بنایا جائے جس کے تحت سفارش کرنے والے فرد کو بھی تنبیہاً کوئی سزا دی جائے۔

حدیث نبوی ہے:

((عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقِيمُوا حُدُودَ اللَّهِ فِي الْقَرِيبِ وَالْبَعِيدِ، وَلَا تَأْخُذْكُمْ فِي اللَّهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ))(۱)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی حدود کو قریب و بعید تمام پر جاری کرو اور حدود اللہ کے نفاذ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرو۔

"اس حدیث میں قریب سے مراد قریبی رشتہ دار یا کمزور لوگ ہیں جن پر حد کا نفاذ آسان ہے اور بعید سے مراد دور کے رشتہ دار یا طاقت ور افراد ہیں جن پر حدود کا نفاذ دشوار اور بعید ہے۔"(۲)

---

(۱)۔ سنن ابن ماجہ، ص ۱۸۲ قدیمی کتب خانہ

(۲)۔ مظاہر حق جدید، ص ۶۹۳

اس طرح ایک اور حدیث میں ہے۔

((عن عبداللہ بن عمر مَن حالتْ شَفاعَتُه دون حَدٍّ من حُدودِ اللهِ، فهو مُضادٌّ اللهِ في أمْرِه.))(١)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سنا ہے کہ جس کسی کی سفارش اللہ کی حدود میں سے کسی حد کی راہ میں رکاوٹ ہو یعنی سفارش سے حد رکوائی جائے تو ایسے شخص نے اللہ کی مخالفت کی ہے۔ یعنی اللہ کے حکم کو قائم کرنے میں یہ شخص رکاوٹ بنا کیوں کہ اللہ کا امر حدود کو قائم کرنے کا ہے۔

اسی طرح روایت میں ایک طویل واقعہ بنی مخذوم کی عورت کا ملتا ہے کہ جو لوگوں سے استعمال کی غرض سے چیز لے کر بعد میں انکار کر دیتی تھی۔ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا تھا۔ چنانچہ صحابہ کرام نے باہمی مشورہ سے حضرت اسامہ جو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انتہائی محبوب تھے کو سفارش کے لیے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس بھیجا کہ وہ اس عورت کی سفارش کریں جب نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ سفارش سنی تو کھڑے ہو کر خطبہ دیا کہ تم سے پہلے لوگ اسی لیے ہلاک ہوئے کہ ان میں سے کوئی دنیاوی وقار والا شریف شخص چوری کرتا تو اسے سزا دیئے بغیر چھوڑ دیا جاتا اور اگر کوئی غریب اور کمزور آدمی چوری کرتا تو اسے سزا دی جاتی۔ اللہ کی قسم اگر مجھ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی چوری کرتی تو اس میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالتا۔

عن عائشة أم المؤمنين أنَّ قريشًا أهمَّهم شأنُ المرأةِ المخزوميَّةِ الَّتي سرقت فقالوا من يُكلِّمُ فيها يعني رسولَ اللهِ ﷺ فكلَّمه أسامةُ فقال رسولُ اللهِ ﷺ يا أسامةُ، أتشفَعُ في حدٍّ من حدودِ اللهِ؟ ثمَّ قام فاختطب، فقال: إنَّما هلك الَّذين من قبلكم أنَّهم كانوا إذا سرق فيهم الشَّريفُ تركوه، وإذا سرق فيهم الضَّعيفُ أقاموا عليه الحدَّ، وايمُ اللهِ ! لو أنَّ فاطمةَ بنتَ محمَّدٍ سرقت، لقطعتُ يدَها (٢)

۹۔ انٹرنیٹ پر فحاشی و عریانی کا سدِ باب

بچوں سے جنسی زیادتی کے بڑھتے ہوئے واقعات کے پس پردہ سب سے بڑی وجہ انٹرنیٹ پر موجود فحش ویب سائٹس ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ میڈیا و سوشل میڈیا پر شیئر کی جانے والی فحش تصاویر اور ویڈیوز ہیں جو سبب بنتی ہیں نوجوان نسل کے بے راہ روی اور زنا میں مبتلا ہونے کا اگرچہ موجودہ حکومت انٹرنیٹ کے ذریعے فحش مواد کے ارسال و ترسیل کو قانونی جرم قرار دیتی ہے لیکن اس کے باوجود کوئی ایسا لائحہ عمل طے نہیں کر سکتی کہ جس پر عمل

(١)۔ سنن أبي داود، ج:٣، ص:٣٠٥

(٢)۔ سنن ابو داؤد، ج٢: ص ٢٥٢

پیرا ہوتے ہوئے فحاشی و عریانی پر مبنی تصاویر اور ویڈیوز کی ارسال و ترسیل کو بند کیا جائے اور ایسا کام کرنے والے افراد کو سزائیں دی جائیں۔

اسی طرح بہت سے یوٹیوبرز اور لائیو ویڈیوز چیٹ پر بیٹھے لوگ صرف اپنے ویورز یعنی دیکھنے والوں اور سٹارز زیادہ ملنے کی غرض سے گھنٹوں گھنٹوں لائیو ویڈیوز میں فحش گفتگو اور فحش ویڈیوز دکھاتے ہیں۔ لہٰذا حکومتِ وقت کو چاہیے کہ خود مدعی بن کر ان چینلز اور یوٹیوبرز اور لائیو چیٹ کرنے والے افراد کے خلاف کارروائی عمل میں لائے اور ان کے چینلز کو مکمل طور پر بند کرے۔

نیز حکومتی اراکین عالمی سطح پر چائلڈ پورنوگرافی جیسے مکروہ دھندہ کے خاتمہ کے لیے اپنا مؤثر کردار ادا کریں اور حکومتی اور عوامی سطح پر اس کے خلاف آواز بلند کریں اور جو لوگ اس مکروہ دھندہ میں ملوث ہوں ان کو عبرت ناک اور قرار واقعی سزائیں دیں جیسا کہ ملک پاکستان میں چائلڈ پورنوگرافی میں ملوث بعض افراد کے بارے میں سزائے موت کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ایسے اقدامات سے ایک طرف تو جنسی بے راہ روی کا خاتمہ ہو گا اور دوسری طرف بچوں کے لیے محفوظ پر امن معاشرہ تشکیل پائے گا۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۙ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ﴾(۱)

ترجمہ: جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بدکاری کا چرچہ ہو ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

دوسرے مقام پر سورۃ المائدہ میں ارشاد ربانی ہے۔

﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾(۲)

ترجمہ: یہی سزا ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور دوڑتے ہیں ملک میں فساد کرنے کو کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی چڑھائے جاویں یا کاٹے جاویں ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے یا وہ نکال دیئے جائیں زمین سے یہ ان کیلئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

---

(۱)۔ سورۃ النور (۲۴:۲۰)

(۲)۔ سورۃ المائدۃ (۵:۳۳)

۱۰۔ نیم برہنہ اشتہاروں پر پابندی لگائی جائے:

نوجوانوں میں بڑھتے ہوئے جنسی ہیجان کی ایک اور بڑی وجہ مختلف کمپنیوں کی نیم برہنہ خواتین کی تصاویر پر مشتمل کیٹ لاگ اور دیواروں اور بلند عمارتوں پر لگے سائن بورڈز اور ٹی وی چینلز پر چلنے والے مختلف اشتہارات ہیں، جن پر مختلف اشیاء کی تشہیر کے لیے خواتین کی نیم برہنہ تصاویر آویزاں ہوتی ہیں۔ لہٰذا اس بارے میں حکومت کو چاہیے کہ وہ مثبت قدم اٹھائے اور نیم برہنہ تصاویر کی تشہیر کو ممنوع قرار دے۔

۱۱۔ منشیات، جواء اور شراب پر مکمل پابندی:

بچوں کے ساتھ بڑھتی ہوئی زیادتی کے واقعات کے پس پردہ ایک سبب شراب، جواء اور دیگر منشیات کا استعمال بھی ہے اور اب تو منشیات کا ناسور مختلف تعلیمی اداروں تک بھی پہنچ چکا ہے۔ میڈیا پر بہت سے ایسے واقعات موجود ہیں کہ اولاً طلباء وطالبات صرف شوق اور وقت گزاری کے لیے منشیات کا استعمال کرتے ہیں لیکن کچھ وقت کے بعد وہ ان منشیات کے عادی ہو جاتے ہیں اور ان منشیات کے حصول کے لیے وہ اپنی عزت تک کو داؤ پر لگا دیتے ہیں اور عصمت فروشی جیسے مکروہ دھندے میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح شادی بیاہ اور چند دیگر تقریبات میں جوئے اور شراب کا استعمال بھی عام ہوتا جا رہا ہے جس کے سبب بسا اوقات نشے میں دھت افراد بچوں اور خواتین کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنا ڈالتے ہیں۔ لہٰذا حکومتِ وقت کو چاہیے کہ جوئے، شراب اور ہر قسم کی منشیات پر مکمل طور پر پابندی عائد کرے اور جو لوگ اس کی خرید وفروخت یا اس کے استعمال میں ملوث پائے جائیں ان کو قرار واقعی سزائیں دے تاکہ پر امن معاشرہ قائم ہو سکے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ.. إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ﴾[۱]

ترجمہ: اے ایمان والو! شراب، جوا، بتوں کے تھان اور جوئے کے تیر یہ سب ناپاک شیطانی کام ہیں لہٰذا ان سے بچو تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو (۹۰) شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض کے بیج ڈال دے اور تمھیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے۔ اب بتاؤ کہ کیا تم باز آؤ گے۔ (۹۱)

اسی طرح ارشاد نبوی ہے۔

---

(۱)۔ سورۃ المائدہ (۵:۹۱)

((عن جابر بن عبدالله ما أسكَرَ كثيرُهُ، فقليلُهُ حرامٌ))[۱]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا زیادہ استعمال نشہ آور ہو اس کا تھوڑا استعمال بھی حرام ہے۔

۱۲۔ زنا اور ہم جنس پرستی کا سدِباب کیا جائے

ہمارے معاشرے میں زنا اور ہم جنس پرستی عام ہوتی جارہی ہے۔ اب تو سرِعام لڑکے اور لڑکیاں مختلف چوکوں اور چوراہوں پر زنا اور ہم جنس پرستی کی دعوت دیتے ہیں لیکن قانونی اداروں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی اور بسا اوقات تو قانونی اداروں کے اعلیٰ افسران کی زیر نگرانی اس قسم کے زنا کے اڈے اور قحبہ خانے چلائے جاتے ہیں جو ماہانہ رشوت لے کر اس قسم کے کام کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اسی طرح بہت سے سوشل میڈیا پیج اور گروپس بھی اس کام کے لیے مختص ہیں اور باقاعدہ لڑکے اور لڑکیاں فراہم کرتے ہیں، اسی طرح ملک کے بیشتر علاقوں میں مساج سینٹرز کے نام پر بھی زنا کے اڈے قائم ہو چکے ہیں۔

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت ایسے قوانین وضع کرے کہ جن کے ذریعے ایسے افراد اور ایسے گروپس کا تعاقب کیا جا سکے اور جو لوگ اس قسم کے زنا کے اڈوں کو چلا رہے ہیں ان کو قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ معاشرے سے جنسی ہیجان کم ہو اور امن قائم ہو۔ علاوہ ازیں درجِ ذیل قانونی تجاویز پر عمل پیرا ہو کر بھی بچوں کو جنسی زیادتی جیسے واقعات سے بچایا جا سکتا ہے۔

محکمہ پولیس سے متعلقہ تجاویز:

۱۔ محکمہ پولیس جنسی زیادتی اور جنسی تشدد کا شکار بچوں کے لیے فرسٹ انفارمیشن رپورٹ (ایف آئی آر) کے اندراج کے لیے ایک رپورٹنگ ڈیسک قائم کرے۔

۲۔ جنسی زیادتی کے مقدمات میں کیسز کو مضبوط بنانے کے لیے پولیس فورس کو تمام متعلقہ معلومات اکٹھی کرنے کے بارے میں تربیت دینی چاہیے۔

۳۔ قانونی اداروں کو چاہیے کہ زیادتی کے مرتکب افراد کا قومی ڈیٹا مرتب کریں جو ہر وقت محکمہ کے ریکارڈ میں موجود ہو۔ نیز ایسے افراد جو جنسی زیادتی کے مقدمات میں دوسرے ممالک سے ڈی پورٹ ہو کر آئے ہیں ان کی بھی جانچ پڑتال کی جائے اور ان کے نام بھی متعلقہ محکمہ کے ریکارڈ میں محفوظ کئے جائیں۔

۴۔ زیادتی کا شکار بچہ، اس کے ورثاء اور مقدمہ کے گواہان کو مکمل تحفظ فراہم کیا جائے۔

---

(۱)۔ سنن ابو داؤد، ج ۲: ص ۱۶۳

۵۔ چائلڈ پورنوگرافی کو روکنے کے لیے محکمہ سائبر کرائم کو فعال بنایا جائے اور جدید ٹیکنالوجی سے متعلق ان کی تربیت کی جائے تاکہ مجرموں کے گرد گھیرا تنگ کیا جاسکے اور وہ قانون کی گرفت سے نہ نکل سکیں۔

(Cruel No. Page ۲۰)

۶۔ اسی طرح محکمہ سائبر کرائم کو چاہیے کہ میڈیا پر فحاشی پھیلانے والے لوگوں کے خلاف مؤثر کارروائی کرے تاکہ ملک میں بڑھتی ہوئی فحاشی اور عریانی کا سدِباب ہوسکے۔

عدالتوں سے متعلق تجاویز:

۱۔ عدالتوں میں انصاف کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے اور بچوں سے زیادتی کے کیسز کی فی الفور شنوائی کر کے مجرموں کو کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے۔

۲۔ عدالتوں میں بچوں سے زیادتی کے کیسز کی شنوائی کے لیے الگ سے بنچ بنائے جائیں جہاں بچوں سے دوستانہ ماحول میں واقعہ کی معلومات اور مجرم سے متعلقہ معلومات اکٹھی کر کے مجرم کو انصاف کے کٹہرے میں لا کھڑا کیا جائے اور قرار واقعی سزا دی جائے۔

نیز عدالتوں کے لیے ضروری ہے کہ عصرِ حاضر میں بچوں سے زیادتی اور بدفعلی کے بڑھتے ہوئے واقعات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے سخت سے سخت شرعی اور تعزیری سزاؤں کا نفاذ کیا جائے اور ایسے افراد کی سزاؤں سے متعلق یہ فیصلہ دیا جائے کہ یہ سزائیں ان کو مجمع عام میں دی جائیں گی تاکہ معاشرے کے دیگر افراد عبرت حاصل کریں۔

وہ لوگ جو عدالتوں کے اخراجات برداشت نہیں کرسکتے اور اس وجہ سے وہ اپنے کیسز پولیس کے پاس رجسٹر نہیں کرواتے عدالتوں کو چاہیے کہ ایسے لوگوں کے کیس کی بلا معاوضہ قانونی چارہ جوئی کی جائے تاکہ ان کو انصاف مل سکے۔

وہ جج یا وکیل جو بچوں سے زیادتی کے کیسز میں مجرموں سے ساز باز کرتے پکڑے جائیں ایسے ججوں اور وکیلوں کے لائسنس منسوخ کر دیئے جائیں اور ان کو فوراً اس عہدے سے ہٹا کر فیصلہ کیلئے کوئی نیک اور منصف جج یا وکیل کا بندوبست کیا جائے۔

حکومتِ وقت سے متعلق تجاویز:

۱۔ بچوں سے زیادتی کے مجرموں کو جلد از جلد کیفرِ کردار تک پہنچانے کے لیے صوبائی سطح پر بچوں کے لیے مخصوص دوستانہ عدالتیں قائم کی جائیں تاکہ بچوں اور ان کے ورثاء کو بروقت انصاف میسر ہو اور منصفین جلد از جلد کیسز کے فیصلے سنا سکیں۔

۲۔ بچوں کے حقوق کا تحفظ کرنے والے اداروں اور NGO,s کے لیے سالانہ بجٹ مختص کیا جائے تاکہ وہ حتی الوسع کوشش کر کے بچوں کے حقوق ان کو دلوا سکیں۔

۳۔ بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے واقعات میں سمجھوتے روکنے کے لیے حکومتی سطح پر متاثرہ خاندان کی مالی معاونت کی جائے۔

۴۔ زنا اور بدفعلی کے خاتمہ کے لیے نکاح کو آسان تر بنایا جائے اور غیر ضروری اخراجات ولوازمات پر پابندی عائد کی جائے۔

۵۔ علاقائی سطح پر بچوں کے تحفظ کے لیے مراکز قائم کئے جائیں۔

۶۔ بچوں سے جنسی زیادتی کے بڑھتے ہوئے واقعات کے پیشِ نظر مجرموں کے لیے شرعی سزاؤں سے متعلقہ بل علماء اور مفتیان کرام کے باہمی تعاون سے بنا کر متفقہ طور پر اسمبلی میں پاس کروایا جائے اور پھر ان سزاؤں پر جلد از جلد عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔

۷۔ چائلڈ پورنوگرافی کی روک تھام کے لیے ضروری ہے کہ حکومت محکمہ سائبر کرائم کے لیے خصوصی بجٹ پاس کرے اور محکمہ سائبر کرائم کو جرائم کی روک تھام کے لیے آزادنہ انکوائری کی تاکید کرے اور محکمہ سائبر کرائم کو جدید سے جدید آلات فراہم کرے۔

فصلِ سوم:

معاشرتی تعلیمات سے تدارک

گزشتہ کچھ عرصے سے بچوں سے جنسی زیادتی اور بسا اوقات زیادتی کے بعد قتل اسی طرح بچوں کے اغوا وغیرہ کے واقعات میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے مثلاً قصور میں سیکنڑوں بچوں کے ساتھ زیادتی اور ان کی قابلِ اعتراض ویڈیوز بنانے اسی طرح قصور میں ہی زینب نامی معصوم بچی کا درندہ صفت عمران نامی آدمی کے ہاتھوں جنسی زیادتی کے بعد قتل، اسلام آباد میں معصوم فرشتہ نامی چھوٹی سی معصوم کلی کا جنسی زیادتی کے بعد دردناک قتل اور اسی طرح کے سیکنڑوں کیس جو میڈیا و سوشل میڈیا کی زینت بن چکے ہیں جو کہ اس بات کا ثبوت ہیں کہ ہمارے معاشرے کے لوگ کس قدر اخلاقی پستی کا شکار ہو چکے ہیں۔

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ بچوں کو جنسی زیادتی اور جنسی ہراسانی سے بچانے کے لیے ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جائے جو خالصتاً اسلامی تعلیمات پر مبنی ہو اور جہاں کے رہنے والے افراد اسلامی تہذیب اور اسلامی ثقافت کو مکمل طور پر اپنانے والے ہوں جہاں بچوں پر شفقت اور بڑوں کا ادب و احترام لازم و ضروری ہو۔ جہاں کے رہنے والے لوگ فحاشی، عریانی اور منکرات سے بچنے کی حتی الوسع کوشش کریں، جہاں انصاف کا بول بالا ہو اور مجرم کو سزا دی جائے اور مظلوم کی مدد کی جائے، جہاں ایک دوسرے کے حقوق و فرائض کا مکمل طور پر خیال رکھا جائے اور یہ اسی صورت ممکن ہے جب ہم اپنی نوجوان نسل کی تربیت اسلامی اصولوں کے مطابق کریں۔

ذیل میں ہم ان اصولوں اور تعلیمات کو بالتفصیل ذکر کریں گے جن پر عمل درآمد کرتے ہوئے معاشرے کے بچوں، عورتوں اور دیگر افراد کو جنسی ہراسانی اور جنسی زیادتی سے بچایا جاسکتا ہے۔ نیز نوجوان نسل میں بڑھتے ہوئے جنسی ہیجان کو اعتدال میں رکھا جاسکتا ہے۔

۱۔ بہترین اسلامی تربیت

کسی بھی معاشرے میں ہمیشہ مرد و زن کے کسی بھی قسم کے ناجائز جنسی تعلقات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ لہٰذا ہماری نوجوان نسل کو ان ناجائز تعلقات سے محفوظ رکھنے کے لیے ان کی اسلامی تربیت بہت ضروری ہے جس کے بنیادی اصول درج ذیل ہیں۔

۲۔ بچوں کی ابتدائی دینی تربیت

جب بچے دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے بستر الگ کر دیئے جائیں۔

سنن ابو داؤد میں نبی ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ:

((قال: قال نبي الله ﷺ مروا صبيانكم بالصلاة إذا بلغوا سبعا، واضربوهم عليها إذا بلغوا عشرا، وفرقوا بينهم في المضاجع))(۱)

ترجمہ: اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تمھاری اولاد سات سال کی عمر کو پہنچے تو اسے نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب وہ دس سال کی عمر کو پہنچے تو ان کو اس پر مارو اور ان کے بستر الگ کردو۔

(فرقوا) : أمر من التفريق (بينهم) : أي : بين البنين والبنات على ما هو الظاهر ، ويؤيده ما قاله بعض العلماء ، ويجوز للرجلين أو المرأتين أن يناما في مضجع واحد ; بشرط أن تكون عورتهما مستورة بحيث يأمنان التماس المحرم . وقال ابن حجر : بهذا الحديث أخذ أئمتنا فقالوا : يجب أن يفرق بين الإخوة والأخوات فلا يجوز حينئذ تمكين ابنين من الاجتماع في مضجع واحد ، والظاهر أن قوله : فلا يجوز إلخ ، من كلامه ، وهو غير مفهوم من كلام أئمته فتأمل . (في المضاجع) : أي : المراقد . وقال الطيبي : لأن بلوغ العشر مظنة الشهوة ، وإن كن أخوات ، وإنما جمع الأمرين في الصلاة والفرق بينهم في المضاجع في الطفولية تأديبا ومحافظة لأمر الله تعالى (۲)

لہٰذا اس حدیث کی روشنی میں دس سال کی عمر کے بچوں کو الگ بستر پر سلانے کا حکم ہے۔ نیز اس عمر کے بعد بھائی کو بھائی، اور بہن کو بہن کیساتھ، اسی طرح بھائی کا بہن، اور بہن کا بھائی کے ساتھ ایک بستر پر بلا حائل سونے کی اجازت نہ ہوگی۔

۳۔ بچے اجازت لے کر کمرہ میں آئیں

اس طرح قرآن میں چھوٹے بچوں کی تربیت کی غرض سے حکم دیا گیا ہے کہ تین اوقات میں چھوٹے بچے بھی کسی کے رہائشی کمرے یا رہائشی مکان میں بلا اجازت داخل نہ ہوں۔

سورۃ النور میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۚ مِّن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ۚ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ﴾(۳)

---

(۱)۔ سنن ابوداؤد، ۱/ ۸۲

(۲)۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، الملا علي القاري نور الدين علي بن سلطان، ج ۲/ ص ۵۱۲ مکتبہ دار الفکر، طبع۔ ۲۰۰۲ء

(۳)۔ سورۃ النور (۲۴:۵۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! اجازت لے کر آئیں تم سے جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں اور جو کہ نہیں پہنچے تم میں عقل کی حد کو تین بار، فجر کی نماز سے پہلے، اور جب اتار رکھتے ہو اپنے کپڑے دوپہر میں، اور عشاء کی نماز سے پیچھے، یہ تین اوقات تمہارے بدن کھلنے کے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں محارم اقارب یہاں تک کہ سمجھدار نابالغ بچوں اور مملوکہ لونڈیوں کو بھی اجازت لے کر خلوت گاہ میں داخل ہونے کا پابند کیا گیا ہے کیوں کہ ان اوقات میں ہر انسان بے تکلف رہنا چاہتا ہے۔ ان اوقات میں اگر کوئی ہوشیار بچہ یا مذکورہ بالا افراد بغیر اجازت خلوت گاہ میں داخل ہوں تو خدشہ ہے کہ انسان کو ایسی حالت میں دیکھ لیں جس کے ظاہر ہونے سے انسان شرماتا ہے نیز اس سے اس انسان کی بے تکلفی اور آرام میں خلل پڑے گا اور اسے تکلیف بھی پہنچے گی۔

اسی آیت کے تحت مفتی شفیع صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت میں بالغ مرد و عورت کو استیذان کا حکم دینا تو ظاہر ہے مگر نابالغ بچوں کو جو شرعاً مکلف بھی نہیں کو اس حکم کا پابند بنانا اصول کے خلاف ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے مخاطب دراصل بالغ مرد و عورت ہیں کہ وہ چھوٹے بچوں کی تربیت کریں کہ ایسے وقت میں بغیر پوچھے اندر نہ آیا کرو۔[١]

ا۔ سمجھدار بچے ہمیشہ اجازت لے کر کسی کے گھر داخل ہوں۔

جو بچے سمجھدار ہو جائیں یا بلوغت کے قریب ہو جائیں تو ان کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ دیگر دوسرے بڑے افراد کی طرح کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل نہ ہوں بلکہ اجازت لے کر داخل ہوں۔

چنانچہ سورۃ النور میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾[٢]

ترجمہ: اور جب پہنچیں لڑکے تم میں سے عقل کی حد کو تو ان کو ویسی ہی اجازت لینی چاہیے جیسے لیتے رہے ہیں ان سے اگلے۔

اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ جس وقت لڑکے حد بلوغ کو پہنچیں تو ان کو بھی اسی طرح اجازت لینا چاہیے جیسا کہ ان سے اگلے یعنی ان سے بڑی عمر کے لوگ۔[٣]

---

(۱)۔ تفسیر معارف القرآن، از مفتی محمد شفیع عثمانی، ج۶، ص ۴۴۴

(۲)۔ سورۃ النور (۵۹:۲۴)

(۳)۔ معارف القرآن، ج۶، ص ۴۴۳

۴۔ خوبصورت نوجوانوں سے نظروں کو بچائیں

وہ لوگ جو امرد پرستی یعنی نوجوان خوب صورت لڑکوں کی جانب جنسی رغبت رکھتے ہیں ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ خوبصورت اور نوجوان لڑکوں کی طرف نگاہ ہی نہ اٹھائیں کیونکہ بری نگاہ اٹھانا بھی شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ چنانچہ علامہ شفیع عثمانی اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں۔

طبرانی نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

((النظر سهم من سهام ابليس مسموم من تركهامخافتی ابدلته ايماناً يجد حلاوة فی قلبه))[1]

ترجمہ: نظر شیطان کے تیروں میں س ایک زہریلا تیر ہے جو شخص باوجود دل کے چاہنے کے اپنی نظر پھیر لے تو خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں اس کو اس عمل کے بدلے پختہ ایمان عطا کروں گا جس کی لذت وہ شخص اپنے دل میں محسوس کرے گا۔

"اسی روایت سے تھوڑا آگے وہ علامہ ابن کثیر کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔ کہ بہت سے سلف صالحین نے کسی امرد (بے ریش نوجوان) لڑکے کی طرف دیکھتے رہنے سے بڑی سختی سے منع فرمایا ہے اور بہت سے علماء نے تو اس صورت میں جب کہ بری نیت یا نفس کی خواہش کے ساتھ نظر کی جاری ہو تو اسے حرام بھی قرار دیا ہے۔"[2]

۵۔ بچیوں کو ابتدا ہی سے پردہ کی اہمیت وافادیت سے آگاہ کریں

والدین کے لیے ضروری ہے کہ چھوٹی بچیوں کو ابتداء ہی سے ایسا لباس پہننے کی عادت ڈالیں جو کہ زیادہ سے زیادہ ساتر ہو کیوں کہ تنگ اور چست لباس جہاں سائنسی لحاظ سے انسانی جسم اور صحت کے لیے نقصان دہ ہے وہیں دینی اور شرعی لحاظ سے بھی اس کا استعمال ناپسندیدہ ہے، اور چونکہ عصرِ حاضر میں نفسیاتی اور جنسی اعتبار سے بہت سے لوگ پسماندگی کا شکار ہیں اور بچوں کو اپنی جنسی ہوس کا نشانہ بنانے کی طاق میں رہتے ہیں۔ ایسے میں تو تنگ و باریک لباس کے استعمال کی قباحت میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے بچوں اور بچیوں کی حفاظت کے لیے تمام تر تدابیر بروئے کار لائیں۔

ہم اپنے بچوں اور بچیوں کو ایسا لباس پہنائیں جو کہ ڈھیلا ڈھالا ہو اور جسمیں بچوں کی جسمانی ساخت نمایاں نہ نظر آئے اس سے جہاں ایک طرف بچیوں کی حیاء میں ابتداء ہی سے اضافہ ہو گا وہیں دوسری جانب جنسی اور نفسیاتی طور پر بیمار افراد کا جنسی ہیجان بچوں اور بچیوں کی جانب کم ہو گا۔

---

(١)۔ معجم کبیر للطبرانی، سلیمان ابن احمد ابن ایوب، ج ١٠، ص ٣٧ا مکتبہ العلوم والحکم الموصل، الطبعۃ الثانیہ ١٩٨٣ء۔

(٢)۔ معارف القرآن، ج ٦، ص ٤٤٣

نیز چھوٹی بچیوں کو ابتداء ہی سے دوپٹہ اوڑھنے اور حجاب کرنے کی ترغیب دی جائے تاکہ جب وہ بڑی ہوں تو شرعی تعلیمات کی روشنی میں ان کو پردہ کی عادت ہوچکی ہو۔

٦۔بچوں کی نگرانی

والدین کے لیے ضروری ہے کہ بچوں کی روزمرہ کی سرگرمیوں پر نظر رکھیں کہ ان کی دوستی کس طرح کے بچوں کے ساتھ ہے ،وہ فارغ اوقات میں کیا کرتے ہیں، وہ کس قسم کی محافل میں اٹھتے بیٹھتے ہیں، ٹی وی ، کمپیوٹر ، انٹرنیٹ اور موبائل کا استعمال درست طریقہ سے کرتے ہیں یا نہیں، تعلیمی اوقات میں اپنی حاضری کو یقینی بناتے ہیں یا کہیں اور اپنا وقت صرف کرتے ہیں ، جیسا کہ فی زمانہ بہت سے بچے گھروں سے حصول تعلیم کی غرض سے سکول اور کالج کے لیے نکلتے ہیں لیکن والدین کی عدم توجہی اور بری صحبت کی وجہ سے کچھ بچے اپنا وقت بجائے تعلیمی سرگرمیوں میں صرف کرنے کے ایسی جگہوں پر صرف کرتے ہیں جہاں اکثروبیشتر غیر اخلاقی سرگرمیاں دیکھنے کو ملتی ہیں، اور یہی وجہ بنتی ہے بچوں کے غیر اخلاقی سرگرمیوں میں ملوث ہونے کی۔ لہٰذا والدین کے لیے ضروری ہے کہ اپنے بچوں کی تمام تر سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھیں اور اگر بچوں کو کسی غلط سرگرمی میں ملوث دیکھیں تو ان کی سرزنش کریں تاکہ ان کی اصلاح ہوسکے کیوں کہ حدیث شریف میں مذکور ہے کہ تم میں سے ہر شخص کو نگران بنایا گیا ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں بازپرس ہوگی۔

صحیح بخاری میں روایت ہے:

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)) (١)

"نیز بچوں کو اس بات کا بھی پابند بنایا جائے کہ وہ اپنے ہم عمر کے بچوں کے ساتھ دوستی رکھیں اپنے سے بڑے لڑکوں کو ہرگز دوست نہ بنائیں۔"(٢)

٧۔بچوں کے لباس پر خصوصی توجہ دیں

والدین کے لیے ضروری ہے کہ اپنے بچوں کو ایسا لباس پہننے کی عادت ڈالیں جو اسلامی اصولوں کے عین مطابق ہو۔ عصرِ حاضر میں بہت سے والدین اپنے بچوں اور بچیوں کو ایسا لباس پہناتے ہیں جو کہ ایک طرف تو اسلامی اصولوں کے خلاف ہے اور دوسری جانب جنسی ہیجان میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔ مثلاً بچوں کو نکر، ٹائٹ پینٹ اور سلیولس شرٹ پہنانا اسی طرح بچیوں کو نٹ کے کپڑے پہنانا جس سے جسم نمایاں نظر آتا ہو ایسے ہی ٹائٹ پینٹس یا ٹائٹ جینز، ٹائٹ شرٹ وغیرہ پہنانا اور اسی طرح چست اور باریک لباس پہنانا جس میں بچیوں کی جسم کی بناوٹ نظر آتی ہو۔

---

(١)۔ صحیح البخاري، ١/ ١٩٣

(٢)۔ بچوں کی حفاظت کیسے کریں، ص ١٠٠

۸۔ بچوں کو سیلف ڈیفنس کی تعلیم دلائی جائے

دورِ حاضر میں چونکہ بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے واقعات میں اضافہ ہو تا جا رہا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ والدین اور تعلیمی ادارے بچوں کے لیے سیلف ڈیفنس کی ٹریننگ کا اہتمام کریں تا کہ بوقت ضرورت بچے اپنا دفاع خود کر سکیں۔ بہت سے تعلیمی اداروں میں مثلاً دارِ ارقم، الائیڈ سکول، اور دیگر کئی سکولوں میں بچوں کی جسمانی تربیت کے لیے سیلف ڈیفنس کی تربیت دی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی فیڈریشنز جیسا کہ مشن فٹ پاکستان جس کی نگرانی بلیک بیلٹ فائیو ڈان آکاش احمد کر رہے ہیں بھی بچوں کی تربیت کے لیے مختلف ورکشاپس کا انعقاد کر رہے ہیں تا کہ بوقت ضرورت بچے اپنا دفاع خود کر سکیں۔

۹۔ بچوں کو جنسی زیادتی سے متعلق آگاہی فراہم کی جائے

والدین اور اساتذہ کے لیے ضروری ہے کہ محتاط انداز میں بچوں کو عصرِ حاضر میں ہونے والی زیادتی کے واقعات سے آگاہ کریں اور ان کی تربیت کریں کہ اگر خدانخواستہ کوئی ایسا واقعہ ان کے ساتھ پیش آنے والا ہو تو ان کو کیا کرنا چاہیے۔ کس کو اس بارے میں آگاہ کرنا چاہئے، کیسے اس طرح کے لوگوں سے بچنا چاہیے اور کس طرح اس قسم کے لوگ بچوں کو ورغلا کر اور بہلا پھسلا کر اپنی جنسی ہوس کا نشانہ بناتے ہیں اس بارے میں آگاہی دینے چاہیے۔ مثلاً ان کو بتانا چاہیے کہ:

۱۔ اگر کوئی بھی انجان شخص آپ کو کسی چیز ٹافی، ببل، چاکلیٹ یا کھلونے کی پیش کش کرے تو فوراً انکار کر دینا ہے اور وہ چیز نہیں لینی۔

۲۔ اگر کوئی شخص آپ کے جسم کے مخصوص اعضاء پر ہاتھ لگائے تو اسے اونچی آواز سے جھڑکنا ہے اور اس بارے میں والدین یا اساتذہ کو آگاہ کرنا ہے۔

۳۔ آپ کے مخصوس اعضاء کو صرف آپ یا آپ کے والدین چھو سکتے ہیں کسی بھی دیگر فرد کو ان اعضاء کو ہر گز چھونے نہیں دینا۔

۴۔ اگر کوئی شخص آپ کو اپنے ساتھ چلنے پر آمادہ کرے یا کسی برائی پر آمادہ کرے تو زور زور سے چیخنا، چلانا شروع کر دینا ہے۔

۵۔ اگر کوئی شخص آپ کو زبردستی پکڑ کر ساتھ لے جانا چاہے تو فوراً اس کے جسم کے نازک اعضاء مثلاً ناک کی ہڈی، معدہ پر ضرب لگائیں یا دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اس کی آنکھوں میں داخل کریں ایسا کرنے سے وہ شخص کچھ وقت کے لیے حواس باختہ ہو جائے گا اور آپ کو باآسانی خود کو بازیاب کرانے کا موقع مل جائے گا۔

۹۔ اگر کوئی قانونی اہل کار مثلاً پولیس، فوجی جوان، ڈولفن پولیس یا ٹریفک پولیس آس پاس نظر آئے تو اسے مدد کے لیے پکاریں۔

۱۰۔ والدین کا بچوں سے دوستانہ تعلق رکھنا

"والدین کے لیے ضروری ہے کہ اپنے بچوں کے ساتھ دوستانہ ماحول میں گفت وشنید کیا کریں تا کہ بچے بغیر کسی جھجک کے اپنے والدین کو روزمرہ کے معمولات سے آگاہ رکھا کریں اور اگر بالفرض محال کوئی ذہنی پسماندگی کا شکار جنسی درندہ بچوں کو ہراساں کرنے کی کوشش کرے تو بجائے والدین کے ڈر اور خوف کے پر اعتماد ہو کر اپنے والدین کو ایسے شخص کی نشاندہی کریں اور وہ بروقت حفاظتی تدابیر کو اپناتے ہوئے اپنے بچوں کو ایسے جنسی درندوں سے محفوظ رکھ سکیں۔"(۱)

۱۱۔ بچوں کو جنسی زیادتی سے بچانے کے لیے تعلیمی اصلاحات

بچوں کو بڑھتے ہوئے جنسی ہیجان سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ سمجھدار بچوں اور بچیوں کے لیے الگ الگ تعلیمی اداروں کا قیام عمل میں لایا جائے کیوں کہ جنس مخالف کی طرف طبعی میلان پیدا ہونا ایک فطری امر ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ابتداء سے ہی اسلامی اصولوں پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اور بچوں کی تربیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے دونوں کے لیے الگ تعلیمی اداروں کا انتظام کیا جائے کیوں کہ جنسی ہیجان کے بڑھنے کی ایک بڑی وجہ اختلاط بھی ہے جس سے اسلامی تعلیمات میں منع کیا گیا ہے۔

چونکہ اس دور میں چند طلبا وطالبات ذہنی طور پر ناپختہ ہیں اور انٹرنیٹ اور موبائل جیسی جدید ٹیکنالوجی ان کے اذہان پر مثبت اثرات کے ساتھ ساتھ منفی اثرات بھی مرتب کر رہی ہے جس سے ذہنی ناپختگی اور جنسی ہیجان میں مزید اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ایسی صورت میں مخلوط نظامِ تعلیم کی بدولت تعلیمی مقاصد اور ان کے فوائد پیچھے رہ جائیں گے اور اس کے برعکس نوجوان طلباء وطالبات با آسانی غلط راہ پر چل پڑیں گے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ طلباء وطالبات کے لیے الگ تعلیمی اداروں کا قیام عمل میں لایا جائے اور اگر الگ تعلیمی اداروں کا قیام ممکن نہ ہو تو اداروں میں طلباء و طالبات کو ایک ایسا اچھا ماحول فراہم کیا جائے جہاں مخلوط تعلیم کے باوجود بے راہ روی کے مواقع کم سے کم میسر ہوں اور طلباء وطالبات مثبت سرگرمیوں میں مصروفِ عمل رہیں یعنی ان کا زیادہ تر وقت نصابی وغیر نصابی سرگرمیوں میں گزرے۔ ان کی اخلاقی تربیت کی جائے، ان کے لباس اور وضع قطع، گفتگو، اٹھنے بیٹھنے کے انداز کو نکھارا جائے اور ان کو درج ذیل اسلامی اصولوں سے روشناس کروایا جائے۔

---

(۱)۔ بچوں کی حفاظت کیسے کریں، ص ۱۰۰

۱۔ اسلام مرد و عورت کو نگاہ نیچی رکھنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کی تعلیم دیتا ہے۔ نیز عورتوں کو غیر محرموں کے سامنے بناؤ سنگھار کر کے جانے سے قطعی منع کرتا ہے۔

جیسا کہ سورۃ النور میں خالقِ کائنات کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ﴾(۱)

ترجمہ: مسلمان مردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

۲۔ اگر دورانِ تعلیم بوقت ضرورت کسی غیر محرم سے کلام کرنے کی ضرورت پیش آ بھی جائے تو پردہ میں رہ کر سوال کیا جائے اور بجائے نرم و نازک لہجہ استعمال کرنے کے تلخ الفاظ میں گفتگو کی جائے تاکہ کسی نامحرم کے دل میں طمع ولالچ پیدا نہ ہو۔

جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾(۲)

ترجمہ: اور جب تم ان خواتین سے یعنی نبی کی بیویوں سے کچھ سامان مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔

اسی طرح ارشاد باری ہے۔

﴿وَلَا يُبدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾(۳)

اور وہ اپنی زیب و زینت ظاہر نہ کریں

مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ طلباء و طالبات نگاہوں کو پست رکھیں، اور طالبات پردہ کا اہتمام یقینی بنائیں، کوئی ضروری بات استاد سے یا کسی ہم جماعت سے پوچھنی ہو تو پردہ میں رہ کر پوچھیں اور صرف ضروری اور کام کی بات کریں وہ بھی نرم و نازک کے بجائے قدرے سخت لہجے میں۔

۱۲۔ طلباء و طالبات کے لیے الگ اساتذہ کا انتظام

طلباء و طالبات میں بڑھتے ہوئے جنسی ہیجان کو اعتدال میں رکھنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ طلباء کے لیے مرد اساتذہ اور طالبات کے لیے خواتین اساتذہ کا انتظام کیا جائے۔ جہاں اس سے جنسی ہیجان اعتدال میں رہے گا وہیں اس کے دیگر کئی فوائد ہیں۔ مثلاً:

---

(۱)۔ سورۃ النور (۳۱:۲۴)

(۲)۔ سورۃ الاحزاب (۵۳:۳۳)

(۳)۔ سورۃ النور (۳۱:۲۴)

۱۔ طلباء و طالبات اپنے اساتذہ سے بے تکلف ہو کر سوال و جواب کر سکیں گے۔

۲۔ طلباء و طالبات پیش آمدہ مسائل کو با آسانی اساتذہ کے گوش گزار کر سکتے ہیں۔

۳۔ وہ طالبات جو پڑھنا چاہتی ہیں اور صرف سکول، کالج اور یونیورسٹی کے مخلوط ماحول کے سبب ان کے گھر والے ان کو پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے ان کو بھی گھر والوں سے آگے پڑھنے کی اجازت مل جائے گی اور وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے ملک و ملت کی خدمت سر انجام دے سکیں گی۔

۴۔ بعض تعلیمی مسائل مثلاً میڈیکل کے طلباء و طالبات کے مسائل کو بہتر انداز میں سمجھنے کے لیے اپنے ہم صنف استاد کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے مثلاً زچگی کے مسائل خواتین اساتذہ بہتر انداز سے طالبات کو سمجھا سکتی ہیں۔ اسی طرح وہ مسائل جن کا تعلق مردانہ مسائل کے ساتھ ہے وہ طلباء کو مرد اساتذہ احسن انداز میں سمجھا سکتے ہیں۔

۱۳۔ بڑے اور چھوٹے طلباء کے لیے الگ انتظام

بسا اوقات بڑی جماعت کے طلباء چھوٹی جماعت کے طلباء کو جنسی طور پر ہراساں کرتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ سکولوں اور مدارس میں بڑی اور چھوٹی جماعت کے طلباء کے باہمی روابط پر سختی سے پابندی عائد کی جائے اور ان کو اس بات کا پابند بنایا جائے کہ بڑی جماعت کے طلباء چھوٹے طلباء سے کسی قسم کا ربط قائم نہیں رکھ سکتے۔ نیز اگر ممکن ہو تو مدارس و سکولوں میں چھوٹی جماعت کے طلباء اور بڑی جماعت کے طلباء کے لیے الگ الگ سیکشن قائم کئے جائیں۔ اسی طرح وہ تعلیمی ادارے جہاں طلباء کو رہائش بھی فراہم کی جاتی ہے وہاں کی انتظامیہ کے لیے ضروری ہے کہ طلباء کو ان کے ہم عمر طلباء کے ساتھ رہنے کا پابند بنایا جائے۔ اسی طرح دیگر معاملات میں مثلاً کھانا کھانا، کپڑے دھونا اور باتھ روم وغیرہ کے لیے الگ انتظام کیا جائے تاکہ وہ بچے جنسی ہراسانی کا شکار ہونے سے بچ سکیں۔

۱۴۔ امرد پسندی سے اجتناب کیا جائے

بچوں اور لڑکوں کو جنسی طور پر ہراساں کرنے کی ایک وجہ امرد پسندی ہے۔ امرد سے مراد وہ لڑکا جس کی داڑھی نکلنے کے قریب ہو ابھی نکلی نہ ہو نظریں اس کی کشش کو محسوس کریں اور دل میں اس کو پسندیدہ نگاہ سے دیکھنے کی خواہش پیدا ہو۔ بلا شبہ خوب صورت، روشن چہرہ والے نوخیز لڑکے پر نظر ڈالنا فتنہ سے خالی نہیں اور بسا اوقات کسی بھی غرض سے ایسے لڑکوں کے ساتھ تعلق قائم کرنا بھی جنسی بے راہ روی اور ہم جنس پرستی کی طرف لے جاتا ہے۔

> لہٰذا ضروری ہے کہ ایسے خوب صورت لڑکوں کی طرف نگاہ کرنے سے اور ان کی صحبت سے خود کو بچایا جائے تاکہ کسی بھی قسم کے فتنہ میں مبتلا نہ ہوں۔ [۱]

(۱)۔ بچوں کی حفاظت کیسے کریں، ص ۷۴۔۷۵

١٥۔ تعلیمی اداروں میں عملے کے انتخاب میں ان کی شخصیت کو جانچا جائے

تعلیمی اداروں کی انتظامیہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ عملے کے انتخاب کے وقت کڑا معیار رکھیں ایسے افراد جن میں امرد پرستی کا رجحان پایا جاتا ہو یا کچھ شائبہ محسوس ہو ایسے افراد کو ہر گز اداروں کا حصہ نہ بنایا جائے، کیوں کہ بسا اوقات ایسے افراد ہی کی وجہ سے ادارے بدنام ہو جاتے ہیں اور ان کی شہرت داغ دار ہو جاتی ہے، اور کئی دفعہ بڑے بڑے نیکی کا کام کرنے والے ادارے محض ایسے لوگوں کی وجہ سے بند کرنا پڑ جاتے ہیں جس کے باعث بہت سے لوگ بھلائی کے کاموں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ (١)

١٦۔ بچوں کو بلا ضرورت گھر سے باہر نہ جانے دیا جائے

بچوں کو بلا ضرورت اکیلے گھر سے باہر مثلاً دکان سے سودا لینے، پڑوسیوں کے گھر سے کوئی چیز لینے یا دینے کسی دوست یا ہمسائے کے گھر کھیلنے کے لیے اکیلے ہر گز نہ جانے دیا جائے کیوں کہ بسا اوقات یہی سبب بنتا ہے بچے کے ساتھ جنسی زیادتی کا۔ (٢)

١٧۔ گھر کے نوکروں اور دیگر عملے کو محدود کیا جائے

بسا اوقات بچوں کا جنسی استحصال گھر کے نوکروں، ڈرائیورز، خانساموں یا آیا کے ہاتھوں ہوتا ہے۔ لہٰذا گھر کے سربراہ کے لیے ضروری ہے کہ گھر کے تمام تر نوکروں کو محدود کرے اور ان پر بچوں کے ساتھ بے تکلفانہ میل جول اور گفتگو کرنے پر پابندی عائد کرے، نیز بچوں کو بھی اس بات کا پابند بنایا جائے کہ وہ بلا ضرورت گھر کے نوکروں کے ساتھ بے تکلفانہ میل جول اور گفت و شنید نہ کریں اور ایسا کرنے کی صورت میں ان کی سرزنش کی جائے۔

اور بچوں کو ملازمین کے رہائشی کوارٹرز یا کمروں میں جانے سے بھی منع کیا جائے، نیز والدین کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ بچوں کو اکیلا گھر میں ملازمین یا خانساموں کی نگرانی میں ہر گز نہ چھوڑیں کیوں کہ بہت سے جنسی زیادتی کے واقعات میں گھر کے نوکر اور دیگر عملہ اسی تنہائی کا فائدہ اٹھا کر بچوں کو جنسی زیادتی کا نشانہ بناتے ہیں۔ (٣)

١٨۔ تعلیمی اداروں اور طلباء کی اقامت گاہوں میں سیکیورٹی کا مکمل انتظام ہو

تعلیمی اداروں اور ہاسٹلز وغیرہ کی انتظامیہ کے لیے ضروری ہے کہ طلباء، اساتذہ اور دیگر عملے کی روز مرہ کی حرکات و سکنات کا جائزہ لینے کے لیے اداروں میں مناسب سیکیورٹی انتظامات کیے جائیں مثلاً سی سی ٹی وی کیمرے کمرہ

---

(١)۔ بچوں کی حفاظت کیسے کریں، ص ٧٤۔٧٨

(٢)۔ ایضاً، ص ٩٨

(٣)۔ ایضاً، ص، ١٠٨

جماعت، راہداریوں، کھیلوں کے میدانوں اور اقامتی کمروں میں نصب کئے جائیں۔ نیز طلباء اور عملے کی نگرانی کے لیے بعض افراد کو مختص کیا جائے جو گاہے بگاہے طلباء کے کمروں میں جا کر ان کی حرکات وسکنات کا جائزہ لیں۔

سکول، کالج اور یونیورسٹیز کے ہاسٹل میں رہائش پذیر طلباء کے چھٹی کے دن کے علاوہ دنوں میں بلاضرورت ہاسٹل سے باہر جانے پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔

نیز جو طلباء سکول، کالج اور یونیورسٹیز میں رہائش پذیر ہوتے ہیں وہ بسا اوقات ان ہاسٹلز میں ہم جنس پرستی جیسی بری لت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ہاسٹلز انتظامیہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ تمام تر ایسے اقدامات بروئے کار لائے جن پر عمل کرتے ہوئے طلباء ہم جنس پرستی جیسی غلیظ حرکت سے بچ سکیں۔

۱۹۔ تعلیمی اداروں میں بچوں کی حفاظت سے متعلق سیمینار اور کانفرنس کا انعقاد

تعلیمی اداروں کو چاہیے کہ عصرِ حاضر میں بچوں سے زیادتی کے بڑھتے ہوئے واقعات سے آگاہی کے لیے سہ ماہی، ششماہی یا سالانہ کی بنیاد پر سیمینار اور کانفرنسز کا انعقاد کریں اور طلباء اور طالبات اور ان کے اہلِ خانہ کو جنسی زیادتی کے واقعات اور ان کے ممکنہ حل سے متعلق آگاہی فراہم کریں۔

۲۰۔ تعلیمی اداروں میں مارشل آرٹس اور سیلف ڈیفنس کو لازم قرار دیا جائے

حکومت کو چاہیے کہ تمام تر تعلیمی اداروں کو اس بات کا پابند کریں کہ وہ میٹرک لیول تک کے طلباء اور طالبات کو ذاتی دفاع کے لیے مارشل آرٹس اور سیلف ڈیفنس کی تربیت دینے کا خصوصی انتظام کریں تاکہ ایک طرف تو بچے جسمانی طور پر مضبوط ہوں اور دوسری طرف کسی بھی ناگزیر واقعہ کی صورت میں خود اپنا بچاؤ کر سکیں۔

۲۱۔ معاشرے سے فحاشی وعریانی کا مکمل خاتمہ کیا جائے

معاشرے میں لوگوں میں بڑھتے ہوئے جنسی ہیجان کی سب سے بڑی وجہ معاشرے میں پھیلتی ہوئی بے حیائی، فحاشی ہے۔ حکومتِ وقت کے لیے ضروری ہے کہ وہ معاشرے سے بے حیائی اور فحاشی کے خاتمہ کے لیے اپنا مؤثر کردار ادا کرے۔ فحاشی، ہم جنس پرستی وزنا کے اڈوں کو مکمل طور پر بند کیا جائے۔ اس قسم کے کاموں میں ملوث افراد کو قرار واقعی سزائیں دی جائیں اور جو لوگ ایسے افراد کی پشت پناہی کرتے ہوں، خواہ ان کا تعلق سیاست سے ہو یا قانونی اداروں سے ہو ان لوگوں کی نشاندہی کر کے ان کو معطل کیا جائے اور عوام الناس کو ان سے متعلق آگاہ کیا جائے تاکہ عوام دوبارہ ان کو منتخب نہ کرے۔

۲۲۔ بچوں کو نہ کہنا سکھایا جائے

بچوں کو جنسی ہراسانی اور جنسی زیادتی سے محفوظ رکھنے کے لیے گھر میں والدین اور اسکول ومدارس میں اساتذہ یہ تربیت دیں کہ اگر کوئی بھی شخص ان کے جسم کے حساس اعضاء پر ہاتھ لگائے یا ان کو ٹٹولے یا جسم کو چھونے کی

کوشش کرے یا ان کو چھیڑے تو ایسی صورت میں اسے چاہیے کہ وہ سخت لہجے اور بلند آواز سے ایسے شخص کو نہ کہہ کر روکے اور اس سے دور ہو جائے نیز بچے کو تربیت دی جائے کہ اگر کوئی شخص اس انداز میں اس کو ہراساں کرے تو وہ ضرور والدین کو اطلاع کرے نیز بچوں کے دل میں اعتماد اور بہادری کا بیج بویا جائے۔

۲۳۔بچوں کے دوستوں پر نظر رکھی جائے

بچوں کے بڑھتے ہوئے جنسی ہیجان اور بے راہ روی کی ایک اور بڑی اور بنیادی وجہ غلط صحبت ہے۔ لہٰذا والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ محلے اور تعلیمی ادارے میں بچوں کے ساتھ رہنے والے دوستوں پر کڑی نظر رکھیں اور اگر کسی دوست کا غیر اخلاقی رویہ دیکھیں تو اپنے بچے کو اس سے دور رہنے کی تلقین کریں۔

نیز درجِ ذیل معاشرتی تجاویز پر عمل پیرا ہو کر بھی بچوں سے جنسی زیادتی کے واقعات کی روک تھام ممکن ہے۔

(والدین کے لیے تجاویز)

۱۔ بچوں کی تربیت میں سب سے اہم کردار والدین کا ہوتا ہے۔ لہٰذا والدین کے لیے ضروری ہے کہ بچوں کی بہترین اخلاقی تربیت کریں تاکہ وہ غلط اور صحیح میں فرق کر سکیں اور خود کو غلط اور برے کاموں سے بچائیں۔

۲۔ والدین کو چاہیے کہ بچوں کو اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ ان کی جسمانی تربیت بھی کریں اور ان کو وہ فنون سکھائیں جس کے ذریعے وہ اپنی ذاتی حفاظت کر سکیں مثلاً ذاتی دفاعی تربیت Self defence اسی طرح مارشل آرٹس، کراٹے، جمناسٹک وغیرہ اور اگر حکومتِ وقت کی اجازت ہو تو آلاتِ حرب کا استعمال بھی بچوں کی تربیت میں شامل ہونا چاہیے تاکہ ایک طرف تو ان میں جذبہ جہاد پیدا ہو اور دوسری طرف وہ اس کے ذریعے مشکل وقت میں اپنی حفاظت کو یقینی بنا سکیں۔

۳۔ والدین کو چاہیے کہ بچوں کے روز و شب کے مشاغل کی باقاعدہ نگرانی کریں اور کوشش کریں کہ زیادہ تر وقت بچوں کا والدین کی نظر کے سامنے گزرے۔

۴۔ والدین کو چاہیے کہ بچوں کو جدید ٹیکنالوجی کے صحیح اور غلط استعمال سے آگاہ کریں اور جدید ٹیکنالوجی مثلاً موبائل، ٹیبلٹ، لیپ ٹاپ اور کمپیوٹر کے استعمال کے وقت خود بچے کی نگرانی کریں۔

۵۔ والدین کو چاہیے کہ اپنے بچوں کے ساتھ دوستانہ ماحول قائم کریں تاکہ بچے اپنے روز و شب کے مشاغل سے والدین کو گاہے بگاہے مطلع کرتے رہیں تاکہ اس کے ذریعے والدین کے لیے بچوں کی نفسیات جاننے میں آسانی ہے۔ اور اگر بالفرض بچے کسی غلط کام میں ملوث ہو جائیں تو والدین ان کی باتوں سے اندازہ کر کے اس کا مناسب سدِباب کر سکیں۔

۶۔ والدین کو چاہیے کہ بچوں کے اساتذہ سے گاہے بگاہے رابطے میں رہ کر بچے کے احوال سے مطلع ہوتے رہیں۔

۷۔ والدین کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جدید ٹیکنالوجی کے استعمال سے قبل سیٹنگ میں جا کر وہ تمام ٹولز معطل کر دیں جس کے ذریعے بچے کی فحش مواد تک رسائی ممکن ہو سکتی ہے اور عصرِ حاضر میں تو بہت سی ایپلی کیشنز ایسی وجود میں آچکی ہیں کہ جن کے ذریعے بچے کے فحش مواد تک رسائی ممکن نہیں ہے۔ مثلا بچوں کے لیے "یوٹیوب کڈز"۔

۸۔ نیز والدین کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ بچے کے چال چلن، دوستوں اور عادات کا جائزہ لیتے رہیں اور بچے کو برے دوستوں کی صحبت سے دور رکھیں نیز نشہ آور اشیاء کے استعمال سے باز رکھیں اور اگر بالفرض والدین کو معلوم ہو جائے کہ بچہ کسی غیر اخلاقی سرگرمی یا کسی نشہ کی لت میں ملوث ہو چکا ہے تو اس صورت میں بچے کو مناسب سزا دیں تا کہ وہ دوبارہ کوئی برا کام نہ کرے۔ نیز بچے کو اس بات کا بھی پابند کریں کہ وہ اپنے سے زیادہ عمر کے لڑکوں سے کسی قسم کا دوستانہ تعلق ہر گز قائم نہ کرے، کیوں کہ عموماً جنسی بد فعلی کے واقعات کے رونما ہونے کی ایک بڑی وجہ یہی ہے۔

۹۔ والدین کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ابتدائی جنسی تعلیم بچے کو خود ہی گھر میں مناسب انداز سے دیں تا کہ وہ اچھے برے کے فرق کو با آسانی سمجھ سکے اور کوئی بھی غلط کام نہ کرے۔

۱۰۔ والدین کے لیے ضروری ہے کہ دورانِ گفتگو مہذب لہجہ استعمال کریں اور بد کلامی اور فحش گوئی، گالم گلوچ سے پرہیز کریں تا کہ بچوں کی بھی بہترین تربیت ہو اور وہ بھی مہذب گفتگو کرنا سیکھیں۔

اساتذہ کی ذمہ داریاں:

۱۔ والدین کی طرح اساتذہ کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کی بہترین اخلاقی تربیت کریں اور ان کو اچھے اور برے کاموں کے بارے میں آگاہی فراہم کریں۔ دورانِ درس ان کو تقویٰ کی اہمیت بتائیں اور عفت و پاکدامنی کے فضائل سنائیں تا کہ بچوں میں متقی بننے کا شوق پیدا ہو اور وہ لغو اور فضول گناہ کے کاموں سے خود کو بچائیں۔

۲۔ عصرِ حاضر میں نوجوانوں میں بے راہ روی کے بڑھتے ہوئے رجحان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ قرآنی آیات و احادیث جو زنا اور لواطت جیسے قبیح فعل کی مذمت میں وارد ہوئی ہیں کو نصاب کا حصہ بنایا جائے اور طلباء کو ان افعال کی قباحت اور دنیا و آخرت میں رسوائی کا سبب بننے کی تعلیم دی جائے تا کہ طلباء میں ان افعال سے نفرت پیدا ہو اور وہ ان میں مبتلا ہونے سے گریز کریں۔

۳۔ اساتذہ کو چاہیے کہ دنیاوی علوم وفنون کے ساتھ ساتھ طلباء کو ابتدائی دینی تعلیم بھی دیں تا کہ وہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کو جان کر ان پر عمل پیرا ہو سکیں۔

۴۔ اساتذہ کے لیے ضروری ہے کہ طلباء کی کلاس اور سکول کی حدود میں طلباء کے مشاغل کی کڑی نگرانی کریں اور اگر کوئی طالب علم کسی غیر اخلاقی سرگرمی میں ملوث پایا جائے تو اس کے لئے مناسب سزا تجویز کریں اور اگر سزا کے بعد بھی وہ غلط کاموں سے باز نہیں آتا تو سکول یا مدرسہ سے اس کا اخراج کر دیں تا کہ وہ مزید بچوں کو خراب نہ کر سکے۔

۵۔ نیز سکولوں میں بچوں کے لیے بہترین مرد اساتذہ اور بچیوں کے لیے بہترین خواتین اساتذہ فراہم کئے جائیں تا کہ بچوں کا جنسی ہیجان مخالف جنس کی طرف نہ پیدا ہو۔

۶۔ پرائمری کے بعد کی جماعتوں میں طلباء و طالبات کی الگ الگ کلاسز بنادی جائیں تا کہ بچوں اور بچیوں کا بے جا اختلاط نہ ہو اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو ایک ہی جماعت میں دو گروپس بنا دیئے جائیں ایک طرف طلباء ہوں اور دوسری طرف طالبات۔

۷۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلباء کے ساتھ دوستانہ ماحول قائم کریں تا کہ طلباء باآسانی اپنی مشکلات اور شکایات اپنے اساتذہ سے بیان کر سکیں۔

دیگر افراد کی ذمہ داریاں:

ا۔ بچوں سے جنسی زیادتی کے بڑھتے ہوئے واقعات کے پیشِ نظر معاشرے کے دیگر افراد کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ اس کی روک تھام کے لیے اپنا مؤثر کردار ادا کریں۔ وہ اپنی گلی محلے کی نگرانی خود کریں اور مشکوک افراد پر نظر رکھیں اور اگر کسی شخص کو مشکوک کام میں ملوث دیکھیں تو فوراً قانونی اداروں کو اس کی اطلاع دیں۔

۲۔ اگر گلی محلے کے بچوں کو کسی مشکوک کام میں ملوث پائیں یا غلط لوگوں یا دوستوں کی صحبت میں دیکھیں تو فوراً ان کے گھر والوں کو مطلع کریں اور اگر ممکن ہو تو اچھے اور بہترین انداز سے خود بھی ان بچوں کو غلط کاموں سے باز رہنے کی تلقین کریں۔

۳۔ گلی محلے میں یا کسی علاقے میں لوگ دیکھیں کہ فحش مواد کی خرید و فروخت کا سلسلہ جاری ہے تو اس خرید و فروخت سے متعلق قانونی اداروں کو شکایت کر کے ایک اچھا شہری ہونے کا ثبوت دیں۔

نتائج

۱. زیر نظر مقالہ بچوں کی جنسی ہراسانی اور پاکستانی قوانین اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ سے درج ذیل نتائج اخذ کیئے ہیں۔

۲. جنسی ہراسانی کی صورتیں مختلف ہیں مثلا جنس آخر کو جنسی تعلقات پر آمادہ کرنا، پاس بلانا، گھورنا، شانے یا چھاتی پر ہاتھ پھیرنا، ایس ایم ایس یا ایم ایم ایس کے ذریعہ جنسی طور پر ہراساں کرنا، کسی کی نازیبا ویڈیوز یا تصویر بنا کر بلیک میل کرنا وغیرہ۔

۳. جنسی ہراسانی کے واقعات کے بڑھنے کی بنیادی وجہ کمزور عدالتی نظام اور مجرموں کو سزا سے بچ جانا ہے۔

۴. بچوں کو مختلف لوگ جنسی ہراسانی کا شکار بنا سکتے ہیں مثلا، مالک دکان، پڑوسی، استاد، دکاندار، ڈرائیور وغیرہ۔

۵. نوجوانوں کی جنسی بے راہ روی کی بڑی وجہ دینی تعلیمات سے دوری ہے۔

۶. جنسی زیادتی سے بچے کے جسم، ذہن اور معاشرے پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

۷. بچوں کی بہترین اسلامی تربیت کر کے، ان کو آگاہی فراہم کر کے، ان کی جسمانی نشو نما کو سلیف ڈیفنس کے ذریعے مضبوط کر کے جنسی زیادتی سے بچایا جا سکتا ہے۔

۸. نوجوانوں میں جنسی ہیجان میں دن بدن اضافہ کی بڑی وجہ میڈیا و سوشل میڈیا پر بڑھتی ہوئی فحاشی و عریانی ہے۔

سفارشات

مقالہ ہذا میں حتی الوسع کوشش کی گئی ہے کہ بچوں کی جنسی ہراسانی اور پاکستانی قوانین اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ سے متعلق تمام امور کو ذکر کر دیا جائے لیکن اس کے باوجود درج ذیل موضوعات پر مزید کام کیا جاسکتا ہے۔

اسکالرز کے لئے

۱. بچوں کے جنسی استحصال کے علاوہ تعلیمی، معاشرتی استحصال کی وجوہات اور ان کا حل تلاش کیا جائے۔

۲. عصر حاضر کے طلباء کی جنسی تربیت کیسے کی جائے؟

۳. نوجوانوں کی جنسی بے راہ روی میں میڈیا یا سوشل میڈیا کا کیا کردار ہے اور اس کا تدارک کیسے ممکن ہے۔

۴. نوجوانوں میں بڑھتی ہوئی جنسی بے راہ روی کے اسباب تلاش کر کے قرآن و سنت سے تدارک کیا جائے۔

حکومتی اداروں کے لئے

۱. اسلامی نظریاتی کونسل اور عدالتیں مل کر ایسی سخت سزائیں تجویز کریں جن کو لاگو کر کے جنسی زیادتی کے واقعات سے بچا جاسکے۔

۲. میڈیا و سوشل میڈیا پر غیر اخلاقی مواد نشر کرنے والوں کے لئے سخت قانون سازی کی جائے۔

فہارس

❖ فہرست آیات

❖ فہرست احادیث

❖ فہرست اعلام

❖ فہرست اماکن

❖ مصادر و مراجع

فہرست آیات

نمبر شمار	آیت	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۱.	یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا ---	البقرة/۲	۱۰۴	۹
۲.	یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ ---	البقرة:/۲	۱۷۸	۷۹
۳.	وَلَـکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوة یّٰاُولِی ---	البقرة/۲	۱۷۹	۷۹
٤.	وَاللّٰذَانِ یَاْتِیَانِهَا مِنکُمْ فَآذُوهُمَا فَإِن ---	النساء/٤	۱٦	٦٦
٥.	{ إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِینَ یُحَارِبُونَ اللَّهَ ---	المائده/٥	۳۳	۱۱٦
٦.	اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ ----	المائده/٥	۹۰-۹۱	۱۱۷
۷.	وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ ---	الانعام/٦	۱٥۱	۱۱۳
۸.	وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ---	الأعراف/۷	۸۰	٦۳
۹.	وَلَمَّاجَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ	هود/۱۱	۷۷-۸٥	٦٤
۱۰.	فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا ---	هود/۱۱	۸۲	۱۰۱/٦٤
۱۱.	إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ ---	النحل/۱٦	۹۰	٥۱
۱۲.	اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ	النور/۲٤	۱۹	۱۱٦
۱۳.	قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ ---	النور/۲٤	۳۰	۱۲۸/۱٥
۱٤.	وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ ---	النور/۲٤	۳۱	۱٥
۱٥.	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ ---	النور/۲٤	٥۸	۱۲۲
۱٦.	وَ اِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْکُمُ الْحُلُمَ ----	النور/۲٤	٥۹	۱۲۳
۱۷.	اَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ	العنكبوت/۲۹	٤٥	۱۰۰
۱۸.	وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ	الاحزاب/۳۳	٥۳	۱۲۸
۱۹.	اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤی اَفْوَاهِهِمْ وَتُکَلِّمُنَا	يس/۳٦	٦٥	۹۹
۲۰.	وجزء سيئة سيئة مثلها	الشورى/٤۲	٤۰	٦۹
۲۱.	مَّا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ	ق/٥۰	۱۸	۹۸
۲۲.	وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا ---	الطلاق/٦٥	۲-۳	۹۸
۲۳.	الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ	الملک/٦۷	۲	٦۸

فہرست احادیث

نمبر شمار	حدیث کا متن	کتاب کا نام	صفحہ نمبر
۱.	اذا إتی الرجل ألرجل فهما زانیان ---	شعب الایمان للبیہقی	۷۵
۲.	اذا خطب الیکن من ترضون دینه ---	سنن الترمذی	۹۹
۳.	استکرهت امراۃ علی عهد ---	سنن الترمذی	۷۷
۴.	أَسْلَمُ الْمُسْلِمِيْنَ إِسْلَامًا ---	صحیح ابن حبان	۱۱
۵.	إِقَامَةُ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ، خَيْرٌ ---	ابن ماجہ	۱۰۳
۶.	أَقِيمُوا حُدُودَ اللَّهِ فِي الْقَرِيبِ وَالْبَعِيدِ	ابن ماجہ	۱۱۴
۷.	وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ	صحیح البخاری	۲۶
۸.	أَنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ	صحیح البخاری	۲۶
۹.	ان اخوف ما اخاف علی امتی ---	سنن الترمذی	۶۸
۱۰.	ان الله لا یستحی من الحق ---	سنن الترمذی	۱۰۲
۱۱.	أهمَّهم شأنُ المرأةِ المخزوميَّةِ ---	سنن ابی داؤد	۱۱۵
۱۲.	إياكم والجلوس على الطرقات،---	الصحیح البخاری	۱۶
۱۳.	قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَا عَائِشَةُ لَوْلَا قَوْمُكِ ---	الصحیح البخاری	۱۰
۱۴.	قال لا ینظر الله الی رجل اتی	سنن الترمذی	۱۰۲
۱۵.	قتل نفراً خمسة اوسبعة برجل	الصحیح البخاری	۷۹
۱۶.	ملعون من عمل عمل قوم	مسند احمد	۶۷ / ۱۰۱

١٧.	ماأسكَرَ كثيرُهُ، فقليلُهُ حرامٌ،	سنن ابی داوَد	١١٨
١٨.	المسلم من سلم المسلمون ---	سنن الترمذی	١١
١٩.	ملعون من عمل عمل قومِ لوط	سنن الترمذی	٦٥-٣-٧
٢٠.	مَن حالتْ شَفاعَتُه دون حَدٍّ ---	سنن ابی داوَد	١١٦
٢١.	من لم يرحم صغيرنا فليس منا۔	سنن ابی داوَد	١٢٢
٢٢.	مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ ---	سنن الترمذی	٣٦-٥٦
٢٣.	وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ---	الصحیح البخاری	١٠٣
٢٤.	يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ---	سنن ابی داوَد	١٦
٢٥.	يا معشر الشباب من استطاع ---	سنن الترمذی	٩٦

فہرست اعلام

نمبر شمار	اعلام	صفحہ نمبر
۱.	رازی	٦٦
۲.	ابو مسلم اصفہانی	٦٦
۳.	ابنِ قیم	۷۲
۴.	ابی بکر محمد بن حسین	۷۴
۵.	امیر عبد العزیز	۷۸

فہرست اماکن

نمبر شمار	اماکن	صفحہ نمبر
۶.	اٹلی	۵۰
۷.	اردن	۶۵
۸.	اسلام آباد	۳۵،۱۲۲،۳۶
۹.	انگلینڈ	۵۰
۱۰.	بٹل	۲۴
۱۱.	بلوچستان	۴۲
۱۲.	بہار کالونی	۲۷
۱۳.	بہاول پور چنی گوٹھ	۲۳
۱۴.	پنجاب	۴۲
۱۵.	پیر محل	۵۶،۲۴
۱۶.	ٹبہ سلطان پور	۹۵
۱۷.	جڑانوالہ	۹۵،۵۰
۱۸.	جعفر آباد	۳۶
۱۹.	خیبر پختونخواہ	۴۲
۲۰.	راولپنڈی	۴۹،۴۲،۳۰
۲۱.	رحیم یار خان خان پور	۲۳
۲۲.	روات	۹،۴۹،۴۴،۳۷ ۱۲۰،۲
۲۳.	سکھر	۳۶
۲۴.	سندھ	۷۲,۴۲,۳۶
۲۵.	فیصل آباد	۹،۵۰،۴۲،۲۷ ۵

۲۶.	قائد آباد	۲۸
۲۷.	قصور	۸۶،۴۲، ۱۲۲،۹۵،۹۰
۲۸.	کراچی	۲۸
۲۹.	کوئٹہ	۲۸
۳۰.	گلگت بلتستان	۴۲،۳۶،۳۵
۳۱.	مانسہرہ	۲۵
۳۲.	میاں چنو	۲۸

مصادر ومراجع

القرآن الکریم

جامع ترمذی امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، اقراء قرآن کمپنی، ۱۴۳۱ھ،

سنن ابن ماجہ محمد ابوعبدللہ ابن ماجہ، قدیمی کتب خانہ

صحیح مسلم امام ابی الحسن مسلم بن الحجاج القشیری، مکتبہ رحمانیہ

صحیح ابن حبان، بیروت، ۱۹۸۸

صحیح البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، مکتبہ رحمانیہ اقراسنٹر، لاہور

مشکوۃ المصابیح، قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی

شعب الایمان للبیھقی، أحمد بن الحسین بن علي، مکتبة الرشد للنشر والتوزیع بالریاض بالتعاون مع الدار السلفیة ببومباي

مظاہر حق جدید، مکتبہ دار الاشاعت

معارف القرآن مفتی محمد شفیع، ادارۃ المعارف، ۲۰۰۳

الفقہ:

الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافی، محمد بن ابی بکر المعروف ابن قیم، مکتبہ ابن تیمیہ القاہرہ

ذم اللواط، حافظ ابی بکر محمد بن حسین، مکتبہ القرآن للطبع والنشر والتوزیع بولاق القاھرہ

الفقہ الجنائی فی الاسلام، دکتور امیر عبد العزیز، دار الاسلام

ذم الھوی، ابن جوزی دارالکتاب العربی

سلسلۃ الثقافہ العامۃ التشریع الجنائی الاسلامی مقارنا بالقانون الوضعی، عبد القادر عودہ

آرٹیکلز:

پاکستان میں بچوں پر جنسی تشدد اور فقہ السیرۃ کی روشنی میں تدارک، ڈاکٹر سعدیہ گلزار، العلم جلد ۳ شمارہ ۲

التحریش الجنسی فی القانون الجنائی والفقہ الاسلامی، انیس حبیب السید المحاوی، العدد رابع والثلاثون جزء الرابع

ذرائع ابلاغ کے معاشرے پر منفی اثرات فرزانہ شاہین، ڈاکٹر سید باچا آغا

ابلاغِ عامہ کا دینی اقدار اور بچوں پر نفسیاتی اثرات، ڈاکٹر سید باچا / فرزانہ شاہین

اردو کتب:

بد چلنی اور جنسی بے راہ روی سے بچوں کی حفاظت کیسے کریں، مترجم حافظ عبد الجبار، مکتبہ بیت العلوم، لاہور،

حقوق انسانی کی آڑ میں، متین خالد

انصاف کی دستک، ساحل

Websites:

Burt.c,The young Deliquet.com

https://dailypakistan.com.pk۲۸-Dec-۲۰۱۹/۱۰۷۰۳۵۰

https://urdu.arynews.tv/fifth-groder-abused-bycousin-at-gunpoint/amp/

https://urdu.geo.tv/anp/۲۳۲۱۹۱

https://urdu.geo.tv/anp/۲۵۹۳۴۷

https://urdu.geo.tv/latest/۲۳۷۰۷۰

https://urdu.geo.tv/latest/۲۴۹۵۸-

https://urduarynews.tv/Federal-ombudsran-Report=Kasur-incident-abused-children

https://www.bbc.com/urdu/Pakistan-۵۲۹۰۸۷۸۰

https://www.bcc.com/urdu/Pakistan-۴۹۹۲۸۹۲۴.anp

https://www.dawnnews.tv/news/۱۰۷۲۳۳۵

https://www.express.pk/story/۱۰۸۳۲۰۷/۱

https://www.humsub.com.pk/۳۴۳۰۳۵/iqbalabbasi-۱۷

https://www.independanturdu.com/node/۳۰۹۵۱

https://www.khaleejurdu.com/uae-news/dubai-expat-jailed-for-five-years-ovwr-

https://youtu.be/۹v۷buTv۵zh۸

https://zameenihaqaiq.com/article/۱۷۱۵۹

https://urdu.geo.tv/latest/۲۳۲۱۲۵

https://Javedch.com/Pakistan/۲۰۱۸/۰۳/۲۷/۴۳۰۷۱۴

https://uruddawnnews.tv/indexphp/ur/crime/۴۵۶۵۱۰

https://www.dawnnews.tv/news/۱۱۳۷۶۲۷

https://www.nawaiwaqt.com:pk/۱۴-Aug-۲۰۲۱/۱۳۹۸۱۵۰

https://www.independanturdu.com/node/۳۷۱۵۱

Dua blog Waleed Asgher Hussain/http://blogs.dunyanews.tv/۱۹۶۸۸

https://www.dawnnews.tv/news/۱۱۳۵۱۷۰